ناٹاب
اشتیاق احمد

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے اندر جنتی علیین (بلند مرتبہ جگہ) کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم کنارۂ آسمان کے روشن ستارے کو دیکھتے ہو۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما علیین والوں میں سے ہیں۔ (یعنی جنت کے اندر وہ اس درجے بلند مقام میں رہیں گے) بلکہ وہ اس درجے سے بھی بڑھ گئے ہیں۔

(شرح السنہ)

دو باتیں

السلام علیکم! دو باتیں میں آج ہم پہلی بات خان رحمان کے بارے میں کریں گے.... مجھے بہت سے قارئین نے بذریعہ خط اکثر یہ لکھا ہے کہ یہ نام درست نہیں.... کیونکہ رحمان نام ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا.... اللہ رحیم و کریم کا.... لہٰذا یہ نام ہونا چاہیے.... عبدالرحمٰن.... جیسے اللہ کے ہر نام سے پہلے لوگ عبد لگاتے ہیں.... عبداللہ.... عبدالشکور.... عبدالرحیم.... عبدالعزیز وغیرہ وغیرہ

یہ آج کی بات نہیں.... آج سے دس بارہ سال پہلے پہلی دفعہ یہ چیز سامنے آئی تھی.... میں اس باریکی کو جانتا ہوں.... محسوس کرتا ہوں.... اور خود دوسروں کو ٹوکتا رہتا ہوں کہ کسی کا نام اگر عبدالشکور ہے تو اسے شکور کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے.... بلکہ پورا نام لینا چاہیے۔

میں نے خط کا جواب دیا کہ یہ نام ہے خان رحمان.... یعنی رحمان کا خان.... مطلب یہ کہ کردار کا نام خان ہے.... نہ کہ رحمان.... رحمان ساتھ لگایا گیا ہے.... تو اس طرح بنا رحمٰن کا خان.... نہ کہ رحمٰن.... پھر ایک دو خط اور آئے.... انہیں بھی یہی جواب دیا.... اس طرح خط آتے

رہے.... میں جواب لکھتا رہا.... پھر میں نے اپنے اطمینان کے لئے ایک
عالم سے اس سلسلے میں رابطہ کیا.... انہوں نے بھی نام سن کر کہا.... یہ
نام ٹھیک ہے.... اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اب کافی مدت بعد پھر چند خطوط آئے تو میں نے سوچا....
قارئین کے خطوط اس بارے میں آتے رہتے ہیں اور میں جواب دیتا
رہتا ہوں.... تو کیا یہ بہتر نہیں رہے گا.... کہ دو باتیں میں ذکر کر دیا
جائے.... تاکہ سب کو ایک بار ہی معلوم ہو جائے.... اور شاید اس قسم
کی بات میں کسی ناول کی دو باتیں میں کافی مدت پہلے بھی لکھ چکا ہوں
گا۔

بہرحال یہ بات نوٹ کر لیں.... اس میں پریشانی کی کوئی بات
نہیں ہے' یہ تو تھی پہلی بات' دو باتیں کی۔

اب آتے ہیں دوسری بات کی طرف.... ارے.... مم.... مگر....
میرے پاس تو آج کوئی دوسری بات نہیں ہے.... یہ دوسری بات ہے کہ
ذہن میں کوئی آ جائے اور میرا قلم چل پڑے.... فی الحال تو دور دور تک
کوئی بات دوسری بات کے طور پر نظر نہیں آ رہی.... ایک منٹ
ٹھہریں.... ذرا میں عقل کی عینک لگا کر دیکھ لوں.... کیا فرمایا آپ نے....
عقل کی عینک مل جاتی ہے بازار سے.... آپ کو پتا ہے.... بازار
آج کل کیا نہیں مل جاتا.... اگر آپ کو ضرورت ہو تو میں آپ کو اس
دکان کا پتا بتا سکتا ہوں.... جہاں سے عقل کی عینک مل سکتی ہے.... اب
آپ شاید سسپنس میں مبتلا ہو جائیں.... لیکن میں آپ کا یہ سسپنس کم
از کم ان دو باتوں میں تو دور کر نہیں سکتا.... ورنہ پھر اس سسپنس کا کیا
فائدہ۔

لیجئے.... دوسری بات یاد آ گئی.... آج میں پھر طالبان کی بات
کروں گا.... اللہ تعالیٰ نے انہیں ان دنوں عظیم کامیابیاں عطا فرمائی
ہیں.... اب تو اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی روزانہ ان کی خبریں نشر کر
رہے ہیں.... ان کی دھڑا دھڑا فتوحات کی خبریں سن کر اور پڑھ کر سیروں
خون بڑھ گیا ہے.... ان حضرات نے صحابہ کرام کے دور کی یادیں تازہ
کر دی ہیں.... اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے....
آمین.... آپ لوگ بھی ان کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کریں.... اور ہر
ممکن تعاون کریں.... ان کے ساتھ تعاون بھی جہاد میں حصہ لینا ہے....
اور اس دور میں اگر ہم جہاد میں حصہ لیں گے.... تو یہ ہمارے لئے عین
سعادت ہو گی.... اور کچھ نہیں تو اخبار ضرب مومن ہی خرید کر
پڑھیں' انشاء اللہ ایمان تازہ ہو گا.... شکریہ=

والسلام
اشتیاق احمد

پچاس ہزار روپے میں آپ تک پہنچا دوں"۔

"شانی صاحب... یہ کون ہیں... میں اس نام کے کسی آدمی کو قطعاً" نہیں جانتا"۔

"دیکھئے میرا وقت نہ ضائع کیجئے... یہ پچاس ہزار لے کر رسید لکھ دیجئے... پھر آپ جانیں' شانی صاحب جانیں"۔

"میں کسی شانی کو نہیں جانتا' اور نہ میں یہ پچاس ہزار وصول کروں گا... اس میں ضرور کوئی چکر ہے اور میں کسی چکر میں پھنسنا بالکل پسند نہیں کرتا... آج تک میں نے جو زندگی گزاری ہے... اس کے بارے میں آس پاس کے محلے دار سب اچھی طرح جانتے ہیں... سب لوگ مجھے ایک سیدھا سادا ایماندار آدمی جانتے ہیں اور ہے بھی یہی بات... اب میں کسی شانی صاحب کے پچاس ہزار روپے کس طرح وصول کر لوں"۔

"اگر آپ نے یہ وصول نہیں کیے تو وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا"۔ اجنبی نے پہلی بار خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب... وہ آپ کو جان سے مار ڈالے گا... آخر کیوں؟"

"اس نے کہا تھا' اگر میں نے اس کی ہدایت کے مطابق پچاس ہزار روپے آپ تک نہ پہنچائے تو وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا... اور سچ یہی ہے"۔

"کیا سچ یہی ہے... آپ کیوں مجھے الجھنوں میں مبتلا کر رہے

ہیں"۔

"میں کیوں ایسا کرنے لگا"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"میں کہہ چکا ہوں... میں شانی نام کے آدمی کو نہیں جانتا"۔

"آپ جانتے ہیں یا نہیں... یہ روپے وصول کر لیں' میں تو بس اتنا جانتا ہوں"۔

"ہرگز نہیں"۔

"اس کا مطلب ہے... آپ چاہتے ہیں... وہ مجھے جان سے مار ڈالے"۔

"وہ بھلا ایسا کیوں کرنے لگا"۔

"ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر لیا... اس کے بعد وہ کافی دیر تک دروازہ پیٹتا رہا... لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا... اس کی بیوی پریشان نظروں سے کبھی اس کی طرف اور کبھی دروازے کی طرف دیکھتی رہی۔

"یہ کوئی پاگل تو نہیں"۔ بیوی بولی... اس نے یہ ساری بات چیت سن لی تھی۔

وہ بھی اسی جیسی ایمان دار عورت تھی... ان کے کوئی بچہ بھی نہیں تھا... بس دو میاں بیوی تھے... اور تنخواہ میں ان کا گزارا آسانی سے ہو جاتا تھا... زیادہ کے لالچ میں وہ آج تک پڑے نہیں تھے۔

"پاگل ہی لگتا ہے... چلا جائے گا' خود ہی تھک کر"۔

اور پھر وہ واقعی تھک کر چلا گیا... دوسرے دن وہ دفتر جانے سے پہلے ناشتا کر رہا تھا... ناشتے کے ساتھ اخبار کی سرخیاں دیکھنا اس کا معمول تھا... اچانک ایک خبر کے ساتھ شائع ہونے والی تصویر پر اس کی نظر پڑی... وہ بہت زور سے اچھلا... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔

"نن نہیں... نہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔

"کک کیا ہوا؟" بیوی دوڑی آئی۔

"یہ... یہ دیکھو... اس... اس کی لاش ملی ہے"۔

"کیا مطلب... کس کی لاش ملی ہے... آپ تو حد درجے گھبرا گئے... خود پر قابو رکھیں... کسی لاش سے بھلا ہمارا کیا تعلق؟" بیوی نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ ہاں... واقعی... مجھے اس حد تک گھبرا نہیں جانا چاہیے تھا... یہ دیکھو... اس آدمی کی لاش... جو کل مجھے پچاس ہزار روپے دینے آیا تھا"۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ اس کی لاش ہے"۔

"ہاں! یہ سو فیصد وہی ہے... میں پہچاننے میں غلطی نہیں کرتا، جسے ایک بار دیکھ لیتا ہوں... ہزاروں کے مجمع میں بھی اسے پہچان لیتا ہوں"۔

"اوہ ہاں! میں جانتی ہوں"۔

پھر دونوں جلدی جلدی خبر پڑھنے لگے... لکھا تھا۔

"نیشنل پارک میں ایک نامعلوم آدمی کی لاش پائی گئی... کسی نے پستول کا وار کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا... گولی اس کی پیشانی میں لگی... پولیس تفتیش کر رہی ہے... ابھی تک اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا"۔

خبر پڑھ کر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اب ہم کیا کریں"۔ بیوی بولی۔

"ہمیں کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ اس نے کہا۔

"پولیس اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہی ہے... لہذا آپ کو جا کر انہیں بتا دینا چاہیے"۔

"اس طرح پولیس مجھ پر شک کرے گی"۔

"وہ بلاوجہ شک نہیں کرے گی... ہم تو پولیس کی مدد کرنا چاہتے ہیں... اور پھر اگر ہم اس موقعے پر خاموش رہے اور بعد میں پولیس ہماری طرف آئی تو وہ ضرور شک کرے گی"۔ بیوی نے جلدی جلدی کہا۔

"میرا خیال ہے... آپ کا مشورہ درست ہے اور میرا خیال غلط ہے"۔ وہ مسکرایا۔

"تو پھر جائیں اور انہیں بتا دیں کہ یہ شخص کل ہمارے پاس آیا

تھا.... ارے ہاں.... اس خبر میں یہ نہیں لکھا کہ اس کے پاس سے پچاس ہزار روپے بھی ملے ہیں"۔

"پتا نہیں.... جب اسے گولی ماری گئی.... وہ پچاس ہزار اس کے پاس تھے یا نہیں"۔

"کچھ بھی ہو.... ہمیں پولیس کو بتا دینا چاہیے.... ہو سکتا ہے کل کچھ گزرنے والوں نے اسے ہمارے دروازے پر آپ کے ساتھ کھڑے دیکھا ہو.... آپ دونوں باتیں بھی تیز تیز لہجے میں کر رہے تھے.... اور کوئی جا کر پولیس کو بتا دے تو یہ اچھی بات نہیں ہو گی' اس صورت میں پولیس ضرور آپ پر شک کرے گی"۔

"ہوں! میں پہلے پولیس اسٹیشن جاؤں گا.... دفتر بعد میں.... دفتر فون کر دیتا ہوں کہ میں ذرا لیٹ پہنچوں گا"۔

"بالکل ٹھیک"۔ بیوی مسکرائی۔

ان کے گھر میں فون بھی نہیں تھا.... باہر سے اس نے اپنے دفتر فون کیا اور پھر نیشنل پارک کے پولیس اسٹیشن پہنچا.... وہاں ایک سخت نقوش والا پولیس آفیسر بیٹھا تھا.... اس کی مونچھیں بڑی بڑی اور خوف ناک تھیں.... وہ جلدی جلدی اخبار پڑھ رہا تھا.... جیسے اس کی گاڑی چھوٹنے والی ہو۔

"السلام علیکم جناب"۔ اس نے دبی آواز میں کہا۔

"وعلیکم.... کک کون.... کون ہیں آپ؟"

"جی میرا نام فرقان بھائی ہے"۔

"اچھا تو پھر؟"

"یہ میں نے.... اخبار میں خبر پڑھی.... لاش کی تصویر دیکھی تو میں نے یہ اپنا فرض جانا.... کہ آپ کو اس کے بارے میں بتا دوں"۔

"اوہ.... اوہ.... آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں.... یہ تو بہت اچھی بات ہے.... ہم تو اب تک اس کا نام تک نہیں جان سکے.... آپ کا شکریہ.... آپ پہلے آدمی ہیں.... جو اس کے بارے میں کچھ بتانے آئے ہیں.... تشریف رکھئے"۔ اس کے چہرے سے ساری سختی یک دم غائب ہو گئی۔

"بہت بہت شکریہ جناب"۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔

"میں محکمہ شماریات میں...."۔

"آپ لاش کے بارے میں بتائیں"۔ اس نے منہ بنایا.... سختی واپس آتی نظر آئی۔

"اس کے بارے میں بتانے سے پہلے میرے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک دو جملے اپنے بارے میں بھی کہہ دوں.... ورنہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... میں ناسمجھ ہوں"۔ اس نے آنکھیں نکالیں۔

"جی نہیں.... آپ کی وردی پر آپ کا نام میں پڑھ چکا ہوں....

دانش بیگ"۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"چلیے.... جلدی بتائیں"۔

"میں محکمہ شماریات میں ملازم ہوں.... بطور کلرک.... راجا ٹاؤن کے دو کمروں والے ایک مکان میں رہتا ہوں.... یہ مکان میرا آبائی مکان ہے.... کل شام"۔

"آپ اپنے بارے میں کافی بتا چکے.... اب لاش کی بات کریں"۔ دانش بیگ نے جل بھن کر کہا۔

"جی ہاں.... کیوں نہیں.... کل شام"۔

"میں نے کہا ہے.... لاش کے بارے میں"۔

"جی ہاں وہی بتانے جا رہا ہوں.... کل شام اس نے میرے دروازے پر دستک دی تھی"۔

"کیا کہا.... لاش نے"۔ وہ اچھل پڑا۔

"جی نہیں.... اس وقت تو یہ زندہ تھا"۔

"اوہ! خدا کا شکر ہے.... میں تو ڈر ہی گیا تھا"۔ دانش بیگ نے سکون کا سانس لیا۔

"میں نے دروازہ کھولا.... یہ باہر کھڑا نظر آیا.... اس کے ہاتھ میں پچاس ہزار روپے کے نوٹ تھے"۔

"کک.... کک.... کیا.... کیا کہا.... آپ جائیے.... اپنا کام کیجیے.... کیا بے پر کی اڑائے جا رہے ہیں.... میرا خیال ہے.... آپ پولیس سے

انعام حاصل کرنے کے لیے کوئی جھوٹی کہانی گھڑ کر لائے ہیں"۔

"گویا آپ یہ بھی نہیں سننا چاہتے ہیں کہ میں کیا بتانے کے لیے آیا ہوں"۔

"نہیں.... ہمارے پاس اتنا فالتو وقت نہیں کہ لوگوں کی فرضی کہانیاں سنیں"۔

"آپ کی مرضی.... میں آپ کو اس کے بارے میں بتانے آ گیا تھا.... اور اپنا فرض جان کر آیا تھا.... آپ نہیں جاننا چاہتے.... نہ سہی"۔

"ہاں ہاں.... نہیں جاننا چاہتے.... چلتے پھرتے نظر آؤ اور اگر پھر اس طرف نظر آئے تو پکڑ کر بند کر دوں گا"۔

"بب.... بہت بہتر"۔ اس نے منہ بنایا اور باہر کی طرف چل پڑا.... اسے غصہ آ رہا تھا لیکن وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

وہ دفتر پہنچا.... اس کے آفیسر نے اسے حیران ہو کر اس سے پوچھا۔

"ساری زندگی میں پہلی بار آپ نے چھٹی لی.... وہ بھی صرف ایک گھنٹے کی.... اگر کوئی کام تھا تو پورے دن کی چھٹی لے لیتے"۔

"جی نہیں.... کام اگر ایک گھنٹے کا تھا تو چھٹی بھی ایک گھنٹے کی لی"۔ وہ مسکرایا۔

"کام کیا تھا؟"۔

"ذرا پولیس اسٹیشن تک گیا تھا سر"۔

"ارے باپ رے.... پولیس اسٹیشن"۔ اس کا آفیسر چونک اٹھا۔

"جی ہاں! ایک عجیب اور پراسرار سا معاملہ ہے"۔

"مجھے بھی بتائیں.... کیا معاملہ ہے.... بیٹھ جائیں"۔

وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا.... اور ساری کہانی سنا دی.... آفیسر کی حیرت کا کیا پوچھنا.... پھر اس نے اخبار میں خبر پڑھی۔

"اور اس پولیس آفیسر نے آپ کی کہانی سنی تک نہیں"۔

"جی نہیں.... جونہی میں نے یہ کہا کہ جب یہ میرے گھر کے دروازے پر آیا.... تو اس کے ہاتھ میں پچاس ہزار کے نوٹ تھے' اس نے آگے کی بات سننے سے انکار کر دیا"۔

"اوہ.... میں سمجھ گیا"۔

"اور آپ کیا سمجھ گئے سر"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ پچاس ہزار روپے اس کی جیب میں ہیں"۔

"آپ کا مطلب ہے.... آفیسر کی جیب میں؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! اور اس کی کوشش یہ ہے کہ اس لاش کا کوئی پہچاننے والا تک نہ ہو' لیکن بھئی.... آپ کی کہانی بہت زیادہ عجیب ہے"۔

"اب میں کیا کروں سر؟" اس نے کہا۔

"صبر کریں اور کیا کر سکتے ہیں.... جب کوئی بات سامنے آئے گی

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ تو پولیس اسٹیشن گئے تھے' لیکن پولیس آفیسر نے بات تک نہ سنی"۔

"بہت بہتر سر.... میں وہی کروں گا جو آپ فرمائیں گے"۔

یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گیا.... شام کو دفتر سے گھر پہنچا.... بیوی کو ساری بات بتائی تو وہ بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی.... آخر اس نے کہا۔

"چلئے خیر.... ہمارے سر سے تو بلا ٹلی.... اب کوئی ہمیں الزام تو نہیں دے سکتا نا کہ آپ نے پولیس میں رپورٹ کیوں نہ کی.... وغیرہ"۔

"میں بھی جانتا ہوں.... لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی.... آخر یہ چکر کیا تھا.... اسے کس نے ہلاک کر دیا اور کیوں.... اور وہ نامعلوم آدمی.... کون ہے.... جس نے اسے میرے پاس بھیجا تھا.... یہ باتیں الجھن میں مبتلا کر رہی ہیں"۔

"میرا خیال ہے.... ہمیں بلاوجہ الجھن میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے"۔

وہ دونوں آپس اس الجھن کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔

عین اس لمحے دروازے کی گھنٹی بجی۔

دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... اور پھر وہ

اٹھ کر دروازے پر آگیا۔

اس نے ایک نظر مڑ کر بیوی پر ڈالی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

جونہی اس نے دروازہ کھولا.... ایک صاحب وہاں کھڑے نظر آئے.... اسے دیکھ کر وہ پریشان سا ہو گیا.... اس کے ہاتھ میں نوٹوں کی ایک گڈی تھی۔

○☆○
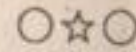
وہ کون ہے؟

"آپ کا نام فرقان بھائی ہے؟"

"جج.... جی ہاں.... فرمائیے.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

"یہ ایک لاکھ روپے وصول فرمائیں اور ان کی مجھے رسید لکھ دیں"۔

"کک.... کیا.... مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھلا' آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"یہ ایک لاکھ روپے لے لیں اور رسید لکھ دیں کہ وصول پائے"۔

"میں کیوں لے لوں.... میرا ان سے کیا تعلق؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں.... اس نامعلوم آدمی کی ہدایات یہی ہیں"۔

"نہیں.... میں یہ نہیں لے سکتا.... میں اس نامعلوم آدمی کو نہیں جانتا.... میرا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے"۔

"اس کے باوجود اس کی ہدایات یہ ہیں کہ میں یہ ایک لاکھ

روپے آپ کو دے دوں۔۔۔ اگر میں نہیں دوں گا۔۔۔ تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔۔۔ ایک روز پہلے ایسا ہو چکا ہے نا"۔ اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"اف مالک! یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا"۔ اس نے چیخ کر کہا۔

"میں نے پوچھا ہے' ایک روز پہلے ایسا ہو چکا ہے نا"۔

"ہاں آ۔۔۔ ہو چکا ہے"۔ اس نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"تو کیا آپ چاہتے ہیں۔۔۔ میری لاش بھی کہیں پڑی ملے"۔

"نن نہیں۔۔۔ میں بھلا ایسا کیوں چاہنے لگا۔۔۔ لیکن آپ خود سوچیں۔۔۔ میں ان ایک لاکھ روپے کا کیا کروں گا۔۔۔ میرا ان سے کیا تعلق ہے۔۔۔ اور پھر پولیس کا اطمینان کس طرح کراؤں گا میں"۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں۔۔۔ میں تو بس ایک بات جانتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر آپ یہ رقم مجھ سے وصول نہیں کریں گے تو وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا"۔

"وہ کون ہے؟"

"مم۔۔۔ میں نہیں جانتا"۔ اس نے فوراً کہا۔

"آپ کو اس نے ایک لاکھ روپے کس طرح دیے ہیں"۔

"یہ میں بتا نہیں سکتا"۔

"حد ہو گئی۔۔۔ اچھا ٹھہریں۔۔۔ میں پہلے اپنے دفتر کے آفیسر سے بات کر لوں"۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں"۔

"یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی"۔

"اچھا۔۔۔ جو کرنا ہے۔۔۔ جلدی کریں"۔

"میرے گھر میں آپ کو بٹھانے کی جگہ نہیں ہے۔۔۔ آپ کو یہیں کھڑے رہنا پڑے گا۔۔۔ یا پھر آپ دس پندرہ منٹ بعد آئیں"۔

"نہیں! میں یہیں کھڑا ہوں"۔

"اچھی بات ہے"۔

اس نے کہا اور فوراً پبلک فون بوتھ کی طرف لپکا۔۔۔ اپنے دفتر کے نمبر ملائے۔۔۔ آفیسر کو ساری بات بتائی تو وہ بھی دھک سے رہ گیا۔

"ارے باپ رے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا چکر ہے"۔

"مم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا سر۔۔۔ میری جان اس معاملے سے چھڑائیں۔۔۔ کسی بھی طرح"۔

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ اچھا ٹھہرو۔۔۔ میں پولیس آفیسر سے بات کرتا ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے لے"۔

"جو کرنا ہے۔۔۔ جلدی کریں سر"۔

"ایک تو مشکل یہ ہے کہ آپ کے گھر میں فون نہیں ہے۔۔۔ اچھا میں خود آرہا ہوں"۔

"بہت بہت شکریہ جناب"۔

اور وہ وہاں سے نکل کر دروازے پر آگیا۔

"کیا رہا؟" اجنبی نے فوراً پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"نہیں بتا سکتا"۔

"میرے آفیسر آرہے ہیں.... وہ شاید پولیس کو بھی ساتھ لائیں گے"۔

"کک.... کیا کہا.... پولیس.... یہ آپ نے کیا کیا.... اف مالک.... اس طرح تو میں پولیس کی نظروں میں آجاؤں گا.... پولیس مجھ سے ہزارہا سوالات پوچھے گی.... میں کس کس بات کا جواب دوں گا.... آپ نے اچھا نہیں کیا"۔

"ہم.... میں کیا کروں.... میں تو خود عجیب و غریب مشکل میں پھنس گیا ہوں"۔

"اس میں پھنسنے والی کوئی بات نہیں.... آپ بس یہ ایک لاکھ لے لیں اور رسید لکھ دیں.... آپ کا کیا جاتا ہے.... اس طرح آپ کو تو مفت میں ایک لاکھ روپے مل رہے ہیں.... آپ کو تو خوش ہونا چاہیے"۔

"نہیں! میں وہ چیز کس طرح لے لوں.... جو میری ہے نہیں.... پھر اس کی حفاظت کا مسئلہ پیدا ہو گا.... میں اس رقم کو کہاں رکھوں

گا.... میرا تو کسی بنک میں اکاؤنٹ بھی نہیں ہے"۔

"ہوں.... یہ میں کچھ نہیں جانتا.... میں تو بس اتنا جانتا ہوں.... اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک لاکھ روپے آپ کو دے دوں.... اور رسید لے لوں.... اگر میں نہیں دیتا تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا.... موت کے گھاٹ اتار دے گا.... آپ کو کیا فائدہ ہو گا.... اگر ایسا ہوا"۔

"مجھے یقیناً کوئی فائدہ نہیں ہو گا.... لیکن.... ایک لاکھ روپے وصول کر کے میں کس مصیبت میں گھرنے والا ہوں.... یہ میں خود بھی نہیں جانتا"۔

"اب بس.... میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا.... پولیس آتی ہو گی.... اچھا.... تم.... تم مجھے موت کے منہ میں دھکیل رہے ہو.... یہ بات یاد رکھنا.... میرے الفاظ زندگی بھر تمہارا پیچھا کریں گے"۔ یہ کہہ کر وہ لگا دوڑنے۔

"نہیں نہیں.... رک جاؤ.... اس طرح نہ جاؤ.... ہم مل کر کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے.... میرے آفیسر اور پولیس.... ہمارا ساتھ دیں گے.... ہماری مدد کریں گے"۔

اس کے یہ الفاظ ہوا میں منتشر ہو کر رہ گئے.... کیونکہ وہ کب رکا تھا.... وہ تو اب تک اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

وہ اس وقت چونکا' جب اس نے گاڑی کا ہارن سنا.... اس نے دیکھا.... ان کے آفیسر اپنی کار میں سے اتر رہے تھے.... ان کے ساتھ

وہی پولیس آفیسر بھی تھا... جس سے کل اس نے ملاقات کی تھی... اور جس نے اس کی بات تک سننے سے انکار کر دیا تھا... اسے دیکھ کر پولیس آفیسر کا منہ بن گیا۔

"یہ... یہ تو وہی ہے... اختر رضوانی صاحب... آپ مجھے اس کے پاس لائے ہیں؟" دانش بیگ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں دانش بیگ صاحب... میں آپ کو اس کے پاس لایا ہوں"۔

"آخر کیوں... میرے پاس بے کار لوگوں کی بے کار باتیں سننے کا وقت نہیں ہے"۔

"وقت نہیں تھا... اس لیے میں آپ کو ساری بات نہ بتا سکا... اور راستے میں یعنی گاڑی چلاتے ہوئے کسی سے کوئی بات ہرگز کرتا نہیں... کیونکہ میرا دھیان ادھر ادھر ہو جاتا ہے... اور اس طرح مجھے کوئی نہ کوئی نقصان ہو جاتا ہے"۔ اختر رضوانی نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ رہنے دیں... میں بتا دیتا ہوں ساری بات... یہ صاحب کل پولیس اسٹیشن آئے تھے... بتانا چاہتے تھے... کہ اخبار میں جس شخص کی لاش ملنے کی خبر شائع ہوئی ہے... اس کے بارے میں یہ کچھ بتانا چاہتے تھے"۔

"تب پھر آپ نے کیوں ان کی بات نہیں سنی"۔

"یہ بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ جب یہ شخص ان سے ملا تو

اس کے پاس پچاس ہزار روپے تھے... اب آپ خود بتائیں... آفیسر تو مجھ سے پچاس ہزار مانگتے... مانگتے یا نہیں... میں انہیں کہاں سے دیتا پچاس ہزار... کیونکہ اس لاش کی جیبوں میں پچاس ہزار تو کیا پچاس روپے بھی نہیں تھے"۔

"آپ یہی کچھ لکھ کر اپنے آفیسر کو دے سکتے تھے"۔ اختر رضوانی نے منہ بنایا۔

"آپ نہیں جانتے... ہمارے آفیسر ہم پر اعتبار نہیں کرتے... جب پچاس ہزار والی بات ان تک پہنچتی... تو وہ کہتے... پچاس ہزار ہم نے غائب کیے ہیں"۔

"اچھا خیر... اس بات کو چھوڑیں... اور اب اس بات کی طرف آئیں"۔

"اب کیا ہے؟"

"آج پھر یہاں ایک شخص آیا تھا... کل کی طرح... کل والا تو پچاس ہزار لے کر آیا تھا... آج والا ایک لاکھ روپے لے کر آیا"۔

"کک... کیا مطلب... میں سمجھا نہیں"۔ دانش بیگ چلا اٹھا۔

"آئیے بیٹھ کر بات کرتے ہیں... فرقان حمید کے گھر میں تو بیٹھنے کی جگہ ہے نہیں شاید... کیوں فرقان بھائی"۔

"جی ہاں... صرف دو کمروں کا مکان ہے... ایک میں گھر کا سارا سامان اور دوسرے میں ہم خود رہتے ہیں"۔ اس نے کہا۔

"ہم کار میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں"۔

"چلئے صاحب"۔ دانش بیگ نے برا سا منہ بنایا۔

وہ کار میں آکر بیٹھ گئے... اب فرقان بھائی نے پہلے تو کل والی ساری بات بتائی... پھر آج آنے والے اجنبی کے بارے میں بتایا۔

"اور... اور وہ کہاں ہے؟"

"جونہی اسے پتا چلا کہ میرے آفیسر پولیس کے ساتھ یہاں آ رہے ہیں... وہ بھاگ نکلا"۔

"اوہ... یہ اچھا نہیں ہوا"۔ دانش بیگ نے کہا۔

"لیکن جناب... اس میں میرا کیا قصور"؟"

"ہوں... خیر... یہ چکر اپنی سمجھ میں تو آیا نہیں... اب اگر کوئی ایسا آدمی آئے تو آپ ہمیں فوراً" اطلاع کریں"۔

"یہی تو مشکل ہے... میں اطلاع کس طرح کروں گا... میرے گھر میں تو فون بھی نہیں ہے"۔

"آپ خود تو اجنبی کو دروازے پر روکیں... اور اپنی بیگم کے ذریعے مجھے فون کروائیں... وہ گھر سے نکل کر کسی ساتھ والے گھر سے مجھے فون کر سکتی ہیں... یہ نمبر ہے میرا"۔

"چلئے خیر... ہم ایسا کرلیں گے... لیکن اس سے ہو گا کیا؟"

"جب تک ایسا آدمی زندہ ہمارے ہاتھ نہیں لگ جاتا... اس وقت تک کوئی بات معلوم نہیں ہو گی"۔

"چلئے ٹھیک ہے... اب میں ایسا ہی کروں گا"۔ فرقان بھائی نے کہا۔

اور وہ دونوں وہاں سے رخصت ہو گئے... دوسرے دن کے اخبار نے انہیں لرزا کر رکھ دیا... دوسرے اجنبی کی لاش شہر کے مغربی حصے سے ملی تھی۔

اب تو فرقان بھائی کے ہاتھ پیر پھول گئے... چہرے کا رنگ اڑ گیا... اس نے فوراً" اپنے آفیسر اختر رضوانی صاحب کو فون کیا۔

"س... سر... آپ نے اخبار دیکھا آج کا؟"

"ابھی تک نہیں... کیوں... اب کیا ہوا؟" وہ بولے۔

"اس دوسرے اجنبی کی لاش ملی ہے پولیس کو... پولیس اس کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے... اس بار لاش مغربی حصے سے ملی ہے... گویا پولیس اسٹیشن تبدیل ہو گیا ہے"۔

"اف میرے مالک... یہ کیا ہو رہا ہے... تم فوراً" اس پولیس اسٹیشن جاؤ فرقان بھائی... آج تم دفتر نہ آؤ... پہلے یہ کام کرو... انہیں بتاؤ... اس کے بارے میں اور اس سے پہلی لاش کے بارے میں"۔

"ج... جی... بہت بہتر"۔ وہ بولا۔

"اور دانش بیگ کو بھی فون کر دو"۔

"جی اچھا"۔ اس نے کہا اور پھر پہلے اس نے دانش بیگ کو فون

کیا۔

"مم... معاف کیجئے گا دانش صاحب... فرقان بات کر رہا ہوں"۔

"ہاں! کیا بات ہے؟" دوسری طرف سے اکھڑ لہجے میں کہا گیا۔

"کل جو دوسرا اجنبی ایک لاکھ روپے لے کر میرے پاس آیا تھا... آج مغربی حصے سے اس کی لاش ملی ہے"۔ اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا... نہیں"۔ دانش بیگ بری طرح چلا اٹھا۔

"اب بتایئے... میں کیا کروں؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں"۔

"میرے آفیسر کا مشورہ ہے مجھے مغربی حصے کے پولیس اسٹیشن جانا چاہیے... اور وہاں کے پولیس آفیسر کو اس کے بارے میں بتانا چاہیے"۔

"ایسا تو خیر اب کرنا ہو گا... لیکن میں تو کچھ اور سوچ رہا ہوں"۔ دانش بیگ نے کانپ کر کہا۔

"اور وہ کیا جناب؟"

"یہ کہ اگر آج پھر کوئی آپ کے دروازے پر آیا... ایک یا دو لاکھ روپے لے کر... تو کیا بنے گا"۔

"نن نہیں... ایسی خوفناک باتیں نہ کریں"۔

"میں اس میں کیا کر سکتا ہوں"۔

"اچھی بات ہے جناب... میں وہاں جا رہا ہوں... کیا آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے"۔

"نہیں... وہاں کے آفیسر میرا ساتھ پہنچنا پسند نہیں کریں گے"۔ اس نے ہنس کر کہا۔

"اچھی بات ہے"۔

اس نے کہا اور فون بند کر دیا... پھر وہ مغربی حصے کے پولیس اسٹیشن پہنچا... اس کے پولیس آفیسر کا نام خاور الطاف تھا... اس نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے... کہاں منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو... جانتے نہیں' یہ پولیس اسٹیشن ہے"۔

"اسی لیے تو آیا ہوں... نیشنل پارک کے سب انسپکٹر دانش بیگ صاحب کا مشورہ یہی تھا کہ میں آپ کو بتا دوں"۔ اس نے اس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے جان بوجھ کر ایسا جملہ کہا۔

"کیا مطلب... کیسا مشورہ... بیٹھ کر بات کریں"۔ وہ قدرے نرم پڑ گیا۔

"آپ کے علاقے میں ایک نامعلوم آدمی کی لاش ملی ہے"۔

"اوہ... تو آپ جانتے ہیں... وہ کون تھا... بتایئے پھر... کون تھا وہ... کیا اسے آپ نے قتل کیا ہے... ارے باپ رے"۔ یہ کہتے

ہی اس نے گھنٹی بجا دی.... فوراً" ایک کانسٹیبل اندر داخل ہوا

"یس سر"۔

"گرفتار کر لو اسے.... یہی اس نامعلوم مقتول کا قاتل ہے"۔

"کک.... کیا.... نہیں"۔ کانسٹیبل نے چلا کر کہا.... وہ بری طرح کانپنے لگا۔

"تمہیں کیا ہوا؟" خاور الطاف نے جھلا کر کہا۔

"قق.... قاتل جناب.... قاتل.... ایک قاتل کس قدر خطرناک ہوتا ہے.... آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں.... وہ سوچتا ہے.... قاتل تو میں بن ہی چکا ہوں.... اب جتنے چاہے آدمیوں کو قتل کر دوں.... اس سے کیا فرق پڑ جائے گا"۔

"گرفتار کرو"۔ خاور الطاف نے بھنا کر کہا۔

"آپ پہلے میری پوری بات سن لیں.... میں قاتل نہیں ہوں.... میں تو اس لاش کے بارے میں آپ کو بتانے آیا ہوں"۔

"پہلے گرفتاری.... پھر بات.... اور اگر تم نے ایک منٹ سے پہلے ہتھکڑی نہ پہنائی تو ڈی ایس پی کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا"۔

"ارے باپ رے.... نن نہیں.... ان کے سامنے پیش ہونے نے اس قاتل کی گولی بہتر ہے"۔

"میرے پاس کوئی پستول نہیں ہے جناب"۔ فرقان بھائی نے برا سامنہ بنایا۔

اور پھر اسے ہتھکڑی پہنا دی گئی۔

"ہاں! اب بتاؤ.... وہ لاش کس کی ہے.... وہ تمہارا کیا لگتا تھا.... اور تم نے اسے کیوں قتل کیا؟"

"بہتر ہو گا کہ آپ اس بارے میں سب انسپکٹر دانش بیگ سے بات کر لیں"۔

"مجھے کیا ضرورت ہے.... تم ساری بات بتا دو"۔

"جی بہتر.... سنئے پھر ساری بات"۔ اس نے تنگ آ کر کہا اور پھر پوری تفصیل دہرا دی۔

"کیا یہ کہانی حرف بہ حرف سچ ہے؟" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"آپ دانش بیگ سے اور میرے دفتر کے آفیسر سے معلوم کر لیں.... انہی دونوں نے مجھے یہاں آ کر یہ ساری کہانی سنانے کا مشورہ دیا تھا جناب"۔

"ہوں اچھا.... ایک منٹ"۔

یہ کہہ کر اس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائل کیے.... جب بات شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ دانش بیگ سے بات کر رہا تھا.... پھر اس نے اس کے دفتر کا فون نمبر پوچھ کر اختر رضوانی سے بھی بات کی.... اور آخر کار کانسٹیبل کی طرف دیکھ کر برا سامنہ بناتے ہوئے بولا۔

"کھول دو ہتھکڑی.... اور انہیں جانے دو.... ان کی ضرورت پیش

آئی تو بلوالیں گے... پتا لکھ لو ان کا"۔

فارغ ہو کر وہ گھر پہنچا... خود کو حد درجے ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا... شام کے ٹھیک پانچ بجے ایک بار پھر اس کے دروازے پر دستک ہوئی۔

اس کا دل زور سے دھڑکا۔

○☆○
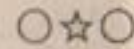
اجنبی

"سنو بیگم... میں دروازے پر جا رہا ہوں... تم دروازے پر آ کر بات چیت سننا... اگر وہ کوئی ایسا آدمی ہو... جو رقم لے کر آیا ہو تو فوراً" دانش بیگ کو فون کر دینا۔ یہ ان کا نمبر ہے... میں اسے باتوں میں الجھائے رکھوں گا... یوسف صاحب کے گھر سے فون کرنا ہے... چھت کے راستے جا کر"۔

"ہم... میں سمجھ گئی"۔

"اور انہیں فون کرنے کے بعد اپنے دفتر رضوانی صاحب کو بھی اطلاع دے دینا... تاکہ وہ بھی آجائیں"۔

"اچھا... آپ فکر نہ کریں"۔

اب وہ دروازے پر آیا... دروازہ کھولنے سے پہلے بولا۔

"کون؟"

"ایک دوست"۔

آواز اجنبی تھی... تاہم اس نے دروازہ کھول دیا... باہر واقعی ایک اجنبی آدمی کھڑا تھا۔

"کیا آپ فرقان بھائی ہیں.... شماریات کے دفتر میں کام کرتے ہیں"۔

"جی ہاں.... فرمایئے.... کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ اس نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا۔

"یہ میرے پاس آپ کے لیے پچاس ہزار روپے ہیں' وصول فرما کر رسید لکھ دیں"۔

"جج.... کیا مطلب.... کیسے پچاس ہزار روپے' میں تو آپ کو جانتا تک نہیں"۔

"آپ مجھے نہیں جانتے.... میں بھی آپ کو نہیں جانتا' لیکن جس شخص نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے.... وہ آپ کو بھی جانتے ہیں اور مجھے بھی"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس کا نام کیا ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"مجھے نہیں معلوم.... میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ میں اس کا حکم ماننے پر مجبور ہوں.... اور اس کا حکم یہ ہے کہ میں آپ کو پچاس ہزار روپے دے کر رسید لکھ دوں اور بس"۔

"مجھے افسوس ہے.... میں آپ سے رقم نہیں لے سکتا' کیونکہ میرا اس رقم سے کوئی تعلق نہیں.... اور پھر آپ نے اب تک یہ بھی

نہیں بتایا کہ یہ رقم ہے کیسی.... وہ نامعلوم آدمی یہ مجھے کیوں دلوانا چاہتا ہے"۔

"یہ سب باتیں میں نہیں جانتا.... صرف اور صرف وہ جانتا ہے"۔

"اس صورت میں بھلا میں کس طرح یہ رقم لے سکتا ہوں"۔

"تب پھر ایک اور بات ہو گی"۔ اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ میری لاش شہر میں کہیں پڑی ملے گی.... اور اس قسم کی وہ تیسری لاش ہو گی"۔

"کیا مطلب؟" وہ زور سے اچھلا۔

"ہاں! اس نے بتایا ہے کہ مجھ جیسے دو آدمی موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں.... اور وہ صرف اور صرف آپ کی وجہ سے مارے گئے ہیں.... اگر آپ ان کی بات کو مان لیتے تو کوئی بات نہ ہوتی"۔

"اچھی بات ہے.... آپ مجھے غور کرنے کی مہلت دیں"۔

"اگرچہ میں خود جلدی میں ہوں اور زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا.... اس کی ہدایت بھی یہی ہے کہ میں زیادہ دیر آپ کے دروازے پر نہ ٹھہروں.... تاہم آپ کہتے ہیں تو میں ایک دو منٹ آپ کو سوچنے کے لیے دے دیتا ہوں.... ورنہ پھر میں تو گیا کام سے"۔

"بہت بہت شکریہ.... آیئے اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔ اس

نے یہ سوچ کر کہا کہ اس کی بیوی تو اب ساتھ والوں کے ہاں جا چکی ہو گی۔

"لل.... لیکن.... اس نے تو بتایا تھا کہ آپ کے گھر میں جگہ نہیں ہے' اس لیے باہر کھڑے رہ کر بات کرنا پڑے گی"۔

"ہاں! لیکن اس وقت میری بیوی کسی کام سے گئی ہے"۔

"اوہ اچھا"۔

دونوں اندر آ گئے.... فرقان بھائی سوچ میں ڈوب گیا.... دراصل اس طرح وہ وقت گزار رہا تھا۔

"دراصل میں ان معاملات سے تنگ آ گیا ہوں.... میرا کوئی تعلق بھی نہیں.... پھر بھی وہ نامعلوم آدمی بلاوجہ مجھے الجھائے جا رہا ہے.... نہ جانے وہ کیا چاہتا ہے"۔

"اس بارے میں میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا.... مجھے تو بس اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے اور بس"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"نہیں بتا سکتا"۔

"آپ ذرا سوچیں.... میں ایک نامعلوم آدمی سے رقم لے لیتا ہوں.... پھر میں اس رقم کا کیا کروں گا"۔

"ظاہر ہے.... وہ ان پیسوں کا مطالبہ کرے گا آپ سے"۔

"تب پھر وہ آپ سے براہ راست کیوں نہیں لے لیتا"۔

"اب اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔

"ہوں.... ٹھیک ہے"۔ اس نے کندھے اچکا دیے۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے.... اگر آپ یہ رقم وصول کر لیتے ہیں تو میری جان بچ جائے گی.... ورنہ میں تو مارا گیا بے موت"۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اگر میں رقم لے لیتا ہوں تو میرا کیا بنے گا.... پولیس مجھ پر شک کرے گی.... لوگ مجھ پر شک کریں گے.... اور وہ نامعلوم آدمی.... جس کی یہ رقم ہے.... وہ کیا کرتا ہے.... مجھے کچھ معلوم نہیں.... یہ الجھن الگ رہے گی کہ رقم کی حفاظت کیسے کی جائے"۔

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی.... اجنبی زور سے چونکا.... جب کہ فرقان بھائی کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"آپ بیٹھے رہیں.... میں دیکھتا ہوں اٹھ کر"۔

"نن نہیں.... آپ نہ دیکھیں"۔ اس نے خوف کے عالم میں کہا۔

"کیا مطلب.... میں نہ دیکھوں کہ کون ہے' دروازے پر"۔ فرقان بھائی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! میں یہی چاہتا ہوں.... وہ جو کوئی بھی ہے.... چپ چاپ چلا جائے گا"۔

یہ تو اچھا نہیں لگتا.... گھر کا دروازہ اندر سے بند ہے.... دروازے پر تالا نہیں لگا ہوا.... آپ فکر نہ کریں"۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"خبردار.... رک جائیں.... ورنہ گولی مار دوں گا"۔ اجنبی کی خوفناک آواز ابھری۔

فرقان بھائی بوکھلا کر مڑا اور دھک سے رہ گیا' اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا ننھا سا پستول چمک رہا تھا۔

"یہ خیال نہ کرنا کہ پستول نقلی ہے.... یہ سو فیصد اصلی ہے اور ہے بھی بے آواز' اگر میں ٹریگر دبا دوں تو گولی تمہارا سینہ پھاڑ کر گزر جائے گی.... اور ذرا سی آواز پیدا نہیں ہو گی"۔

"آپ.... آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"دروازہ نہ کھولیں.... چپ چاپ بیٹھے رہیں.... وہ خود ہی تنگ آ کر چلا جائے گا.... یہاں آ جائیں.... واپس اپنی کرسی پر"۔

وہ واپس مڑنے پر مجبور ہو گیا.... وہ پستول اسے بہت خوفناک دکھائی دے رہا تھا.... یوں بھی اس کا واسطہ اس قسم کے معاملات سے پہلے کب پڑا تھا کہ اسے تجربہ ہوتا کہ پستول کس قسم کا ہے.... کس حد تک خطرناک ہے.... ہے بھی یا نہیں۔

وہ بت بن کر رہ گیا.... پلکیں جھپکے بغیر اس کی طرف دیکھتا رہا.... دونوں کرسیاں بالکل نزدیک تھیں.... درمیان میں میز نہیں

تھی.... اچانک اس کا ہاتھ حرکت میں آیا.... پستول فرقان بھائی کے سر پر زور سے لگا.... اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی.... وہ کرسی سے نیچے گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔

ہوش آیا تو اس کے آفیسر اختر رضوانی اور سب انسپکٹر دانش بیگ اس پر جھکے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا تھا بھئی؟" اختر رضوانی بولے۔

اس نے جلدی جلدی تفصیل سنا دی.... پھر بولا۔

"آپ لوگ اندر کس طرح آئے؟"

"دروازہ توڑ کر"۔ دانش بیگ نے فوراً کہا۔

اس نے بوکھلا کر دروازے کی طرف دیکھا.... وہ ٹوٹا پڑا تھا.... اچانک وہ زور سے چونکا۔

"ارے باپ رے.... مم.... میری بیوی کہاں ہے.... اسے تو چھت کے راستے واپس آنا تھا"۔

"اوہ.... اوہ.... آپ یہیں ٹھہریں.... سر زخمی ہے.... ابھی چل نہیں سکتے.... چکر آ جائے گا.... ہم دیکھتے ہیں"۔

دونوں فوراً زینے کی طرف دوڑے.... اس کا ہاتھ سر کی طرف چلا گیا.... وہاں پٹی بندھی ہوئی تھی.... گویا ڈاکٹر پٹی کر کے جا چکا تھا۔

پھر جلد ہی ان دونوں کی واپسی ہوئی.... ان کے چہروں پر گھبراہٹ تھی۔

"وہ.... وہ بھی اوپر بے ہوش پڑی ہیں.... محلے کی عورتوں کو بلانا پڑے گا.... وہ انہیں اٹھا کر لائیں گی.... میں ایک بار پھر ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں"۔ اختر رضوانی صاحب نے کہا اور باہر چلے گئے۔

"افسوس! ہم اس اجنبی کو گرفتار نہیں کر سکے"۔ دانش بیگ نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے پاس پستول ہو گا' اور وہ اس حد تک بھی جا سکتا ہے"۔

"خیر.... اس میں آپ کا کیا قصور.... آپ نے پوری طرح اپنا کام کیا.... ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں"۔

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن اب کیا بنے گا.... کیا اس تیسرے اجنبی کی لاش بھی ملے گی اب"۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا.... اگر ملتی بھی ہے تو اس میں آپ کا کیا قصور" دانش بیگ نے کہا۔

"اور اگر کل چوتھا اجنبی آ گیا"۔

"اس کا ہم کچھ سوچیں گے.... رضوانی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کریں گے.... لیکن آپ ذہن پر زور نہ دیں"۔

"بہت بہتر"۔ وہ بولا۔

پھر رضوانی صاحب آ گئے.... ڈاکٹر تھوڑی دیر بعد پہنچا.... اس وقت تک عورتیں فرقان بھائی کی بیگم کو نیچے لے آئی تھیں۔

آخر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے.... تیسرے دن تیسرے اجنبی کی لاش شہر کے ایک اور حصے سے ملی.... دانش بیگ نے اب خود ہی اس پولیس اسٹیشن تک ساری کہانی پہنچا دی.... اس طرح تیسری لاش بھی مردہ خانے میں پہنچ گئی.... ابھی تک ان کا کوئی بھی رشتے دار نہیں آیا تھا کہ ان کے بارے میں کسی سے کچھ معلوم ہو جاتا۔

اور چوتھے دن پھر فرقان بھائی کے دروازے پر دستک ہوئی.... لیکن آج دانش بیگ اور رضوانی صاحب نے پہلے سے سارا انتظام کر رکھا تھا.... اور فرقان بھائی کو ایک طرف کر دیا گیا تھا۔

"کون؟" رضوانی صاحب بولے۔

"فرقان بھائی یہیں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں ایک منٹ"۔

یہ کہہ کر دانش بیگ نے دروازہ کھول دیا.... وہ سادہ لباس میں تھا.... اجنبی نے اسے دیکھا تو بولا۔

"آپ فرقان بھائی ہیں"۔

"ہاں بالکل"۔

"یہ ایک لاکھ روپے وصول کریں اور اس کی رسید لکھ دیں"۔

"یہ.... یہ کیسے ایک لاکھ ہیں بھئی"۔ دانش بیگ نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ آپ کو ایک نامعلوم آدمی نے بھیجے ہیں.... اگر آپ یہ

وصول کر لیتے ہیں.... تو میری زندگی بچ جائے گی.... ورنہ وہ مجھے جان
سے مار ڈالے گا"۔

"یہ.... یہ کیا بات ہوئی؟"

"تین لاشیں مل چکی ہیں.... اور اب بھی آپ کہہ رہے ہیں...
یہ کیا بات ہوئی"۔

"اوہ.... تو آپ کو تین لاشوں کے بارے میں بھی علم ہے"۔

"ہاں.... مجھے سب معلوم ہے.... یہ بتائیں.... ایک لاکھ روپے
وصول کر رہے ہیں یا نہیں"۔

"لائیں.... مجھے دے دیں.... رسید لکھ دیتا ہوں"۔

"یہ مجھے آپ کو نہیں.... فرقان بھائی کو دینے ہیں"۔

"ارے باپ رے.... آپ نے کیسے جان لیا کہ میں فرقان بھائی
نہیں ہوں"۔

"مجھے ان کی تصویر دکھائی گئی تھی.... آپ اس جیسے 'تصویر جیسے'
تو ہرگز نہیں ہیں.... ملتے جلتے بھی ہوتے تو کوئی بات تھی"۔

"اوہ اچھا.... مان گیا میں آپ کو.... آیئے اندر.... فرقان بھائی
اندر ہیں.... وہ زخمی ہیں.... اس لیے خود نہیں آسکتے"۔

"ضرور چلیے.... کوئی پروا نہیں"۔

وہ اسے اندر لے آئے تھے.... کیونکہ اب انہوں نے فیصلہ کیا
تھا کہ رقم لے کر رسید لکھ دی جائے.... ذرا دیکھیں تو سہی.... اس کے

بعد وہ نامعلوم آدمی کیا کرتا ہے۔

اندر فرقان بھائی کو دیکھتے ہی اس نے کہا۔

"ہاں! یہی ہیں وہ"۔

"فرقان بھائی.... آپ انہیں ایک لاکھ روپے کی رسید لکھ
دیں"۔

"اچھا"۔ اس نے مشکل سے کہا۔

پھر رسید لکھ کر دے دی.... وہ ایک لاکھ روپے فرقان بھائی کے
ہاتھ میں دے کر جانے کے لیے مڑا.... انہوں نے دیکھا.... نوٹ ایک
ہزار روپے والے تھا.... پورا ایک پیکٹ تھا۔

"ایک منٹ"۔ دانش بیگ نے سرد آواز میں کہا۔

"مجھے روکنے کی کوشش بے کار ہو گی، انسپکٹر صاحب.... کوئی
فائدہ نہیں ہو گا.... ہاں میری لاش آپ کو مل جائے گی.... اور بس....
لہٰذا نہ روکیں.... یہی بہتر رہے گا"۔

دانش بیگ نے اختر رضوانی صاحب کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا
ہو.... اب کیا کریں.... انہوں نے سر ہلا دیا اور بولے۔

"اچھا جائیں.... آپ بھی کیا یاد کریں گے"۔

"لیکن ایک بات اور کہہ دیتا ہوں.... میرا تعاقب دانش بیگ کے
ماتحت نہ ہی کریں.... فائدے میں رہیں گے.... ورنہ ان میں سے کوئی
ایک زندہ نہیں بچے گا.... میرے سر پر تو یوں بھی موت سوار ہے"۔

وہ سکتے میں آ گئے.... گویا اسے پورے پروگرام کا علم تھا۔

"اچھی بات ہے.... تعاقب بھی نہیں کیا جائے گا.... کم از اس نامعلوم آدمی کا نام تو بتا دیں"۔

"افسوس میں نام نہیں جانتا"۔

"اس نے آپ کو ایک لاکھ روپے کیوں دیے ہیں؟"

"یہ نہیں بتا سکتا۔

"اچھی بات ہے.... جائیے پھر"۔

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے.... پھر دانش بیگ نے وائرلیس کے ذریعے اپنے ماتحت کو ہدایت کی کہ تعاقب نہ کیا جائے.... اجنبی جانے دیا جائے۔

"اب.... اب میں کیا کروں.... اس رقم کو کہاں رکھوں"۔

"بنک میں"۔ اختر رضوانی بولے۔

"جی.... کیا کہا.... بنک میں.... میرا تو بنک میں اکاؤنٹ ہی نہیں ہے"۔

"تو کیا ہوا.... کھلوا لیں اکاؤنٹ"۔

"لیکن یہ رقم میری نہیں ہے.... ارے.... یہ اس پیکٹ کے درمیان میں کاغذ کیسا ہے"۔

وہ زور سے چونکے۔

انہوں نے فوراً کاغذ نکال کر کھولا۔

اس پر کچھ الفاظ لکھے نظر آئے۔

وہ جلدی جلدی ان الفاظ کو پڑھنے لگے۔

جوں جوں وہ تحریر پڑھ رہے تھے ان کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔

○☆○

"لیکن اب شام ہو چلی ہے.... اکاؤنٹ تو کل ہی کھل سکے گا.... لہذا ہم یہ ایک لاکھ روپے کی رقم اپنے دفتر کے سیف میں رکھ دیتے ہیں"۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں.... اگر میرے آفیسر یا آفیسرز نے فیصلہ کیا کہ اس رقم کو سرکاری خزانے میں جمع کرا دیا جائے.... تو میں اسی وقت حرکت میں آؤں گا"۔

"اس طرح تو پھر میری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی جناب"۔

"ہاں! لیکن ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا.... کہ کیا ہو گا.... اچھا میں چلتا ہوں.... اس کام میں بہت وقت لگ گیا.... اب مجھے یوں بھی جواب دینا ہو گا کہ میں اتنی دیر کہاں رہا"۔

دانش بیگ تو چلا گیا.... وہ دونوں ٹکر ٹکر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔

"یہ.... یہ کیا چکر ہے سر؟"

"میری اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آیا.... خیر.... اب آپ میرے ساتھ چلیں.... پروگرام کے مطابق ہم اس رقم کو سیف میں رکھیں گے"۔

رقم کو سیف میں رکھنے کے بعد اختر رضوانی اپنے گھر چلے گئے.... اور اس نے اپنے گھر کا رخ کیا.... طرح طرح کے خیالات نے اب اسے بری طرح گھیر لیا تھا.... گھر پہنچا تو زخمی بیوی نے تھکے تھکے انداز

میں دروازہ کھولا۔

"یہ ہم کس چکر میں پھنس گئے؟"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا"۔

"میں ایک مشورہ دوں"۔ بیوی بولی۔

اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں کہیے.... کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

"اس قسم کے معاملات عام پولیس والوں کے بس کے نہیں ہوتے.... آپ فوراً انسپکٹر جمشید سے مدد لیں.... وہ اس قسم کے کاموں کے ماہر ہیں"۔

"انسپکٹر جمشید"۔ اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں کیوں.... کیا آپ نے ان کا نام نہیں سن رکھا"۔

"نام تو میں نے اکثر سنا ہے.... اخبارات میں بھی کئی بار ذکر سنا ہے.... لیکن.... کیا وہ میری مدد کریں گے"۔

"ہاں! کیوں نہیں.... وہ دوسروں کی مدد کرتے ہیں"۔

"تب پھر میں ان سے کہاں ملوں.... ان کے دفتر.... دفتر تو وہ کل ہی مل سکیں گے"۔

"آپ ان کے گھر چلے جائیں"۔

"میں.... ایک معمولی سا کلرک.... وہ کیا توجہ دیں گے"۔

"وہ ایسے آدمی نہیں ہیں.... کہ امیر آدمیوں کی بات غور سے

پھر وہ اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا' ڈرائنگ روم دیکھ کر اس کی حیرت اور بڑھ گئی۔۔۔ حد درجے سادہ انداز میں ڈرائنگ روم کو سجایا گیا تھا۔۔۔ اور کہیں بھی فضول خرچی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔ تمام چیزیں سادہ لیکن بہت نفیس تھیں۔۔۔ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"تشریف رکھیں اور مجھے بتائیں۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔ انسپکٹر جمشید صاحب سے ملنا چاہتا ہوں"۔

"وہ اس وقت شہر میں نہیں ہیں۔۔۔ ان کی واپسی کب ہو گی۔۔۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ ہو سکتا ہے آج کسی وقت آ جائیں۔۔۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ ایک ہفتے تک نہ آ سکیں"۔

"اوہ۔۔۔ اب۔۔۔ اب میں کیا کروں؟"

"آپ کو جو پریشانی ہے۔۔۔ ہمیں بتا دیں۔۔۔ ان شاء اللہ۔۔۔ ہم سے ہو جو سکا۔۔۔ آپ کے لیے کریں گے۔۔۔ شرط یہ ہے کہ آپ ہمیں چکر دینے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ آپ کی آمد ہمارے خلاف کوئی سازش نہ ہو۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو اس صورت میں ہم آپ کی مدد نہیں کریں گے"۔

"نہیں۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ چکر میں تو اس وقت میں ہوں۔۔۔ کسی کو کیا چکر دوں گا"۔

خیر۔۔۔ آپ بتائیں۔۔۔ مسئلہ کیا ہے؟"

"لل۔۔۔ لیکن میں الجھن میں ہوں۔۔۔ آپ بھلا کیا کر سکیں گے"۔

"کیا وہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ ہے"۔

"میرے لیے تو بہت بڑا مسئلہ ہے"۔

"دیکھیے۔۔۔ آپ کے لیے وہ ہو گا بڑا مسئلہ۔۔۔ ہم سنے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتے"۔

"ہوں اچھا۔۔۔ یہ آج سے چار دن پہلے کی بات ہے۔۔۔ مم۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ پہلے میں اپنے بارے میں بتا دوں۔۔۔ میں محکمہ شماریات میں ملازم ہوں۔۔۔ بطور کلرک۔۔۔ میرا ایک چھوٹا سا گھر ہے۔۔۔ شادی شدہ ہوں۔۔۔ لیکن میرے ہاں بچہ کوئی نہیں ہے۔۔۔ آج سے چار دن پہلے میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔"

"میرا خیال ہے ہمیں بھی ان کی کہانی سن لینی چاہیے۔۔۔ ورنہ پھر تمہیں نئے سرے سے ہمیں سنانا پڑے گی"۔ فاروق کی آواز گونجی۔

دونوں چونک اٹھے۔

"اوہ ہاں۔۔۔ آؤ فاروق' فرزانہ۔۔۔ میں تو بھول ہی گیا"۔

"جب کہ یہ بات بھولنے کی نہیں تھی۔۔۔ کہ ہم ہر ملاقاتی کی کہانی ایک ساتھ سنتے ہیں"۔ فرزانہ بولی۔

"بالکل بالکل"۔ محمود نے جلدی سے کہا۔

دونوں اندر آ گئے۔

"یہ فاروق اور فرزانہ ہیں۔۔۔ اب آپ اپنی کہانی شروع کریں"۔

"کیا اس سے یہ بہتر نہیں رہے گا کہ پہلے سب لوگ شام کی چائے پی لیں"۔

دروازے کے باہر سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"یہ ہماری امی ہیں.... ہر ملاقاتی کو چائے یا کھانا پیش کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتی ہیں.... امی جان.... یہ واقعی بہتر رہے گا"۔

"تب پھر کہانی بعد میں اور چائے پہلے"۔

جلد ہی ایک ٹرالی اندر کی طرف آگئی.... محمود نے اس کو کھینچ لیا.... انہوں نے مل کر چائے پی.... بسکٹ وغیرہ کھائے.... اور اس کے بعد اس نے اپنی کہانی پھر سے شروع کی۔

کہانی کے دوران وہ بالکل خاموش بیٹھے رہے.... یہاں تک کہ کہانی ختم ہو گئی.... اور وہ خاموش ہو گیا۔

تینوں ایک ڈیڑھ منٹ تک سوچتے رہے.... پھر محمود نے کہا۔

"کرنے والے کام نہیں کیے گئے"۔

"جی کیا مطلب.... میں نے کون سے کام نہیں کیے"۔

"میں نے آپ کو نہیں کہا.... پولیس نے کچھ کام نہیں کیے جو انہیں فوراً کرنے چاہیے تھے.... پہلا کام یہ تھا کہ مرنے والوں کے بارے میں معلوم کیا جاتا وہ کون تھے.... وہ کہاں رہتے تھے.... کیا کرتے تھے.... لیکن پولیس نے غالباً ایسی کوئی کوشش نہیں کی.... پہلی لاش چار دن پہلے ملی تھی.... یہی بات ہے نا جناب"۔

"جی ہاں بالکل"۔

"پولیس والے چاہتے.... کوشش کرتے تو ضرور اس لاش کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے تھے"۔

"تب پھر جناب.... پہلی لاش نیشنل پارک سے ملی تھی اور وہ علاقہ ہے سب انسپکٹر دانش بیگ کا"۔ اس نے فوراً کہا۔

"ہم پہلے ادھر ہی جا رہے ہیں.... آپ پریشان نہ ہوں.... ہم آپ سے رابطہ رکھیں گے"۔

"سوال یہ ہے کہ اب میں کیا کروں"۔

"آپ صبح بنک میں اکاؤنٹ کھلوا کر رقم اس میں جمع کروا دیں.... فی الحال آپ کے کرنے کا کام تو بس یہی ہے"۔

"اور اگر کوئی پانچواں آدمی آ جائے"۔

"اس سے رقم لے کر اس کی رسید لکھ دیں.... رقم بنک میں جمع کرا دیں"۔

"اچھی بات ہے.... اب جو آپ کہیں گے، میں وہی کروں گا"۔

"اپنے گھر کا پتا اس نوٹ پر لکھ دیں"۔

محمود نے جیب سے نوٹ بک نکالتے ہوئے کہا.... اس نے نوٹ بک میں پتا لکھ دیا اور ان سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گیا.... وہ اسے رخصت کر کے لوٹے.... سب سے پہلے انہوں نے سادہ لباس والوں کو فرقان بھائی کے گھر کی مسلسل نگرانی کرنے کی ہدایات دیں.... یہ بھی

ہدایت دی کہ انہیں کوئی شخص بھی گھر کے دروازے پر نظر آئے.... یا گھر سے کوئی نکل کر کہیں جائے تو اس کا ہر حال میں تعاقب کیا جائے۔

پھر وہ فوراً گھر سے نکلے اور نیشنل پارک کے پولیس اسٹیشن کی طرف بڑھے.... سب انسپکٹر دانش بیگ نے جونہی انہیں دیکھا.... زوردار انداز میں اچھلا۔

○☆○

گم شدہ بھائی
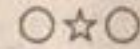
"آ.... آ.... آپ؟" اس کے منہ سے نکلا' آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"جی.... جی.... جی ہم.... لیکن آپ پریشان کیوں ہو گئے.... ہم ہوا تو نہیں ہیں"۔

"نن نہیں.... یہ بات نہیں.... آپ میرے پولیس اسٹیشن میں اس طرح اچانک آئے ہیں نا.... اس لیے میں گھبرا گیا.... یوں بھی آپ لوگوں کے بارے میں بات مشہور ہے کہ جہاں بھی آپ جاتے ہیں.... وہاں پریشانی ضرور ساتھ لے جاتے ہیں"۔

"اوہو اچھا.... یہ بات پہلی بار معلوم ہوئی.... خیر.... چھوڑیں.... چار دن پہلے جس آدمی کی لاش نیشنل پارک سے ملی تھی' اس کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟"

"وہ.... کچھ بھی نہیں.... ایک نامعلوم لاش کے طور پر اسے دفن کر دیا گیا ہے"۔

"اوہ.... اس کی تصاویر تو لی گئی ہوں گی"۔

"ہاں! کیوں نہیں"۔

"چلیے..... ہم تصاویر سے ہی کام چلا لیں گے"۔

دانش بیگ نے تصاویر انہیں دے دیں..... انہوں نے تصاویر کو غور سے دیکھا، پھر اٹھتے ہوئے بولے۔

"ہم چلتے ہیں..... یہ تصاویر ہمارے پاس رہیں گی"۔

"تب پھر ان کی رسید لکھ دیں"۔

"ہاں ضرور..... کیوں نہیں"۔

محمود نے کہا اور رسید لکھ دی..... اسی طرح انہوں نے باقی دو لاشوں کی تصاویر بھی حاصل کیں..... اور پھر اکرام کے پاس پہنچے۔

"انسپکٹر صاحب کی واپسی ہوئی یا نہیں؟"

"نہیں انکل..... نہ جانے وہ کہاں ہیں..... کسی کو کچھ معلوم نہیں..... پورے تین دن ہو گئے..... بس پیغام ملا تھا..... آج کسی وقت پہنچ جائیں گے..... لیکن ابھی تک تو پہنچے نہیں"۔

"ہوں اچھا خیر..... کوئی بات نہیں..... آ جائیں گے ان شاء اللہ..... کیسے آنا ہوا..... یہ ہاتھ میں تصاویر کیسی ہیں؟"

"تین مقتولوں کی تصاویر"۔

"ارے باپ رے..... یہ کب مقتول ہوئے؟"

"ایک کل..... دوسرا پرسوں..... تیسرا اس سے ایک دن پہلے"۔

"ارے باپ رے..... لیکن مجھے کیوں پتا نہیں چلا"۔

"اس لیے کہ ہمیں بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے پتا چلا ہے"۔

"اوہ اچھا..... وہ کیسے؟"

"میرا خیال ہے..... آپ پہلے پوری بات سن لیں"۔

"بالکل ٹھیک"۔ اکرام مسکرایا۔

محمود نے ساری کہانی سنا دی..... اکرام حیرت زدہ انداز میں سنتا رہا..... پھر وہ ان تصاویر پر جھک گیا۔

"میرا خیال ہے..... میں ان چہروں کو زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔

"لیکن انکل..... آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے..... مہربانی فرما کر وضاحت کرو"۔

"تین آدمی قتل ہو گئے..... ابھی تک تینوں کی تلاش میں کوئی کسی پولیس اسٹیشن نہیں آیا..... کسی نے ان کی گم شدگی کی رپورٹ درج نہیں کرائی"۔

"ہاں واقعی یہ بات عجیب ہے..... لیکن ہو سکتا ہے..... تینوں کسی دوسرے شہر کے یا شہروں کے رہنے والے ہوں"۔

"یہ بات بھی ہو سکتی ہے..... تب پھر اس کا ایک ہی حل ہے"۔ فاروق نے کہا۔

"اور وہ کیا"۔

"یہ کہ ان تینوں کی تصاویر اخبارات میں شائع کرائی جائیں.....

اس اعلان کے ساتھ کہ ان لوگوں کے رشتے دار متوجہ ہوں.... یہ رشتے دار بذریعہ فون یا ذاتی طور پر ہم سے رابطہ کریں.... بس اعلان صرف اس قدر ہو.... یہ نہ لکھا جائے کہ یہ مقتول پائے گئے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... کل کے اخبارات میں یہ تصاویر شائع ہو جائیں گی"۔

"ویسے آپ اپنے ماتحتوں کو ریکارڈ چھاننے پر لگا دیں.... کیا معلوم اس بار آپ کا حافظہ خطا کر گیا ہو"۔

"ایسا ذرا مشکل سے ہی ہو سکتا ہے"۔

"پھر بھی چیک کرالیں"۔

"اچھی بات ہے"۔

دوسرے دن کے اخبارات میں وہ تصاویر نمایاں شائع کی گئیں.... اسی روز تین فون اکرام کو موصول ہوئے.... تینوں فون کرنے والوں نے بتایا کہ وہ ان کے بارے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں.... اکرام نے انہیں فوراً بلا لیا اور ان تینوں کو بھی فون کیا کہ ان کے جاننے والے دفتر آرہے ہیں.... لہٰذا وہ بھی اکرام کے دفتر پہنچ گئے.... اسی وقت ایک پریشان حال آدمی اندر داخل ہوا۔

"اکرام صاحب آپ ہیں؟"

"جی ہاں! فرمایئے"۔

"ابھی آپ نے ملاقات کا وقت دیا تھا.... میں اخبارات میں

شائع ہونے والی تین میں سے ایک تصویر کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں"۔

"ہاں ضرور.... یہ رہیں تصاویر.... ان میں سے کس تصویر سے آپ کا تعلق ہے"۔

"یہ.... یہ میرا بڑا بھائی ہے.... یہ کہاں ہے.... ہم تو تین دن سے اسے تلاش کر رہے ہیں"۔

"کیا آپ نے ان کی گم شدگی کی رپورٹ کسی پولیس اسٹیشن میں درج کرائی تھی"۔ اکرام نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں.... بالکل"۔

"کیا مطلب.... رپورٹ درج کرائی تھی.... لیکن ہماری اطلاع یہ ہے کہ پورے شہر میں ان چار دنوں میں کسی نے کسی کی گم شدگی کی رپورٹ درج نہیں کرائی"۔

"آپ نے کیا کہا.... ان چار دنوں میں"۔ اس نے بوکھلا کر کہا۔

اتنے میں دو آدمی اور اندر داخل ہوئے.... اکرام نے اپنے چپراسی کو پہلے ہی ہدایات دے دی تھیں کہ دو اور ملاقاتی آنے والے ہیں لہٰذا انہیں نہ روکا جائے۔

"آیئے آیئے.... آپ بھی آیئے.... اور ان تصاویر کو دیکھئے"۔

"یہ میرا بھائی ہے"۔ ایک نے فوراً کہا۔

"اور یہ میرا"۔ دوسرا بولا۔

"یہ کہاں ہیں.... اف ہم.... ہم کس قدر بے چین ہیں"۔

"آپ تشریف رکھئے.... کیا آپ نے بھی ان کی گم شدگی کی رپورٹیں درج کرائیں تھیں"۔

"تو اور کیا.... نہ کراتے.... کسی کا سگا بھائی گم ہو جائے اور وہ رپورٹ بھی درج نہ کرائے.... یہ کیسے ممکن ہے"۔

"بہت خوب.... آپ نے کون سے تھانے میں رپورٹ درج کرائی تھی.... اور کب"۔

"تھانہ جلال آباد میں.... آج سے تین سال پہلے"۔

"کیا کہا.... تین سال پہلے"۔

"ہاں! میرا بھائی آج سے تین سال پہلے گم ہوا تھا.... اور اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا.... آج تین سال بعد اس کی تصویریں اخبارات میں دیکھی تو ہم حیرت زدہ رہ گئے.... کہاں ہے میرا بھائی" ایک نے جلدی جلدی کہا۔

"اور کیا آپ نے بھی تین سال پہلے رپورٹ درج کرائی تھی"۔ اکرام نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں بالکل"۔

"اور آپ نے؟" اس نے تیسرے سے پوچھا۔

"تین سال پہلے"۔

وہ سکتے میں آ گئے.... یہ انوکھا ترین کیس تھا.... تین سال پہلے

تین آدمی گم ہوئے.... اب تین سال بعد وہ تینوں فرقان بھائی کے پاس آئے.... اسے رقم دینے کی کوشش کی.... یہ کہہ کر کہ رقم لے کر رسید لکھ دیں.... لیکن وہ بھلا کس چیز کے پیسے لیتا.... اور کیوں لیتا.... انہوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ پیسے نہیں لے گا تو کوئی نامعلوم آدمی اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا.... اور ایسا ہی ہوا.... اس نامعلوم آدمی نے ان تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا.... بس چوتھا آدمی ایسا تھا جو بچ گیا تھا۔

اب اکرام نے ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"ان لوگوں کو ساری بات بتا دیں.... شاید یہ کچھ بتا سکیں"۔

"کیا بات ہے.... آپ ہمیں کیا بتانا چاہتے ہیں"۔

اب اکرام نے انہیں ساری کہانی تفصیل سے سنا دی.... وہ رونے لگے.... یہ بہت صبر آزما لمحات تھے ان کے لیے.... لیکن وہ کر بھی کیا سکتے تھے.... یہ کہانی تو انہیں سنانا ہی تھی.... آخر خدا خدا کر کے انہوں نے خود کو سنبھالا۔

"تین سال پہلے یہ کیا کرتے تھے؟"

"میرا بھائی سرکاری دفتر میں ملازم تھا"۔ ایک نے روتے ہوئے کہا۔

"ان کا نام.... دفتر کا نام؟" محمود نے کہا.... ادھر اکرام ساری معلومات ساتھ ساتھ لکھنے کے لیے تیار ہو گیا۔

"اس کا نام اشرف جاوید تھا... محکمہ خارجہ میں ریکارڈ کیپر تھا"۔

"کیا... کیا بتایا آپ نے؟" دوسرا بری طرح اچھلا۔

"کیا کہا؟" تیسرے نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں... آپ دونوں کو کیا ہوا؟"

"میرے بھائی کا نام راشد شریف تھا... وہ بھی دفتر خارجہ میں ملازم تھا"۔

"کیا!!!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اور میرے بھائی کا نام ثاقب مرزا تھا... وہ بھی دفتر خارجہ میں ملازم تھا۔

"نن نہیں"۔

وہ بری طرح اچھلے... اب ان کی حیرت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا

"یہ... یہ سب کیا ہے؟" محمود نے تیز آواز میں کہا۔

"حیرت انگیز... اور خوفناک"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"ایسا لگتا ہے جیسے یہ کیس ہمیں گھن چکر بنا کر رہے گا... میں تو ابھی سے چکر پر چکر محسوس کر رہا ہوں"۔

"اچھا تم تو پھر گھر جاؤ"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"کک... کیوں کیوں؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"چکر جو آرہے ہیں تمہیں"۔

"گھر جانے والے چکر نہیں ہیں وہ"۔ فاروق نے جل کر کہا۔

فرزانہ ہنس دی... پھر ان تینوں کی طرف دیکھتے ہی وہ یک دم سنجیدہ ہو گئی... ظاہر ہے... انہیں اپنے بھائیوں کی موت کی اطلاع ملی تھی اور وہ ابھی ابھی رو کر فارغ ہوئے تھے۔

"آپ انہیں تو رخصت کر دیں... لاشیں وغیرہ انہیں دلوانے کا انتظام کریں... تاکہ انہیں کوئی مشکل نہ پیش آئے... اور انہیں کوئی پریشانی نہ ہو"۔

"ٹھیک ہے... اب تم جانو... کیس جانے"۔

"جی نہیں... کیس ہمیں کیسے جانے گا... ہم کیس کو جانیں گے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"پھر وہی... معاملہ حد درجے سنجیدہ ہو چلا ہے... محکمہ خارجہ کے تین ملازم جن میں سے ایک ریکارڈ کیپر بھی تھا... تین سال پہلے اغوا کیے گئے یا خود گم ہو گئے... اس حد تک گم ہوئے کہ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی اپنی خبر نہ دی... تین سال بعد وہ ملے بھی تو کس حالت میں، لاشوں کی صورت میں... اور وہ بھی حد درجے پراسرار... ایک نامعلوم آدمی نے انہیں فرقان بھائی کے لیے بڑی بڑی رقمیں دے کر بھیجا کہ وہ یہ رقمیں فرقان بھائی کے پاس جمع کرا دیں... اگر وہ نہیں وصول کرے گا تو تم لوگ جان سے جاؤ گے... اور پھر ایسا ہی ہوا... تین لاشیں اوپر تلے ملیں... صرف چوتھا... ارے"۔

فرزانہ یہاں تک کہہ کر اچانک بہت زور سے اچھلی۔

"کسی بچھو نے تو نہیں کاٹ لیا؟" فاروق گھبرا گیا۔

"نن نہیں... کم از کم انکل کے بچھو میں کمرہ نہیں ہو سکتا"۔

"حد ہو گئی"۔ محمود نے تلملا کر کہا۔

"آئیے... میں آپ کو نعشیں دلوانے کا انتظام کرتا ہوں... پہلی لاش کو تو امانتاً" دفن کر دیا گیا تھا... اگر آپ ضرورت محسوس کریں تو اس کو نکلوا لیں... ورنہ شریعت یہ کہتی کہ لاش نہ نکلوائی جائے دفن کے بعد"۔

"اچھا... میں گھر والوں سے مشورہ کر کے بتا دوں گا... فی الحال آپ متعلقہ آدمی سے ملوا دیں"۔

"بہت بہتر"۔

وہ ان تینوں کو لے کر چلا گیا... یہ وہیں بیٹھے رہ گئے۔

"ہاں فرزانہ کیا ہوا تھا... تم اس قدر زور سے کیوں اچھلی تھیں؟؟"

"مم... مجھے چوتھے کا خیال آ گیا تھا... کہیں..."۔ وہ کہتے کہتے رک گئی۔

کہیں کیا؟؟

"کک... کہیں وہ بھی تو محکمہ خارجہ کا ملازم نہیں تھا۔

"تب پھر آؤ... فوراً" وہاں چلیں"۔ محمود اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی اس وقت دفتر بند ہے... اب وہاں ہم صبح ہی جا سکیں گے"۔

"چلو یونہی سہی... لیکن ذرا غور کرو... چوتھا آدمی ابھی زندہ ہے... کیونکہ اس سے پیسے لے لیے گئے ہیں"۔

"ہاں! یہ بہت اچھا ہوا"۔ فاروق نے کہا۔

دوسرے دن وہ محکمہ خارجہ پہنچے... یہاں سب لوگ ان سے اچھی طرح واقف تھے... اس لیے کہ آئے دن اس محکمہ سے انہیں کام پڑتا رہتا تھا۔

ڈپٹی سیکرٹری نے ان کا استقبال گرم جوشی سے کیا۔

"آج خیر نظر نہیں آتی"۔

"وہ تو کل بھی نظر نہیں آتی تھی... سر تین سال پہلے آپ کے محکمے کے تین آدمی گم ہوئے تھے... سنا ہے... وہ آج تک نہیں ملے... اس بارے میں آپ کیا بتا سکتے ہیں؟" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"تین نہیں چار"۔

وہ بولے... اور وہ بری طرح اچھلے۔

○☆○

چند سیکنڈ تک وہ انہیں ٹکر ٹکر دیکھتے رہے' پھر محمود بولا۔

"آپ کا مطلب ہے تین سال پہلے چار آدمی محکمے کے غائب ہوئے تھے"۔

"ہاں... لیکن وہ دفتر سے غائب نہیں ہوئے تھے... اپنے اپنے گھروں سے غائب ہوئے تھے... ہم نے محکمانہ طور پر بھی ان کی گم شدگی کی رپورٹ درج کروائی تھی... اور ان کے گھر والوں نے اپنے اپنے طور پر رپورٹیں اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن میں درج کرائی تھیں"۔ ڈپٹی سیکرٹری نے بتایا۔

"اور ان کا پھر سراغ نہیں ملا تھا؟" محمود بولا۔

"نہیں... بالکل نہیں"۔ وہ بولے۔

"ہمیں ان چاروں کا مکمل ریکارڈ درکار ہے... اس لیے کہ ان میں سے تین کی لاشیں مل چکی ہیں... جب کہ چوتھا ابھی زندہ ہے... اس سے پہلے کہ وہ بھی لاش کی صورت میں ملے... ہم اس تک پہنچ جانا چاہتے ہیں"۔

"کک... کیا... کیا کہا... تین لاشیں"۔

"ہاں انکل... یہ کوئی بہت زیادہ پراسرار معاملہ ہے... آپ ریکارڈ نکلوانے کی ہدایات جاری کریں... پھر جب تک ریکارڈ نکلے گا... ہم آپ کو ساری تفصیل سنا دیں گے"۔

انہوں نے فوراً ہدایات جاری کر دیں... وہ انہیں تفصیل سنانے لگے... پھر چاروں کا ریکارڈ حاصل کرتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے... اور سیدھے گھر آئے... قتل ہو جانے والے تین کی فائلیں انہوں نے ایک طرف رکھ دیں' کیونکہ وہ انہیں کچھ نہیں بتا سکتے تھے... اس وقت چوتھے کا سراغ لگانا ضروری تھا... لہٰذا انہوں نے اس کی فائل کو کھولا اور غور سے پڑھنے لگے... اس کا نام فاخر نصیر تھا... یہ بھی اشرف کے ساتھ ریکارڈ روم میں ہوتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے... ان دونوں کا تعلق ریکارڈ روم سے تھا"۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے... بلکہ باقی دو کا تعلق بھی ہو سکتا ہے' ریکارڈ روم سے ہی ہو"۔

"دیکھو... ان کی فائلیں بھی"۔

باقی کی دو فائلیں بھی دیکھی گئیں... وہ بھی اشرف کے ماتحت تھے... گویا چاروں ریکارڈ روم میں ہوتے تھے۔

"تب ریکارڈ روم سے کوئی بڑی اور زبردست چیز ان کے ذریعے غائب کرائی گئی تھی... اور اس کے فوراً بعد انہیں غائب کر دیا گیا

تھا"۔

"یہاں تک تو بات ٹھیک ہے.... یہ تین سال بعد کیا چکر شروع ہو گیا.... وہ باری باری ایک صاحب فرقان بھائی کے گھر جاتے ہیں.... پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے کی رقم دے کر.... اس سے کہتے ہیں.... یہ رقم ایک نامعلوم آدمی نے اسے بھیجی ہے.... وہ وصول کرلے اور اس کی رسید لکھ دے.... اگر وہ ایسا نہیں کرے گا.... تو وہ مارے جائیں گے.... وہ نامعلوم آدمی انہیں قتل کرا دے گا.... حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں تھا.... وہ تو اس کے حکم کے مطابق فرقان بھائی کے پاس پہنچے تھے.... اب اگر فرقان بھائی رقم نہ لے تو اس میں ان تینوں کا کیا قصور.... ادھر فرقان بھائی بھی مجبور تھے.... وہ رقم کس طرح لے لیتے.... آخر معاملہ پولیس تک پہنچا اور آپس میں مشورے سے چوتھے آدمی سے رقم لے لی گئی.... اب دیکھنا یہ ہے کہ اس چوتھے کی لاش کہیں سے ملتی ہے یا نہیں"۔

"امید تو نہیں ہے.... کیونکہ اس پراسرار آدمی کے کام کرنے کا طریقہ انوکھا ہے"۔

"اور یہ اچھا ہی ہے.... ہم زندہ حالت میں اس چوتھے سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں.... کیونکہ ساری کہانی اگر کوئی سنا سکتا ہے تو وہ"۔

"تب پھر آؤ چلیں.... ہمیں سب سے پہلے اس سے ملنا ہے"۔

وہ اسی وقت باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

"اوہو.... کیا ہو گیا ہے تمہیں.... ابھی آئے.... ابھی چل دیے.... نہ شام کی چائے.... نہ رات کا کھانا.... نہ صبح کا ناشتا.... آخر یہ سب چیزیں میں کس لیے تیار کرتی ہوں"۔ بیگم جمشید چلا اٹھیں۔

"دوبارہ اور سہ بارہ گرم کرنے کے لیے امی جان"۔ فاروق نے ہانک لگائی۔

اور ساتھ ہی وہ باہر نکل گئے.... بیگم جمشید برا سا منہ بنا کر رہ گئیں.... پھر وہ بڑبڑائیں۔

"بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ"۔

وہ اسی وقت چوتھے کے گھر پہنچے.... ایک نوجوان آدمی باہر نکلا.... یوں لگتا تھا جیسے وہ کافی عرصے سے بیمار چلا آ رہا ہو۔

"جی فرمایئے"۔

"ہمیں مسٹر فاخر نصیر کے بارے میں کچھ بات کرنا ہے"۔

"کک.... کیا مطلب.... کیا آپ ان کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔

"بات اس قدر مختصر نہیں ہے"۔ محمود نے کہا۔

"آیئے پھر.... بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔

وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا.... مکان زیادہ بڑا نہیں تھا"۔

"ہاں اب بتائیں.... مارے بے چینی کے میرا برا حال ہے....

تین سال بعد کسی نے ان کے بارے میں بات کی ہے"۔

"وہ آپ کے بھائی تھے؟"

"جی.... جی ہاں بڑے بھائی.... ان کی گم شدگی نے ہم سب کو ادھ موا کر کے رکھ دیا ہے"۔

"ہوں.... ہم سمجھتے ہیں.... کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ تین سال پہلے کس طرح گم ہو گئے تھے"۔

"پہلے آپ بتائیں نا.... وہ ہیں کہاں.... ہم ان کی جدائی میں کس طرح تڑپ رہے ہیں"۔

"ہم اندازہ لگا سکتے ہیں.... وہ اسی شہر میں ہیں اور زندہ ہیں، اللہ نے چاہا تو ہم بہت جلد ان کی آپ سے ملاقات کروا دیں گے.... آپ پہلے ان کے بارے میں بتائیں.... وہ سب کچھ جو بتا سکتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... آپ کیا جاننا چاہتے ہیں؟"

"وہ کس طرح گم ہوئے تھے؟"

"اس روز وہ صبح سویرے دفتر جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دروازے کی گھنٹی بجی.... وہ دیکھنے کے لیے باہر چلے گئے کہ کون آیا ہے اور بس.... پھر وہ لوٹ کر نہیں آئے.... آج تین سال ہو گئے ہیں.... ہم نے انہیں ہر طرف تلاش کیا.... پولیس میں رپورٹ درج کرائی.... خود بھی ادھر ادھر بھاگ دوڑ کی.... لیکن ان کا کوئی سراغ نہ ملا، ان کے تین ساتھی دفتر کے اور اسی روز غائب ہوئے تھے"۔

"اوہ ہاں! یہ بات ہمیں معلوم ہے.... کیا ہم ان کا کمرہ دیکھ سکتے ہیں؟"

"ان کا کمرہ اسی روز سے بند پڑا ہے.... ہم میں سے کسی نے ان کو کھولنے کی ہمت نہیں کی"۔

"لیکن آج آپ ہمارے لیے وہ کمرہ کھولیں گے.... اس لیے کہ ہم جلد از جلد ان تک پہنچ جانا چاہتے ہیں.... ان کی زندگی خطرے میں ہے.... ان کے تین ساتھیوں کی لاشیں مل چکی ہیں.... جو ان کے ساتھ اغوا ہوئے تھے"۔

"اوہ.... اوہ"۔ وہ چلا اٹھا.... آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں آخر اس نے کہا۔

"آئیے.... میں آپ کے لیے ان کا کمرہ کھول دیتا ہوں"۔

"شکریہ"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

"لیکن کمرہ تو گرد سے اٹا پڑا ہو گا"۔

"آپ فکر نہ کریں"۔

آخر وہ انہیں اندرونی حصے میں لے آیا.... کمرے کا تالا کھولا گیا.... واقعی ہر چیز گرد میں چھپی ہوئی تھی۔

"آپ جائیں.... اپنا کام کریں.... ہم اس کمرے کی صفائی خود کر لیں گے"۔

"جی نہیں.... میں صاف کر دیتا ہوں"۔

"اوہو... یہ آپ کا کام نہیں"۔

انہوں نے خود کمرے کی صفائی شروع کی... یہاں تک کہ ج
ہی پورا کمرہ جھاڑ کر رکھ دیا... اب انہوں نے کمرے کا جائزہ لیا۔

سامنے والی دیوار پر اس کی بڑے سائز کی تصویر لگی تھی...
کئی منٹ تک اس تصویر کو غور سے دیکھتے رہے... شکل و صورت
وہ ایک شریف انسان دکھائی دیتا تھا... انہوں نے سوچا... اس شخص
کسی گھناؤنے جرم سے کوئی تعلق ہو... یہ ہو نہیں سکتا... پھر انہوں
نے کمرے کی تلاشی شروع کی... ایک ایک چیز کو دیکھا گیا... تین سال
پہلے کی ایک ڈائری آخر ان کے ہاتھ لگ ہی گئی۔

"میرا خیال ہے... جس چیز کی ہمیں تلاش تھی، وہ مل گئی
ہے"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم تلاشی کا کام یہیں پر ختم کر
دیں... ہو سکتا ہے، ہمیں کوئی اور کام کی چیز مل جائے"۔ محمود نے منہ
بنایا۔

"ضرور... شام تک تلاش جاری رکھو... کچھ کھائے پیے بغیر"۔
فاروق نے جل بھن کر کہا۔

"تم میں کہیں پروفیسر انکل کی روح تو حلول نہیں کرتی جا رہی...
ہر وقت کھانے پینے کی بات کرنے لگے ہو"۔ محمود نے جلے کٹے انداز
میں کہا۔

"روح تو خیر نہیں... لیکن خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ
ضرور پکڑ لیتا ہے... اور یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو"۔

"ہم ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے... اور یہ بھول گئے کہ ہم
اس قدر ضروری کام کر رہے ہیں"۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

وہ پھر تلاشی میں جت گئے... لیکن اس ڈائری کے علاوہ انہیں
کوئی کام کی چیز نہ مل سکی... البتہ فرش پر پڑے ایک تمباکو پائپ نے
انہیں چونکنے پر مجبور کر دیا۔

"فرزانہ... باہر جاؤ اور اس کے بھائی سے پوچھو... کیا یہ تمباکو
پیتے تھے... وہ بھی پائپ کے ذریعے؟"

"اچھا"۔ اس نے کہا اور فوراً" چلی گئی۔

ایک منٹ بعد ہی اس کی واپسی ہوئی۔

"نہیں... وہ تمباکو نہیں پیتا تھا"۔

"اسے بلاؤ فرزانہ"۔ محمود نے پرجوش انداز میں کہا... اب ان
کی حیرت ایک دم بڑھ گئی تھی... اس کا بھائی فوراً" اوپر آ گیا۔

"آپ کا کہنا ہے... آپ کے بھائی تمباکو نہیں پیتے تھے"۔

"ہاں! یہی بات ہے... میں نے اسے کبھی تمباکو پیتے ہوئے نہیں
دیکھا"۔

"تب پھر اس پائپ کا یہاں کیا کام؟"

"اوہ... یہ... یہ پائپ... میں اس کے بارے میں کچھ نہیں

جاننا"۔

"سوال یہ ہے کہ کیا فرش پر پڑے اس پائپ پر آپ کی نظر ک
نہیں پڑی؟"

"یہ کمرہ تین سال سے بند پڑا ہے"۔

"اوہو! جب آپ کے بھائی گم ہوئے تھے' اس وقت تو آپ
کے کمرے میں آئے ہوں گے... خود نہیں آئے ہوں گے تو پولیس
کمرہ دکھانا پڑا ہو گا... دکھایا تھا یا نہیں؟"

"ہاں پولیس نے کمرے کی تلاشی لی تھی... لیکن سرسری سی
اور پھر چلی گئی تھی"۔

"اس وقت... میرا مطلب ہے... ان کے جانے کے بعد
پائپ آپ نے یہاں فرش پر دیکھا تھا؟"

"نہیں... میں نے نہیں دیکھا... دیکھا ہوتا تو ضرور ذہن
بات ابھرتی کہ یہ پائپ کس کا ہے... آخر میرے بھائی گم ہوئے تھے
اس وقت بھی ہم نے سوچا تھا... کہیں انہیں کسی نے اغوا تو نہیں
لیا... ان حالات میں پائپ نظر آتا تو ہم ضرور چونکتے... لیکن ہم
سے کسی کو بھی یہاں یہ پڑا نظر نہیں آیا تھا"۔

"تب یہ ایک عجیب بات ہو گئی"۔ محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں... میرا تو ان باتوں میں کوئی تجربہ نہیں

"آپ کیا کام کرتے ہیں؟"

"میونسپل کارپوریشن میں کلرک ہوں"۔

"ہوں اچھا... جب آپ کے بھائی غائب ہوئے... اس وقت
آپ کو کسی نامعلوم ذریعے سے کوئی بڑی رقم تو نہیں ملی... لاکھ' دو
لاکھ... یا اس سے بھی زیادہ"۔

"جج... جی... نہیں... بالکل نہیں"۔ اس نے پرزور انداز میں
سرہلایا۔

"آپ کے بھائی کا اکاؤنٹ تھا کسی بنک میں؟"

"جی نہیں... ہم تو غریب لوگ ہیں جناب... تنخواہ میں گزارہ
ہی مشکل سے ہوتا ہے... تو اکاؤنٹ کیسے کھلوائیں... اور کھلوا کر کریں
گے کیا"۔

"اچھی بات ہے... ہم یہ پائپ لے جا رہے ہیں... شاید یہ
ہمارے کام آئے"۔

"ضرور لے جائیں... ہم کیا کریں گے اس کا... ویسے آپ کا
کیا خیال ہے... کیا میرا بھائی مل جائے گا؟"

"خیال تو کیا ہے... لیکن وقت سے پہلے کچھ نہیں کہا جا
سکتا"۔

اور وہ وہاں سے نکل آئے

"فاخر نصیر اگر ہمیں مل جاتا ہے... تو فوری طور پر یہ کیس ختم
ہو سکتا ہے"۔

"میرا خیال ہے.... انکل اکرام کو فاخر نصیر کی تصویر بھی دکھا دینی چاہیے"۔

"ٹھیک ہے.... ابھی دکھا دیتے ہیں.... لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس کمرے کے فرش پر تمباکو پینے کا پائپ کہاں سے آیا"۔

"ارے! کہیں وہ خود تو پائپ نہیں پیتا تھا.... اپنے بھائی سے چھپ کر"۔ فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"یہ بھی لگے ہاتھوں معلوم کر لیتے ہیں"۔

وہ پھر واپس مڑے.... فاخر نصیر کے بھائی نے انہیں حیران ہو کر دیکھا.... پھر بولا۔

"خیریت تو ہے"۔

"جی ہاں.... یہ بتائیں.... کیا آپ کے بھائی تمباکو پیتے تھے.... پائپ میں بھر کر"۔

"جی نہیں.... بالکل نہیں.... اس طرح تو امیر لوگ پیتے ہیں.... غریب لوگ ایسی چیزوں سے دور بھاگتے ہیں"۔

"اچھا شکریہ"۔

اب وہ پھر محکمہ خارجہ کے دفتر پہنچے.... ڈپٹی سیکرٹری انہیں دیکھ کر مسکرائے۔

"اس قدر جلد دوبارہ آنے کی امید نہیں تھی.... یہ امید ضرور تھی کہ آپ لوگ ابھی آئیں گے"۔

"ہمیں افسوس ہے.... ہم پھر آپ کو زحمت دینے آ گئے"۔ محمود نے کہا۔

"اس میں افسوس کی کوئی بات نہیں"۔

"آپ ذرا اس پائپ کو دیکھیں"۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ وہ زور سے چلائے.... آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

○☆○
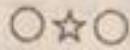
گہرا چکر

وہ دھک سے رہ گئے.... سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ پائپ کو دیکھ کر اس قدر زور سے اچھلیں گے۔

"تت.... تو یہ آپ کا ہے سر"۔ محمود نے بغور ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ میرا ہے.... آج سے تین سال پہلے غائب ہو گیا تھا.... لیکن یہ آپکو کہاں سے ملا؟"

"آپ کے محکمے کے چار آدمی بھی تو تین سال پہلے ہی غائب ہوئے تھے"۔ فرزانہ نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے.... اور آپ نے بتایا نہیں.... یہ آپ کو کہاں سے ملا؟"

"غائب ہونے والے چوتھے ملازم فاخر نصیر کے کمرے سے.... تین سال پہلے جب وہ غائب ہوا تھا تو اس کے کمرے کی تلاشی پولیس نے لی تھی.... فاخر کے بھائی کا کہنا ہے کہ اس وقت اس کمرے کے فرش پر کوئی پائپ نہیں تھا.... اب جب ہم نے کمرے کا دروازہ کھولا

اور کمرے کی گرد کو جھاڑا پونچھا.... تو فرش پر یہ پائپ ملا"۔

"کک.... کیا مطلب.... کیا یہ فاخر نصیر کے کمرے سے ملا ہے.... جو غائب ہونے والوں میں چوتھا ہے"۔

"جی ہاں! میں نے یہی کہا ہے"۔

"انتہائی حیرت انگیز اور خوف ناک! اب لازمی بات ہے کہ آپ مجھ پر شک کریں گے"۔ وہ بولے۔

"وہ تو خیر مجبوری ہے.... لیکن اگر آپ کا تعلق کسی جرم سے نہیں ہے تو آپ کو کیا پروا.... ہم سمجھتے رہیں آپ کو مجرم"۔

"ہاں! یہ تو ہے.... لیکن یہ سب چکر کیا ہے؟"

"چکر اب بہت گہرا ہو چلا ہے.... اور ایسے میں اباجان غائب ہیں.... وہ کسی نامعلوم مہم پر روانہ ہوئے تھے.... اور پھر ان کا فون ملا.... کہ وہ آج کسی وقت آئیں گے، لیکن پھر نہیں آئے"۔

"یہ ایک اور پریشانی کی بات ہے"۔

"جی نہیں.... یہ ہمارے لیے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے.... اس لیے کہ ہم ایسے حالات میں گھرتے ہی رہتے ہیں.... بہرحال کیا آپ نے اس پائپ کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی؟" محمود نے پوچھا۔

"ہاں! بالکل.... اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن میں درج کرائی تھی"۔

"شکریہ"۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تو اب آپ لوگ پولیس اسٹیشن جائیں گے.... اور چیک کریں گے کہ میں نے رپورٹ درج کروائی تھی یا نہیں"۔

"جی ہاں! یہی بات ہے.... مجبوری ہے"۔ فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"گویا آپ کو میری زبان پر اعتبار نہیں"۔ وہ برا سا منہ بنا کر بولے۔

"یہ بات نہیں سر.... مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ جاسوسی کاموں میں زبان پر اعتبار کیا ہی نہیں جاتا.... ہر بات کی جانچ پڑتال عملی طور پر کی جاتی ہے.... اگر ہم ایسا نہ کریں.... تو کبھی کوئی کیس حل نہ کر سکیں"۔

"جو جی میں آئے کریں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔

وہ ان کے علاقے کے پولیس اسٹیشن پہنچے.... یہاں کا سب انسپکٹر ان کے لیے اجنبی تھا.... اور اس کے لیے وہ اجنبی تھے.... لہٰذا پہلے تعارف کرانا پڑا.... تب اس نے کہا۔

"اچھا فرمایئے.... کیا کام ہے؟" اکھڑ لہجے میں کہا گیا۔

"تین سال پہلے.... ڈپٹی سیکرٹری خارجہ صاحب نے اپنے تمباکو کے پائپ کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی یا نہیں.... ہمیں یہ چیک کرنا ہے"۔ محمود نے کہا۔

"کیا یہ ان کا بیان ہے"۔

"ہاں بالکل"۔ اس نے کہا۔

"تب پھر کرائی ہو گی.... وہ کیوں جھوٹ بولنے لگے"۔

"آپ تین سال پہلے ۱۸ جولائی کا ریکارڈ نکلوائیں.... ہم چیک کریں گے"۔

"اس وقت تو یہ کام نہیں ہو سکتا.... کل کسی وقت آئیں"۔

"جی نہیں.... ہم ابھی اور اسی وقت ریکارڈ چیک کریں گے"۔

"یہ اچھی زبردستی ہے"۔

"ہاں ہے.... تو پھر"۔

"پھر یہ کہ.... اگر میں نہ مانوں تو"۔

"یہ خصوصی اجازت نامے دیکھ لیں اور اس کے بعد بات کریں"۔ محمود نے جھلا کر کہا.... اور اجازت نامہ نکال کر دکھایا۔

اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اجازت نامے کو پڑھا، پھر اس نے ریکارڈ نکلوانے میں دیر نہ لگائی.... اس تاریخ کو واقعی پائپ کی گم شدگی کی رپورٹ درج تھی.... انہوں نے تفصیل نوٹ بک میں لکھ لی.... اور باہر نکل آئے۔

"اب کیا کریں؟"

"فاخر نصیر کب گم ہوا تھا؟"

"اس کی گم شدگی کا ریکارڈ بھی نکلوانا چاہیے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"اس کیس میں شاید ہم ریکارڈ نکلوانے کے سوا کوئی کام نہیں کر

سکیں گے"۔ فاروق جھلا اٹھا۔

"کیا کیا جائے... معاملہ تین سال پرانا نکل آیا... تین سال پہلے چار ملازم محکمہ خارجہ کے اچانک غائب ہو گئے تھے... اب تین سال بعد ان میں سے ایک اس شہر کے ایک شریف انسان فرقان بھائی کے دروازے پر آتا ہے اور کہتا ہے یہ پچاس ہزار روپے لے لیں... ورنہ وہ نامعلوم آدمی اسے مار ڈالے گا... یعنی اس ملازم کو... اور دوسرے دن واقعی اس کی لاش ملتی ہے... پھر اسی شام کو دوسرا آتا ہے ایک لاکھ لے کر... اس کی بھی لاش ملتی ہے... اس چوتھے ملازم کے کمرے سے محکمہ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری جناب شہاب توقیری کا تمباکو پینے کا پائپ ملتا ہے... لیکن یہ پائپ وہاں اس وقت نہیں تھا جب فاخر نصیر کے گم ہونے پر پولیس نے کمرے کی تلاشی لی تھی... یہ پائپ اس کے بعد وہاں کسی نے گرایا... جان بوجھ کر کسی نے گرایا... ادھر شہاب توقیری نے بھی پائپ گم ہونے کی رپورٹ درج کرائی تھی... اس کا مطلب ہے... پولیس کے بعد کسی اور نے اس کمرے کی تلاشی لی تھی... اب یا تو وہ خود شہاب توقیری تھے... یا پھر وہ کوئی ایسا آدمی تھا جو شہاب توقیری کو اس معاملے میں پھنسانا چاہتا تھا... لیکن پائپ اس نے اس کمرے میں بعد میں گرایا... اسی لیے دیکھا نہ جا سکا... کمرہ مسلسل تین سال بند رہا... یوں بھی کسی کو وہ پائپ مل بھی جاتا تو کوئی کیسے جان لیتا کہ پائپ شہاب توقیری صاحب کا ہے... یہ تو ہم نے

انہیں کئی بار پائپ پیتے دیکھا ہے... اس لیے ذہن فوراً" ان کی طرف چلا گیا... یوں بھی یہ معاملہ ان کے محکمے کے چار ملازمین کا ہے... جو ریکارڈ روم میں ہوتے تھے... اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ان سے ریکارڈ روم میں کوئی بڑی گڑبڑ کرائی گئی تھی... یا انہوں نے خود گڑبڑ کی تھی... اور اس کے بعد وہ خود غائب ہو گئے تھے... لیکن شہاب توقیری صاحب نے کسی گڑبڑ کی طرف اشارہ نہیں کیا... تو کیا وہ گڑبڑ ایسی تھی کہ کوئی اس کو محسوس نہ کر سکا... آج کل مائیکرو فلم بنا لی جاتی ہے... اور اصل ریکارڈ جوں کا توں وہیں رکھ دیا جاتا ہے... اس طرح کسی کو کانوں کان پتا نہیں چلتا... کہ کوئی ریکارڈ چرا کر لے گیا... ہو سکتا ہے کہ یہ اس قسم کا کوئی معاملہ ہو"۔ فرزانہ رکے بغیر کہتی چلی گئی۔

"سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ غائب کس تاریخ کو ہوئے تھے... پائپ کی گم شدگی کی رپورٹ لکھوائی گئی ہے ۱۸ جولائی کو"۔ محمود بولا۔

آخر وہ متعلقہ پولیس اسٹیشن پہنچے... یہاں فاخر نصیر کی گم شدگی کی رپورٹ اس کے گھر والوں نے درج کرائی تھی... یہاں بھی انہیں اپنا اجازت نامہ دکھانا پڑا... تب کہیں جا کر ریکارڈ نکلوایا گیا... فاخر نصیر... ۱۲ جولائی کو گم ہوا تھا... گویا اس کے چھ دن بعد شہاب صاحب کا پائپ گم ہوا... یہ معاملہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا اب تک"۔

"اس کا حل صرف اور صرف ایک ہے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"اور وہ کیا؟"

"فرقان بھائی کے گھر کی مکمل نگرانی.... جونہی کوئی رقم دینے آئے.... اسے دبوچ لیا جائے"۔

"ہاں! اب یہی کرنا ہو گا.... بلکہ ہم خود آس پاس موجود رہیں گے.... انکل اکرام کے ماتحت بھی وہاں ہوں گے.... اب اس معاملے میں سستی نہیں کی جائے گی.... ادھر فرقان بے چارہ عجیب و غریب مشکل میں ہے.... کیا کرے اور کیا نہ کرے"۔

"اور ابا جان کہاں ہیں؟"

"ہاں! ہمارے لیے یہ بھی ایک سوال ہے.... اللہ اپنا رحم فرمائے"۔

اور پھر اسی روز شام کے وقت پانچواں آدمی فرقان بھائی کے دروازے پر آیا.... اس کا دل زور سے دھڑکا.... اگرچہ اسے معلوم تھا کہ آج آنے والے کی گرفتاری کا پورا پورا انتظام کر لیا گیا ہے.... پھر نہ جانے کیوں اس کا رنگ اڑ سا گیا.... دروازے پر پہنچ کر اس نے کہا۔

"کون صاحب ہیں؟"

"دروازہ کھولیں.... میں ایک اجنبی ہوں.... لیکن مجھے فرقان بھائی سے کام ہے"۔

"اچھی بات ہے"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے دروازہ کھول دیا....

باہر ایک تیس بتیس سال کا آدمی کھڑا تھا.... اس کا قد لمبا تھا اور جسم دبلا پتلا۔

"جی فرمائیے.... میرا ہی نام فرقان ہے"۔

"میرے پاس دو لاکھ روپے ہیں.... مہربانی فرما کر یہ وصول کر لیں اور رسید لکھ دیں.... اگر آپ نے یہ نہ لیے تو میری لاش شہر میں کہیں پڑی ملے گی.... کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے.... کہ وہ مجھے جان سے مار ڈالے"۔

"نن نہیں"۔ اس نے لرز کر کہا.... کیونکہ تین آدمی اس سلسلے میں مارے جا چکے تھے.... اور انہوں نے بھی ایسے ہی الفاظ اس سے کہے تھے۔

"تب پھر یہ لے لیں.... اس نامعلوم آدمی نے کہا تھا کہ اب آپ کو تفصیلات بتانے کی ضرورت نہیں رہی.... کیونکہ چار آدمی پہلے ہی آپ سے ملاقات کر چکے ہیں"۔

"ہاں! یہ درست ہے.... آپ کا نام؟"

"مجھے افسوس ہے.... میں اپنا نام نہیں بتا سکتا"۔

"پتا؟"

"نہیں بتا سکتا"۔

"کچھ بتا بھی سکتے ہیں یا نہیں"۔ اس نے جل کر کہا۔

"بس جتنا بتا سکتا تھا.... بتا چکا"۔

"ہوں.... خیر.... لائیے میں رسید لکھ دیتا ہوں"۔

اس نے دو لاکھ روپے کی دو گڈیاں اس کی طرف بڑھا دیں.... وہ اندر کی طرف مڑ گیا۔

"رسید"۔ وہ بولا۔

"لکھ کر لا رہا ہوں.... مجھ پر شک ہے تو یہ اپنے روپے واپس لے جائیں.... مجھے نہیں ضرورت ان کی.... میرے لیے تو یہ مصیبت ہیں"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"آپ رسید لکھ لائیں"۔

وہ اندر چلا گیا.... عین اس وقت اکرام کے ماتحتوں نے اسے گھیر لیا.... محمود' فاروق اور فرزانہ بھی نزدیک آ گئے.... ایک کونے سے نکل کر اکرام بھی وہاں آ گیا.... جب اس نے دیکھا کہ اسے گھیر لیا گیا ہے تو وہ پرسکون آواز میں بولا۔

"کوئی بات نہیں"۔

"کس سلسلے میں کوئی بات نہیں"۔

"وہ نامعلوم آدمی اتنا بے وقوف نہیں"۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"مجھے گرفتار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"کیوں فائدہ نہیں ہو گا؟"

"میرے منہ میں ایک کیپسول ہے.... موت کا کیپسول"۔

"کیوں مذاق کرتے ہیں بھائی"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"اور اس میں پوٹاشیم سائنائیڈ زہر ہے.... جونہی میں اسے توڑوں.... میری موت واقع ہو جائے گی"۔

"کیپسول منہ میں ویسے ہی گھل جاتا ہے"۔

"پتلے شیشے کا ہے"۔ اس نے بتایا۔

"دکھا دیں"۔ فرزانہ نے کہا۔

"کیا دکھا دوں؟"

"کیپسول"۔ اس نے فوراً کہا۔

"وہ کیپسول کو دانتوں کے نیچے لے آیا.... اور مذاق اڑانے والے انداز میں بولا۔

"کیا آپ لوگ میرے باس کو مذاق خیال کرتے ہیں"۔

"کیا مطلب.... وہ نامعلوم آدمی تمہارا باس ہے"۔

"ہاں! وہ ہمارا باس ہے.... ہمارے باس کی کسی بات کو آپ لوگ نہیں سمجھ سکتے.... اس تک پہنچنا تو رہا درکنار"۔ اس نے فخر کے انداز میں کہا۔

"حیرت ہے ہمیں"۔ فرزانہ نے طنزیہ کہا۔

"کس بات پر حیرت ہے؟"

"وہ تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے نہیں چوکتا.... اور تم اسے باس کہہ رہے ہو.... وہ تو تم لوگوں کا دشمن نمبر ون ہے"۔

"یہی تو آپ جانتے نہیں.... وہ ہمارا دشمن نہیں، دوست ہے...
بہترین دوست.... اگر وہ ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر
ہے.... تو یہ فیصلہ بھی ہمارے حق میں جاتا ہے"۔
"حیرت بڑھ گئی ہے.... تم لوگ اپنی موت کو بھی درست فیصلہ
کہ رہے ہو.... اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہو گی"۔
"اس سے زیادہ عجیب باتیں بھی کچھ پائی جاتی ہیں ہمارے پاس
میں.... جن کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں.... کیونکہ مجھے جا
بھی ہے.... میں یہ رسید لے کر جا رہا ہوں.... میرا تعاقب کرنے کی
کوشش فضول ہو گی.... میں ہاتھ نہیں آؤں گا.... آیا بھی تو مردہ حالت
میں، زندہ حالت میں آپ مجھے نہیں پکڑ سکیں گے.... میں جان دے
دوں گا.... آپ کے ہاتھ نہیں آؤں گا"۔
"آپ رہتے کہاں ہیں؟"
"نہیں بتا سکتا"۔
"کیا آپ کو تین سال پہلے اغوا کیا گیا تھا"۔
"کیا مطلب.... یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"۔
"آپ سے پہلے یہاں آنے والے چار آدمیوں نے یہ اعتراف
کیا ہے کہ تین سال پہلے.... وہ غائب ہو گئے تھے.... اب ظاہر ہے....
وہ جان بوجھ کر کیوں اغوا ہونے لگے.... انہیں کسی نے اغوا کیا ہو گا....
اور وہ چاروں محکمہ خارجہ میں ملازم تھے.... کیا آپ کا تعلق بھی محکمہ

خارجہ سے ہے؟"
"نہیں! یہ اندازہ آپ کا درست نہیں.... میرا محکمہ خارجہ سے
کوئی تعلق نہیں.... آپ یہ خیال نہ کریں یہاں جو بھی رقم دینے آئے
.... وہ محکمہ خارجہ کا ہی ہو گا.... اور ان گنت لوگ اس کے اشاروں
ناچتے ہیں"۔
"وہ کرتا کیا ہے؟" محمود نے پوچھا۔
"بس یہی بات آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکی"۔ وہ
کرایا۔
"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔
"اس کا کوئی کام کسی کی سمجھ میں نہیں آتا.... ہر ایک بس اپنے
پنے حصے کا کام کرتا ہے.... وہ کوئی مکمل کام کسی ایک آدمی سے نہیں
تا کہ وہ آدمی سمجھ سکے.... جیسے کوئی مشین تیار ہوتی ہے.... سب لوگ
اپنا پرزہ تیار کرتے ہیں.... یا یوں کہ لیں کہ ہر آدمی اپنے اپنے حصے
ی چیز تیار کرتا ہے.... اور آخر میں ان سب پرزوں کو جب جوڑا جاتا
ہے تو مشین تیار ہو جاتی ہے.... لیکن ان پرزوں کو جوڑنے کا کام وہ کسی
دوسرے سے نہیں لیتا.... یہ کام وہ خود کرتا ہے.... اس لیے کسی کو پتا
نہیں چلتا کہ کون سی مشین تیار ہوئی ہے.... میرا مطلب ہے.... کسی کو
نہیں چلتا کہ اس نے کیا کام لیا ہے"۔
"ہوں.... خیر.... کوئی بات نہیں"۔ محمود نے گویا دھمکی دی۔

وہ مسکرا دیا... پھر جانے کے لیے مڑا... ایسے میں وہ زور سے
چونکا... اس نے ان کی طرف دیکھا۔

"دیکھیے... ایسا کرنا خطرناک ہو گا"۔

"کک... کیسا کرنا؟"

"میرے باس نے مجھے غائبانہ طور پر اطلاع دی ہے کہ جدید
طریقے سے میرا تعاقب کیا جائے گا... یعنی میرے آگے گاڑی ہو گی
پیچھے... اس طرح مجھے تعاقب کا پتا نہیں چلے گا... لہٰذا میں کیپسول
رہا ہوں"۔

"ارے ارے نہیں... رک جاؤ... رک جاؤ"۔ وہ ایک ساتھ
چلائے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تڑ سے گرا۔

○☆○

تحریر

ان پر سکتہ طاری ہو گیا... وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا
بھی ہو سکتا ہے... کافی دیر وہ بت بنے کھڑے رہے... پھر محمود نے
کہا۔

"لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں... سوال یہ ہے کہ اچانک
اسے یہ احساس کس طرح ہو گیا تھا کہ ہم جدید طریقے سے اس کا
تعاقب کریں گے"۔

"ہاں! یہ بات اس سارے معاملے میں سب سے عجیب ہے...
یوں تو اس کیس میں عجیب باتوں کی بھرمار ہے... کوئی ایک بات بھی
غیر عجیب نہیں ہے... لیکن یہ سب سے عجیب ہے... یہ تو ایسا لگتا
ہے... جیسے باس کا اور اس کا مسلسل رابطہ تھا"۔

"تب پھر اس کے جسم کے ساتھ کوئی آلہ چپکا ہوا ہے... یا پھر
دماغ میں کوئی آلہ فٹ ہے... جیسا کہ پہلے بھی ہمارے سامنے آ چکا
ہے... ایک مجرم نے اپنے گروہ کے لوگوں کے دماغوں میں آلہ فٹ کر
رکھا تھا... اور وہ انہیں کسی بھی جگہ ختم کر سکتا تھا... وہ آلہ اس کے

دماغ میں پھٹ جاتا تھا اور وہ مر جاتا تھا... کیا یہ کوئی ایسا معاملہ ہے"۔

"ابھی چیک کر لیتے ہیں"۔ فرزانہ نے کہا۔

اب انہوں نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی... اور اس کے کان کے پاس ایک ننھا سا سفید رنگ کی کسی دھات کا پتڑا سا چپکا ہوا تھا... جب کہ دوسرے کان پر ایسا پتڑا نہیں تھا... وہ اس کو دیکھ کر چونک اٹھے۔

"ہو نہ ہو... ضرور یہی وہ آلہ ہے... جس کے ذریعے وہ باس کی ہدایات سنتا رہا ہے... ہم اپنے انکل کو دکھائیں گے"۔ یہ کہہ کر محمود نے اسے محفوظ کر لیا۔

"اب پہلے اس کا پوسٹ مارٹم ہو گا... آپ ریکارڈ میں بھی اسے تلاش کرائیں... ویسے تو امید ہے... اس کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں ملے گا... اور اسے بھی تین سال پہلے غائب کیا گیا ہو گا... ایسا لگتا ہے کہ اس خوفناک آدمی نے تین سال پہلے اپنا گروہ ترتیب دیا تھا... اس نے اپنی پسند کے آدمیوں کو غائب کرایا تھا... اور پھر نہ جانے کیسے انہیں ساری دنیا سے ہٹا کر صرف اپنے مطلب کا بنا لیا تھا... ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے آدمی اپنے گھر والوں سے ملے تک نہ' انہیں فون تک نہ کرے... یہ ناممکن ہے... لیکن اس باس نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے... یہ اس کا حیرت انگیز کارنامہ ہے... نہ جانے اس نے ایسا کس طرح کیا؟"

"خیر... دیکھیں گے"۔

"اور مسٹر فرقان بھائی... آپ یہ دو لاکھ روپے بھی بنک میں جمع کرا دیں"۔ محمود نے کہا۔

"میں تو عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہوں"۔

"لیکن اس میں آپ کا کیا قصور؟" اکرام مسکرایا۔

"آپ لوگ بس جلد از جلد مجھے اس چکر سے نجات دلوائیں"۔

"آپ پریشان نہ ہوں... اس لیے کہ آپ کی تو عیش ہے... دولت دھڑا دھڑ آپ کے دروازے پر آ رہی ہے"۔

"لیکن اس دولت کا کیا فائدہ... یہ میری نہیں... نہ میں اسے استعمال کر سکتا ہوں... بس اس کو وصول کر کے بنک میں جمع کرا سکتا ہوں"۔

اس نے دونوں پیکٹوں کو گھورتے ہوئے کہا... پھر وہ چونک اٹھا۔

"ارے! یہ کیا... اس میں بھی ایک کاغذ ہے"۔

"اوہو! ہم نے دراصل ان پیکٹوں کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا"۔ محمود چونکا۔

اب انہوں نے پیکٹ میں سے وہ کاغذ نکالا... اس پر لکھا تھا۔

"مسٹر فرقان بھائی!

آپ اس دولت کو جس طرح چاہیں خرچ کریں... یہ

تو اپنے ہاتھ سے تحریر لکھ کر دینے میں کیا حرج ہے"۔

"ہوں اچھا... ٹھیک ہے"۔

اس نے کہا اور کاغذ قلم لے کر ایک طرف بیٹھ گیا اور ان الفاظ کو لکھنے لگا... لکھنے کے بعد اس نے دونوں کاغذ انہیں دے دیے۔

"انکل! اب ہم چلتے ہیں... پوسٹ مارٹم رپورٹ سے اگر کچھ معلوم ہو تو ہمیں ضرور فون پر بتا دیجئے گا... ہم ذرا شاب صاحب کی طرف جا رہے ہیں"۔

"کیوں... ان کی طرف کیوں؟"

"ان کی تحریر کا بھی نمونہ لینا ہے"۔

"ارے باپ رے... ڈپٹی سیکرٹری صاحب کی تحریر کا نمونہ لو گے تم؟" اکرام گھبرا گیا۔

"ہاں کیوں نہیں... قانون سب کے لیے برابر ہے"۔

"اچھی بات ہے... اس کے بعد کیا پروگرام ہے؟"

"ہم آپ کو فون کر دیں گے"۔

"چلو ٹھیک ہے"۔

اب وہ پھر شاب توقیری کے پاس پہنچے... انہوں نے انہیں دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"معلوم ہوتا ہے... اب آپ لوگ مجھے آرام نہیں کرنے دیں گے"۔

"ہمارا ایسا ارادہ تو ہرگز نہیں... لیکن اگر اللہ کو یہی منظور ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

"اچھا خیر... اب کیسے آنا ہوا؟"

"مجرم کی تحریر ہمارے ہاتھ لگی ہے"۔

"وہ کیسے؟" وہ چونکے۔

انہوں نے بتایا کہ تحریر کس طرح ملی ہے' اس پر وہ بولے۔

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تحریر مجرم کی ہی ہو... ہو سکتا ہے وہ کسی دوسرے سے لکھواتا ہو"۔ وہ بولے۔

"ہاں! اس بات کا بھی امکان ہے... لیکن اس طرح بھی ہمیں اس کے ایک کارکن کی تحریر تو ہاتھ لگ ہی گئی ہے نا"۔

"ہوں ٹھیک ہے... پھر؟"

"آپ ذرا اپنے ہاتھ کی تحریر دے دیں"۔

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح اچھلے۔

"مطلب یہ کہ ہمیں آپ کی تحریر کا نمونہ چاہیے"۔

"لل... لیکن... کیوں؟"

"تاکہ ہم مجرم کی تحریر سے آپ کی تحریر کو ملا کر دیکھ سکیں"۔

"ارے باپ رے... تت... تو کیا... آپ کے خیال میں میں اس کیس کا مجرم ہوں"۔

"ہم ابھی یہ بات نہیں کہہ سکتے... لیکن آپ بھی مجرم ہو سکتے

ہیں... لہٰذا آپ کو چاہیے... ہر قسم کے شک و شبے سے بچنے کے لیے فوراً" تحریر لکھ دیں"۔

"اچھی بات ہے... لائیں وہ خط"۔

اور پھر انہوں نے روانی کے عالم میں تحریر لکھ کر انکی طرف بڑھا دی۔

انہوں نے اس پر بھی ایک نظر ڈالی... اور اسے محفوظ کر لیا... پھر باہر نکل کر فرزانہ نے کہا۔

"ہم ایک صاحب کو بھول رہے ہیں"۔

"اور وہ کون؟"

"اختر رضوانی"۔

"کم از کم وہ اس کیس کا مجرم نہیں ہو سکتا"۔

"نہیں بھئی... یہ نہیں کہنا چاہیے... اس دنیا میں کیا ممکن نہیں"۔

"اچھی بات ہے"۔

"اب وہ فرقان بھائی کے دفتر پہنچے... محکمہ شماریات کے ڈائریکٹر اختر رضوانی نے حیرت زدہ انداز میں ان کا استقبال کیا۔

"آپ فرقان بھائی کے آفیسر ہیں نا؟"

"ہاں بالکل ہوں"۔

"ہمیں آپ کی تحریر کا نمونہ چاہیے"۔

"کیا مطلب... میں سمجھا نہیں"۔ وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

انہوں نے انہیں ساری بات بتائی... پھر بولے۔

"آپ مہربانی فرما کر اپنی تحریر لکھ کر دے دیں"۔

"اچھی بات ہے... لکھ دیتا ہوں"۔

یہ کہہ کر انہوں نے کاغذ قلم لیا اور جلدی جلدی تحریر لکھنے لگے... پھر جونہی انہوں نے تحریر ان کے حوالے کی... وہ بہت زور سے اچھلے... ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"کیا ہوا آپ لوگوں کو؟"

"یہ... یہ آپ کی تحریر تو..." محمود کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں کہیے... آپ رک کیوں گئے"۔

"آپ کی تحریر میں اور مجرم کی تحریر میں سرے سے کوئی فرق نہیں ہے"۔

"کیا... نہیں!!!" وہ چلائے اور پوری قوت سے چلائے۔

○☆○
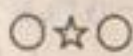
ماہر

اب وہ اختر رضوانی کو اور اختر رضوانی انھیں حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہے تھے، آخر اختر رضوانی نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ نے کیا کہا... میری تحریر اس مجرم کی تحریر سے ملتی ہے... جو یہ سارا چکر چلا رہا ہے اور جس نے اب تک کم از کم تین آدمیوں کو قتل کر دیا ہے"۔

"تین نہیں جناب... اب تک چار"۔ محمود مسکرایا۔

"چلئے یہی سہی... اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میری تحریر میں اور اس کی تحریر میں کوئی فرق نظر نہیں آتا"۔

"ہاں جناب! نظر یہی آ رہا ہے... لیکن"۔ فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا؟" وہ اور بھی تیز آواز میں بولے۔

"لیکن یہ کہ یہ کوئی مکمل فیصلہ نہیں ہے... مکمل فیصلہ تحریر کے ماہر کریں گے"۔

"آپ کا مطلب ہے... اگر تحریر کے ماہر نے یہ فیصلہ کر دیا کہ

ری تحریر مجرم کی تحریر ہے... تو کیا آپ کے نزدیک میں مجرم ثابت ہو
وں گا"۔

"ہاں جناب! پھر تو مجبوری ہے... آپ کے علاوہ ہم اور کسی کو
رم نہیں سمجھ سکیں گے... کیونکہ تحریر ایک بہت بڑا ثبوت ہے"۔

"اور آپ باقی حالات، واقعات وغیرہ کا جائزہ نہیں لیں گے...
نی اس جرم سے میرا کوئی دور کا بھی تعلق نکلتا ہے یا نہیں"۔

"یہ بات نہیں... تمام حالات کا جائزہ لیا جائے گا... صرف اس
یک بنیاد پر آپ کو پھانسی پر نہیں لٹکا دیا جائے گا"۔

"ارے باپ رے... اس قدر خوفناک الفاظ ادا نہ کریں... میں
ل کا بہت کمزور ہوں"۔

"اگر آپ مجرم نہیں ہیں تو آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت
یں... ہم ایک رخ سے حالات اور واقعات کا جائزہ نہیں لیتے... ہر
طرح سے لیتے ہیں اور جب تک کوئی پوری طرح مجرم ثابت نہیں ہوتا،
اس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں نہیں لگاتے"۔

"ارے باپ رے... ہتھکڑیاں... پھر خوفناک لفظ بولا آپ
نے"۔

"لیکن جناب یہ لفظ پھانسی سے تو کم خوفناک ہے"۔

"ہاں! لیکن ایک شریف انسان کو اگر ہتھکڑیاں لگ جائیں... تو
وگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں"۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے.... اچھا چلیے.... ہم کوشش کریں گے کہ
آپ پھانسی چڑھیں.... نہ آپ کو ہتھکڑیاں لگیں اور نہ آپ جیل
جائیں"۔

"ارے باپ رے.... اب آپ نے جیل کا لفظ بول دیا"۔ و
بوکھلا کر بولے۔

"ہم سیدھے تحریر کے ماہر کی طرف جا رہے ہیں"۔

"نن.... نہیں.... نہیں"۔ ان کا رنگ اڑ گیا۔

"اگر آپ کا اس جرم سے کوئی تعلق ہے.... تو آپ خود ہی
دیں"۔

"نن نہیں.... میرا کوئی تعلق نہیں.... فرقان بھائی میرے دفتر
کے ملازم ہیں.... میں تو بس ان کی مدد کرنے کے لیے اس معاملے میں
شامل ہوا تھا.... اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ مجھے ہی شک کی نظروں
سے دیکھنے لگیں گے.... تو میں ہرگز اس کی مدد نہ کرتا"۔

"یہ تو خیر اچھی بات نہیں"۔ فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"کون سی اچھی بات نہیں"۔

"یہ کہ اس صورت میں آپ ان کی مدد نہ کرتے.... جب کہ
انسان کو دوسروں کی مدد کرنی چاہیے.... چاہے وہ خود کو مصیبت میں
ڈال لے"۔

"آپ نہ یوں جینے دیتے ہیں نہ یوں"۔

"آپ کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئے.... خیر ہم چلتے ہیں.... ہم
راستے میں دعا کریں گے کہ آپ کی تحریر مجرم کی تحریر ہرگز ثابت نہ
ہو"۔

"آمین"۔ اس نے فوراً کہا۔

اور وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے.... اب وہ سیدھے تحریر
کے ماہر کے پاس پہنچے.... وہ انہیں دیکھ کر مسکرائے۔

"معلوم ہوتا ہے انسپکٹر صاحب شہر میں نہیں ہیں"۔

"آپ نے یہ اندازہ کس طرح لگا لیا.... جب کہ آپ تحریر کے
ماہر ہیں.... کوئی سراغرساں نہیں"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"نصف سراغرساں تو خیر میں ہوں.... ویسے آپ تینوں کے چہروں
سے کافی دوڑ دھوپ کے آثار ٹپک رہے ہیں.... اس لیے میں نے یہ
اندازہ لگایا"۔

"ایک تو ہم ان سے بہت تنگ آ گئے ہیں"۔ فاروق نے جھلا کر
کہا۔

"کن سے.... مجھ سے"۔ وہ چونکے۔

"جی نہیں.... آثار سے.... جب دیکھو ٹپکنے لگتے ہیں"۔

وہ ہنس دیے.... اور بولے۔

"اچھا لائیں.... کس کی تحریر پڑھوانا چاہتے ہیں"۔

"پڑھوانے کے لیے نہیں آئے.... چیک کرنا ہے.... یہ دونوں

تحریریں آیا ایک آدمی کی ہیں یا دو آدمیوں کی"۔

محمود نے نوٹوں کی گڈیوں سے ملنے والی دونوں تحریریں اور اختر رضوانی کی تحریر ان کے سامنے رکھ دی۔

وہ انہیں غور سے دیکھتے رہے... پھر انہوں نے دیکھا... ان کی پیشانی پر لکیریں ابھر آئیں... اور پھر وہ ان سے کچھ کہے بغیر اندر کسی کمرے میں چلے گئے... اب تو وہ تینوں پریشان ہو گئے۔

"گویا کوئی بات ہے ضرور... یہ صرف ہمارا خیال نہیں تھا"۔ محمود بڑبڑایا۔

"لیکن کیا... کیا اختر رضوانی صاحب مجرم ہیں... مجھے تو وہ شکل اور صورت کے لحاظ سے اور بات چیت کے لحاظ سے مجرم نظر نہیں آتے"۔ فرزانہ بولی۔

"شکل و صورت دھوکا دے جاتی ہے... فیصلہ تو ماہرین ہی کریں گے... یا پھر حالات اور واقعات... ویسے ذاتی طور پر میرا خیال ہے... کہ اس کیس کا مجرم کوئی بہت گھاگ مجرم ہے... جرائم کی دنیا میں ایک عرصہ سے رہ رہا ہے... کیونکہ اس کا طریقہ بہت ہی پراسرار ہے... ابھی تک تو ہم یہ اندازہ بھی نہیں لگا پائے کہ وہ چاہتا کیا ہے"۔

"ہوں... یہ تو ہے"۔

اور پھر پورے بیس منٹ بعد وہ واپس لوٹے... ان کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے... جب کہ موسم اتنا گرم نہیں تھا۔

"خیریت تو ہے انکل... آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے"۔

"نن نہیں"۔ وہ ہکلائے۔

"کیا مطلب؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! میری طبیعت خراب ہے... کیا آپ پھر کسی وقت اس تحریر کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے نہیں آ سکتے"۔

"ٹھیک ہے... آپ جیسے فرمائیں... ہم آ جائیں گے"۔

"تب پھر کل کسی وقت آ جائیں"۔

"کیا کہا... اتنا وقت لگے گا آپ کو"۔

"ہاں لگے گا... تو پھر... تحریر کا ماہر میں ہوں... آپ نہیں"۔

"او کے انکل... آپ کچھ ناراض لگتے ہیں... جب کہ تھوڑی دیر پہلے جب ہم آئے تھے... آپ بالکل ٹھیک تھے... آپ کا موڈ خوش گوار تھا... یہ تبدیلی ہمارے لیے حیرت انگیز ہے"۔ محمود نے بغور ان کی طرف دیکھا۔

"ارے تو ہو گی حیرت انگیز... ویرت انگیز... میں کیا کروں... جائیں... کل کسی وقت آئیں، میں آپ کا ملازم تو نہیں ہوں... نہ میں کوئی سرکاری ملازم ہوں جس پر آپ رعب جھاڑ سکتے ہیں"۔ انہوں نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ہم تو انکل سرکاری ملازم ہیں، پر بھی رعب نہیں جھاڑتے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"خیر.... خیر.... شاید میں زیادہ ہی تیز ہو گیا.... میں معافی چاہتا ہوں.... آپ رات سے پہلے کسی وقت آ جائیں.... میں رپورٹ لکھ دوں گا"۔

"نہیں انکل.... اب ہم کل کسی وقت ہی آئیں گے.... آپ پوری طرح غور کر لیں"۔

"بہت اچھا.... شکریہ"۔

اور وہ وہاں سے نکل آئے.... مارے الجھن کے ان کا برا حال تھا.... ایسا سلوک انہوں نے آج تک ان سے نہیں کیا تھا.... وہ تو بہت خوش اخلاق تھے.... بہت ہنس مکھ تھے اور ان سے بہت انس رکھتے تھے.... ان سے خوش ہو کر ملا کرتے تھے اور چند منٹ کے اندر انہیں رپورٹ لکھ دیا کرتے تھے۔

"ضرور کوئی بات ہے"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"بلکہ میں تو کہتا ہوں.... دال میں کالا ہے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"مجھے تو دال میں نیلا اور پیلا بھی نظر آ رہا ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"تب پھر ہم خفیہ طور پر ان کی نگرانی شروع کرا دیتے ہیں"۔

یہ کہہ کر محمود نے فوراً موبائل پر اکرام سے رابطہ کیا.... اسے صورت حال بتائی اور درخواست کی کہ وہ دو آدمی تحریر کے ماہر نثار خان

مقرر کر دیں.... اس نے فوراً دو آدمی بھیجنے کے احکامات جاری کر ے۔

"میں.... بہت الجھن محسوس کر رہی ہوں"۔

"مجرم حد درجے خطرناک ہے.... ہو سکتا ہے، اس نے اپنے کچھ ہمارے تعاقب میں لگا رکھے ہوں.... اور وہ آلات وغیرہ کی مدد نظروں سے دور رہ کر تعاقب کر رہے ہوں اور جب ہم نثار خان پاس پہنچے ہوں تو انہوں نے انہیں خفیہ طور پر کوئی خوفناک دھمکی ہو.... اور اس دھمکی کی وجہ سے وہ یہ نہ بتا رہے ہوں کہ تحریر اختر انی کی ہے یا نہیں"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بات دل کو لگتی ہے.... کیوں نہ ہم ذرا ان کے گھر کا ایک چکر یں"۔

"ارے ہاں! لیکن گھر کا پتا ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہم ان سے م کر سکتے ہیں"۔

"کوئی بات نہیں.... انکل اکرام سے معلوم کر لیتے ہیں.... انہیں معلوم ہو گا"۔

یہ کہہ کر محمود نے ایک بار پھر اکرام کے نمبر ڈائل کیے.... اور خان کا پتا پوچھا۔

"بھئی خیریت تو ہے.... یہ تم یکایک نثار خان کے پیچھے کیوں پڑ .... وہ انتہائی شریف انسان ہے.... اور اس کا کسی جرم سے کوئی

تعلق نہیں ہے"۔

"یہ بات نہیں انکل... پہلے آپ پتا بتا دیں... بات ہم پھر آ
کو بتائیں گے"۔

"اچھی بات ہے... لکھ لو... ۱۱۶ نیو مون ٹاؤن"۔

"شکریہ انکل"۔

وہ فوراً" نیو مون ٹاؤن پہنچے... ۱۱۶ نمبر ایک خوبصورت اور چھو
سی کوٹھی تھی... محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی... ایک منٹ ب
ایک نوجوان سا آدمی باہر نکلا۔

"جی فرمایئے"۔

"یہ گھر مسٹر نثار خان کا ہے نا؟"

"جی ہاں! لیکن اس وقت وہ گھر پر نہیں ہیں... دفتر میں ہیں"
اس نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ بات تو ہمیں معلوم ہے"۔

"تب پھر آپ یہاں کیوں آئے؟"

"جی بس... کیا بتائیں... مجبوری ہے"۔

"کک... کیسی مجبوری"۔ اس نے چونک کر کہا۔

"دراصل وہ ہمارے انکل ہیں... میرا مطلب ہے... ہم ان
انکل کہتے ہیں"۔

"اوہو! یہ بتائیں نا... آپ اس طرف کیوں آئے؟"

"ان کی بیگم... یعنی اپنی آنٹی سے ملنے کے لیے"۔

"وہ مصروف ہیں"۔

"آپ ہمارے نام انہیں بتا دیں... نام سن کر بھی اگر انہوں نے
ملنا پسند نہ کیا تو ہم لوٹ جائیں گے"۔

"اچھا... کیا نام ہیں آپ لوگوں کے؟" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"محمود، فاروق اور فرزانہ"۔

"کیا... نہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔

"آپ کو کیا ہوا؟" وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"کیا آپ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں"۔

"ہاں بالکل... لیکن ہم کوئی ہوا نہیں ہیں کہ آپ اس طرح چلا
اٹھے"۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے... خیر میں انہیں بتاتا ہوں جا کر"۔ یہ
کہ کر وہ لگا مڑنے... اسی وقت فرزانہ چلا اٹھی۔

"ایک منٹ انکل"۔

وہ چونک کر مڑا... اور سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کی تعریف... میرا مطلب ہے... آپ کا اس گھرانے سے
کیا تعلق ہے؟"

"نثار خان کا ماموں زاد بھائی ہوں"۔ اس نے فوراً" کہا۔

"جی... کیا فرمایا آپ نے' ماموں زاد بھائی"۔ محمود کے لہجے میں

بلا کی حیرت تھی۔

"کیوں.... کیا ماموں زاد بھائی نہیں ہوتے؟" اس نے اسے گھورا۔

"نن نہیں.... ہوتے تو ہیں.... لیکن...." فاروق گڑبڑا گیا۔

"تب پھر.... کیا کہنا چاہتے ہیں آپ.... ہوتے تو ہیں.... لیکن...."

"ہاں! جناب ہوتے تو ہیں.... آپ جیسے نہیں ہوتے"۔

"کیا آپ اب میرا مذاق اڑائیں گے"۔

"شاید ہم یہ کام نہ کر سکیں.... ہم اپنے سے بڑوں کا مذاق عام طور پر نہیں اڑاتے.... خاص طور پر ضرور کسی وقت اڑا لیتے ہیں.... یعنی جب ضرور ہوتی ہے.... تو اس وقت ضرور اڑاتے ہیں"۔

"آپ لوگوں کی باتیں سمجھ سے باہر ہیں"۔ اس نے تلملا کر کہا۔

"کچھ اور لوگوں کا بھی بالکل یہی خیال ہے"۔ فاروق مسکرایا۔

"آپ تو ہلا دیں گے میرے دماغ کی چولیں"۔

"اچھا تو پھر آپ اندر چلے جائیں"۔

"ہاں جا رہا ہوں"۔ اس نے پاؤں پٹخے اور اندر چلا گیا.... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی، پھر وہ بولا۔

"نہیں جناب.... وہ ملاقات کے لیے تیار نہیں ہیں.... اس وقت

ان کی طبیعت خراب ہے"۔

"بہت بہت شکریہ"۔ محمود نے کہا اور واپس جانے کے لیے مڑ گئے.... قدرے فاصلے پر آ کر محمود نے ان کے فون نمبر ڈائل کیے.... اکرام نے پتے کے ساتھ فون نمبر بھی نوٹ کروا دیے تھے۔

سلسلہ ملتے ہی اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"مسز نثار خان سے بات کرائیں"۔ محمود نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کون صاحب ہیں؟"

"عبداللہ"۔ اس نے فوراً کہا۔

"اس وقت ان کی طبیعت خراب ہے، لہٰذا پھر کسی وقت فون کریں"۔

"بہت ضروری پیغام ہے"۔

"اچھا تو پھر پیغام دے دیں"۔

"ان کا دو لاکھ روپے کا ڈرافٹ آیا ہے"۔

"کیا کہا.... دو لاکھ روپے کا ڈرافٹ"۔

"ہاں جناب.... فوراً وصول کر لیں"۔

"کہاں سے وصول کریں؟"

"بنک سے اور کہاں سے.... انہیں خود آنا پڑے گا.... وہ بھی پندرہ منٹ تک.... ورنہ پھر بنک ٹائم ختم ہو جائے گا"۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

"جھوٹ کیوں بولا؟" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"کون سا جھوٹ؟"

"عبداللہ والا"۔

"کیوں.... کیوں کیا میں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ نہیں ہوں"۔

"اوہ ہاں یہ تو ہے.... لیکن مسٹر نثار خان کا دو لاکھ روپے کا ڈرافٹ کب آیا ہے؟"

"یہ دیکھو.... یہ رہا.... دو لاکھ روپے کا ڈرافٹ"۔

محمود نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو فرزانہ اور فاروق دھک سے رہ گئے۔

○☆○

باس

اب وہ دونوں محمود کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے.... انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے محمود اس دنیا کی بجائے کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو.... کیونکہ شروع سے لے کر اس وقت تک محمود ان کے ساتھ رہا تھا.... مسٹر نثار خان سے ملاقات بھی ان کی موجودگی میں ہی ہوئی تھی.... پھر آخر یہ ڈرافٹ اس کے پاس کہاں سے آگیا تھا۔

"یار محمود کیا تم نے جادو سیکھ لیا ہے؟"

"نن نہیں تو.... ارے باپ رے .... جادو.... جادو تو حرام ہوتا ہے"۔

"ہاں! یہ تو ہے.... تب پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہاری جیب میں ایک ڈرافٹ ہو.... وہ بھی نثار خان کے نام کا.... آخر یہ کیسے ممکن ہے.... سوائے جادو کے"۔

"ہاہاہا.... بڑے جاسوس بنے پھرتے ہو.... آخر آج میں تم دونوں کے کان کاٹنے میں کامیاب ہو ہی گیا"۔

"نن نہیں تو"۔ فاروق اور فرزانہ نے بوکھلا کر اپنے کان

ٹٹولے۔
"حد ہو گئی"۔ محمود نے برا سا منہ بنایا۔
"وہ کیسے ہو گئی؟" فرزانہ نے فوراً کہا۔
"اب تم اپنے کان ٹٹولنے لگے..... ہے کوئی تک"۔
"اچھا تم صرف ڈرافٹ کی بات کرو"۔
"ڈرافٹ کی بات سامنے کی ہے..... بس تم نے توجہ نہیں دی..... جب ہم نثار خان کے پاس گئے تو وہ مجھے پریشان سے دکھائی دے رہے تھے..... پھر ہم نے انہیں تحریریں دیں اس وقت انہوں نے..... یعنی تحریریں پڑھتے وقت اپنی جیب کو دو تین بار ہاتھ لگایا جیسے اس میں کوئی قیمتی چیز رکھی ہو..... مجھے حیرت سی ہوئی کہ ان کی توجہ تحریر سے زیادہ جیب کی طرف کیوں ہے..... بس میں نے تحریر دیکھنے کے بہانے ان کے نزدیک ہوتے ہوئے ان کی جیب پر ہاتھ صاف کر دیا..... اس میں صرف ایک کاغذ تھا..... اس وقت تو میں دیکھ نہیں سکا..... بعد میں میں نے تم دونوں کی نظریں بچا کر سرسری انداز میں اپنی جیب کی چیزوں کا جائزہ لیا تو اس کاغذ کو دیکھ لیا..... وہ بنک ڈرافٹ تھا..... اور دو لاکھ کا تھا..... نثار خان کے نام بنوایا گیا تھا..... بس یہ ہے کہانی..... جسے تم جادو خیال کر بیٹھے"۔
"اوہ دھت تیرے کی"۔ دونوں کے منہ بن گئے..... محمود مسکرانے لگا۔

عین اس وقت دروازہ ذرا سا کھلا' اور ایک عورت کی آواز سنائی دی.....
"ہاں جی کیا بات ہے..... آپ ڈرافٹ کی بات کر رہے تھے"۔
"نثار خان کے نام کا ایک ڈرافٹ ہے..... کیا آپ بنک تک چل سکتی ہیں"۔
"اس..... اس وقت..... جی نہیں..... اس وقت نہیں..... میں صبح لے لوں گی..... بلکہ انہیں بھیج دوں گی..... آپ بنک کا نام بتائیں"۔
"اگر اس وقت وصول نہ کیا تو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے گا"۔ محمود نے سوچ کر جملہ ادا کیا۔
"مجھے افسوس ہے..... میں اس وقت نہیں جا سکتی"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ بند ہوتا نظر آیا..... محمود نے فوراً پاؤں اڑا دیا..... پھر دروازے کو ایک دھکا دیا اور اندر داخل ہو گیا..... اس کے پیچھے ہی فاروق اور فرزانہ بھی اندر داخل ہو گئے۔
"یہ..... یہ کیا بدتمیزی ہے"۔ اندر سے کسی نے سرد آواز میں کہا' لیکن اس بار آواز زنانہ نہیں تھی۔
انہوں نے دیکھا..... ایک عورت دیوار سے لگی کھڑی تھی اور ایک مرد اس کے ساتھ کھڑا تھا..... اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پستول تھا..... پستول پہلے اس کی گدی سے لگا ہوا تھا..... لیکن اب اس کا رخ ان دونوں کی طرف ہو گیا تھا۔

"ہاتھ اوپر اٹھا دو"۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا۔

"شیرے تم دروازہ اندر سے بند کر لو.... اب یہ لوگ اندر آ گئے ہیں تو ان سے نبٹ ہی لیں"۔

"رہنے دیں.... بے چارے شیرے کو کیوں زحمت دیتے ہیں.... ہم خود دروازہ بند کر دیتے ہیں.... ہمارا بھاگ نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔

"واہ.... یہ ہوئی نا بات"۔ ایک دوسری آواز ابھری۔

اب انہوں نے اندر دیکھا.... وہاں تین غنڈے اور موجود تھے.... گویا اس وقت اس گھر پر چار غنڈوں کا قبضہ تھا.... نثار خان کی بیوی کے چہرے پر دہشت ہی دہشت تھی۔

"آنٹی آپ بتائیں.... معاملہ کیا ہے.... یہ کون لوگ ہیں؟"

"مم.... میں نہیں جانتی.... آج یہ صبح سے ہمارے گھر پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں"۔

"اور نثار خان کو اس بات کا پتا ہے"۔

"ہاں! وہ اس وقت گھر میں ہی تھے.... جب یہ آئے تھے.... بلکہ انہوں نے ہی ان کے لیے دروازہ کھولا تھا.... جونہی انہوں نے دروازہ کھولا.... یہ اندر آ گئے.... اور ہم پر پستول تان لیا.... ہمارے بچوں کو انہوں نے رسیوں سے باندھ دیا.... پھر انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے دفتر چلے جائیں.... محمود، فاروق اور فرزانہ کوئی تحریر پڑھوانے آئیں گے....

وہ کہہ دیں کہ وہ تحریر اختر رضوانی کی ہے"۔

"کیا؟" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں جی.... اور اتنے سے کام کے لیے انہوں نے انہیں دو لاکھ روپے کا ڈرافٹ دیا تھا.... یعنی اگر انہوں نے یہ کام کر دیا.... تو دو لاکھ ان کے.... ورنہ یہ لوگ مجھے اور بچوں کو گولی مار دیں گے اور جب وہ گھر لوٹیں گے.... تو ان کی لاشیں پائیں گے.... چنانچہ انہوں نے وعدہ کر لیا کہ وہ ایسا ہی کریں گے"۔ وہ کہتی چلی گئی۔

"اور انہوں نے ایسا ہی کیا تھا.... یہ اور بات ہے کہ ہمیں شک ہو گیا اور ہم صورت حال جاننے کے لیے ادھر آ گئے"۔ محمود نے کہا۔

"لیکن تمہیں ڈرافٹ کے بارے میں کیسے پتا چلا.... اگر نثار خان نے ہماری ہدایت پر عمل کیا تھا"۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

اب محمود نے ڈرافٹ کی کہانی انہیں سنائی.... عین اس وقت دروازے پر دستک ہوئی.... وہ یک دم خاموش ہو گئے۔

"ان کے آنے کا وقت ہو گیا ہے.... یہ وہی ہیں"۔ عورت بولی۔

"شیرے.... دروازہ کھول دو.... تاکہ اس کہانی کی سچائی کا اندازہ ہو سکے"۔

"او کے استاد"۔

ان میں سے ایک آگے بڑھا اور دروازہ کھول دیا.... ساتھ ہی

نثار خان کی آواز سنائی دی۔

"میں نے ان سے وہی کہا ہے..... جو تم لوگوں نے بتایا تھا..... لیکن افسوس..... مجھ سے وہ ڈرافٹ کہیں گر گیا..... ویسے میرا ارادہ وہ ڈرافٹ لینے کا ہرگز نہیں تھا..... میں ایسی کمائی پسند نہیں کرتا..... بس میں نے تمہاری بات پوری کر دی..... لہٰذا اب تم لوگ چلے جاؤ"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اندر آ گئے اور اندر کا منظر دیکھ کر دھک سے رہ گئے۔

"ارے..... یہ..... یہ کیا..... یہ لوگ اور یہاں"۔

"ہاں انکل نثار خان..... ہم معافی چاہتے ہیں..... آپ کو بتائے بغیر ادھر سے سیدھے ادھر آ گئے..... اور ایک اور بات کی معافی بھی چاہتے ہیں"۔

"ایک اور بات کیا؟" انہوں نے فوراً کہا۔

"وہ ڈرافٹ دراصل ہم نے اڑا لیا تھا"۔

"کیا..... نہیں!!!" وہ چلائے۔

"یہ رہا..... آپ کا ڈرافٹ"۔

"نن نہیں..... یہ میرا نہیں..... یہ ان کا ہے..... انہیں دے دیں..... مجھے ایسی کمائی نہیں چاہیے"۔

"آپ نے ہمیں وہاں ساری بات کیوں نہ بتا دی"۔

"وہاں ہونے والی ساری بات چیت یہ لوگ سن رہے تھے.....

انہوں نے مجھے یہ آلہ دیا تھا"۔

انہوں نے ایک سیاہ بٹن نما آلہ جیب سے نکال کر دکھایا۔

"اوہ اچھا خیر"۔

یہ کہہ کر وہ ان چاروں کی طرف مڑے۔

"اب آپ بتائیں..... یہ کیا چکر ہے؟"

"کیوں بتائیں..... کوئی ہم تم لوگوں کے ملازم ہیں..... اب تم سب کو موت کے گھاٹ اترنا پڑے گا"۔

"نن نہیں!!!" نثار خان اور ان کی بیوی چلائے۔

"تم لوگ نہیں چلائے"۔ شیرے نے حیران ہو کر کہا۔

"ہائیں..... تو کیا آپ لوگ چاہتے ہیں..... ہم بھی مارے خوف کے چلائیں"۔

"اوہو..... سوال یہ ہے، تم چلائے کیوں نہیں"۔

"جواب یہ ہے..... لیکن ہمیں کیا ضرورت ہے، جواب دینے کی..... ہم کیا تمہارے ملازم ہیں"۔ فاروق نے جھلا کر کہا۔

محمود اور فرزانہ مسکرا دیے۔

"اے دیکھو..... تم انسپکٹر جمشید کے بچے ہو گے، ہمیں اس سے کیا..... اور ہمارے اس پستول کو بھی یہ بات معلوم نہیں..... کیا سمجھے؟"

"سمجھ گئے..... تمہارا پستول بے علم ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"شیرے! اب ہم یہاں وقت کیوں ضائع کریں"۔

"ہاں ٹھیک ہے.... شوٹ کر دو استاد انہیں"۔

"جرم چھپ نہیں سکتا.... یہ بات ذہن میں رہے"۔

"رہے گی.... ذہن میں.... تم تو جاؤ"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دینا چاہا' لیکن اس سے پہلے ہی ایک فائر ہوا اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا.... خون کا فوارہ اس کے ہاتھ سے چھوٹتا نظر آیا.... اور وہ ہاتھ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا.... اس کے منہ سے نکلنے والی دل دوز چیخ نے اس کے تینوں ساتھیوں پر لرزا طاری کر دیا.... ان کے رنگ اڑ گئے۔

"اب تم ہاتھ اٹھا دو.... ورنہ تم تینوں کے بھی ہاتھ گئے کام سے"۔ محمود کی سرد آواز گونجی.... اس کے ہاتھ میں اب پستول تھا اور ان کے استاد کا پستول فرزانہ اپنے قبضے میں لے چکی تھی۔

ان کے ہاتھ اٹھ گئے۔

"اب تم لوگوں کے ساتھ نرمی صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے.... جب کہ تم اپنے باس کے بارے میں سب کچھ بتا دو"۔

"یہی تو مصیبت ہے.... ہم اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتے"۔ شیرا بولا۔

"حد ہو گئی.... جو بھی ملتا ہے.... بس یہی کہتا ہے.... میں اپنے باس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا' ہے کوئی تک"۔ محمود نے جل بھن

کر کہا۔

"بالکل نہیں ہے"۔ فاروق نے کہا۔

"کیا نہیں ہے؟" محمود نے جھلا کر کہا۔

"تک.... اور کیا"۔

"اوہو.... یار میں تم سے نہیں.... ان سے بات کر رہا ہوں"۔

"تو ان کے پاس بھی کون سی تک ہے"۔

"اچھا تم ذرا چپ رہو.... کام کی بات ہو رہی ہے"۔ محمود نے انسپکٹر جمشید کے انداز میں کہا.... جب وہ نہیں ہوتے تھے تو وہ ان کے انداز میں بات کرنے لگتا تھا۔

"کام کی بات یہ اس وقت ہو گی.... جب کچھ بتانے کے قابل ہوں گے.... اگر یہ کچھ بتائیں گے ہی نہیں تو کام کی کس طرح ہو جائے گی"۔

"حد ہو گئی.... تم خاموش ہو گے تو وہ کچھ بتائیں گے"۔ محمود نے پاؤں پٹخے۔

"اب تم دونوں لڑ پڑو گے.... لہٰذا ان سے بات میں شروع کرتی ہوں"۔ فرزانہ نے کہا اور ان کی طرف مڑی۔

"تم اپنے باس کے بارے میں بتاتے ہو یا ہم تمہیں اپنے کمرۂ امتحان میں لے چلیں.... وہاں اچھے اچھے فرفر بولنے لگتے ہیں"۔

"کہیں بھی لے جاؤ.... کچھ نہیں ہو گا.... اس لیے کہ ہمیں باس

کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے"۔

"چلو مان لیا.... کچھ نہیں معلوم تمہیں.... جو باتیں معلوم ہیں.... ہم تو وہ پوچھ رہے ہیں.... باس تک ہم خود پہنچ جائیں گے.... وہ بے چارہ ہماری نظروں سے بچا نہیں رہ سکے گا"۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" استاد نے مشکل سے کہا وہ اب تک بیٹھا ہوا تھا۔

"بھئی پہلے اس بے چارے کی پٹی کر دینا چاہیے.... کہیں زیادہ خون نہ نکل جائے اور یہ اللہ کو پیارا نہ ہو جائے"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ایسے جرائم پیشہ لوگ اللہ کو پیارے نہیں ہوتے.... اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے ان پر.... جملہ تو درست بولا کرو"۔ محمود نے اسے گھورا۔

"مم.... معافی چاہتا ہوں"۔

"خیر جاؤ.... معاف کیا.... تم بھی کیا یاد کرو گے"۔ محمود مسکرایا۔

"اچھا خدا حافظ"۔ یہ کہ کر وہ لگا مڑنے۔

"کہاں چل پڑے؟"

"خود تو کہا ہے.... جاؤ"۔

"حد ہو گئی.... چلو کرو اس کی پٹی"۔

فاروق نے اپنا رومال اس کے ہاتھ پر کس دیا۔

"تب پھر پہلے اسے ہسپتال کیوں نہ پہنچائیں.... اس کے باقی تین ساتھیوں کو کمرۂ امتحان کی سیر کرائیں"۔

"نن نہیں.... ہمیں جو کچھ معلوم ہے.... ہم بتانے کو تیار ہیں"۔

"جب یہ بے چارے بتانے کو تیار ہیں.... تو انہیں وہاں ضرور لے جانا ہے"۔ فرزانہ بولی۔

"بالکل نہیں.... فون کر کے ایمبولینس منگا لو"۔

فاروق نے ایمبولینس کے لیے فون کیا اور پھر ان کی طرف مڑے۔

"ہاں! اب بتائیں.... باس کے بارے میں کیا بتا سکتے ہیں؟"

"سر ناتاب.... بہت خوفناک آدمی ہے.... اس قدر خوفناک کہ آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے.... ہم سب جو اس کے لیے کام کرتے ہیں.... اس کے بالکل غلاموں کی طرح ہیں.... اس کے حکم کو اس طرح سنتے ہیں.... جیسے غلام سنا کرتے ہیں.... اور پھر اس طرح دوڑ بھاگ کرتے ہیں کہ اگر ذرا سی بھی دیر ہو گئی تو موت کے گھاٹ اتار دے گا.... جیسے پہلے زمانے کے بادشاہ ہوتے تھے"۔

"پہلے زمانے کے بادشاہ آج کے زمانے کے جمہوری بادشاہوں سے بھی اچھے ہوتے تھے"۔

"یہ ہم کن باتوں میں الجھ گئے"۔ فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"پتا نہیں کیا ہو گیا ہے ان باتوں.... جب دیکھو' ادھر سے ادھر
ہونے لگتی ہیں"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"اچھا خیر.... تم اس کے غلام ہو.... صرف اتنی سی بات ہمارے
کس کام کی.... کام کی بات بتاؤ پیارے"۔ محمود بولا۔

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

"تم لوگ اس کے غلام کیوں ہو؟"

"اس کے پاس ہمارے خوفناک راز ہیں.... ایسے راز جو ہمیں
فوراً" پھانسی کے تختے پر لٹکوا سکتے ہیں"۔

"تو ایسے کام کیوں کیے تھے عقل مند"۔ فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"اس وقت ہم جرم کے نشے میں رہا کرتے تھے"۔ وہ حسرت زدہ
انداز میں بولا۔

"تو اب کس کے نشے میں رہتے ہو"۔ محمود نے طنزیہ لہجے میں
کہا۔

"غلامی کے نشے میں"۔ فاروق نے پٹ سے کہا۔

"حد ہو گئی.... بھلا غلامی کا بھی نشہ ہوتا ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں.... ہونے کو اس دنیا میں کس چیز کا نشہ نہیں ہو
سکتا"۔ فاروق مسکرایا۔

"ارے میاں جاؤ"۔ محمود نے جل کر کہا۔

"اچھا تو پھر.... باس نے تمہارے راز تمہیں بتا کر تمہیں غلام

لیا.... کہ اگر تم اس کی غلامی اختیار نہیں کرو گے.... تو وہ تمہیں پھانسی
پر لٹکوا دے گا"۔

"ہاں جناب.... بالکل یہی کہا تھا اس نے"۔

"خود تمہارے سامنے کہا تھا"۔

"نہیں.... جس عمارت میں ہم سب جمع ہوتے ہیں.... وہاں اس
کی آواز سنائی دیتی ہے.... وہیں سب کو احکامات ملتے ہیں"۔

"دیکھا.... نکل آئی نہ کام کی بات"۔

"ہاں واقعی.... وہ عمارت کہاں ہے؟"

"بھاٹا روڈ پر عمارت نمبر ۳۱۹"۔

محمود نے فوراً" یہ پتا نوٹ کر لیا۔

"کیا تم لوگوں کو روزانہ اس عمارت میں جمع ہونا پڑتا ہے"۔

"نہیں.... ہفتے میں صرف ایک بار.... پورے ہفتے کے احکامات
ہمیں ایک بار ہی مل جاتے ہیں.... وہ ہر ایک کو اس کا کام نوٹ کروا دیتا
ہے.... کہ تمہیں فلاں تاریخ کو یہ کام کرنا ہے.... فلاں کو یہ کام کرنا
ہے وغیرہ"۔

"اور وہاں کون سے دن جمع ہوتے ہو؟"

"اتوار کی شام کو"۔

"آج کیا ہے بھئی"۔ محمود چونکا۔

"اتفاق سے آج اتوار ہی ہے"۔

"ارے واہ.... پھر تو بن گیا کام"۔

"لیکن کیسے؟"

استاد نے چونک کر کہا.... اور ان تینوں کے چہروں پر پراسرار مسکراہٹیں بن گئیں۔

○☆○
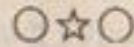
میک اپ

چند لمحے خاموشی طاری رہی' پھر محمود نے کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو.... اپنی بات کہو.... ہاں تو تم وہاں ہر ہفتے جمع ہوتے ہو.... اپنے ذمے لگایا جانے والا کام نوٹ کرتے ہو اور پھر؟"

"پھر کیا.... ہم وہاں سے آ جاتے ہیں.... اور احکامات پر عمل شروع کر دیتے ہیں"۔

"تم لوگ کب سے باس کے لیے کام کر رہے ہو؟"

میرا خیال ہے.... دو سال تو ضرور ہو گئے ہوں گے"۔

"حیرت ہے.... ہمیں پتا ہی نہیں چلا"۔

"اب بھی نہ چلتا.... نہ جانے کیسے تم لوگوں کو نثار خان کے چہرے سے گڑبڑ کا پتا چل گیا.... اور تم ادھر آ گئے"۔

"ارے.... تت.... تو کیا؟" محمود زور سے اچھلا۔

اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"کیا ہوا؟" فاروق اور فرزانہ ایک ساتھ بولے۔

"کیا اس کام کے لیے بھی اس نے ایک ہفتہ پہلے نوٹ کروا دیا

تھا"۔

"کک.... کون سا کام؟"

"اوہو.... یہی.... کہ نثار خان کے نام کا ایک ڈرافٹ بنوا کر اسے دینا ہے.... اور اس کے گھر پر قبضہ کرنا ہے.... وغیرہ"۔

"نہیں.... یہ فوری احکامات موصول ہوئے تھے.... بعض اوقات وہ ہفتے والے کام چھڑا کر کوئی فوری کام بھی ذمے لگا دیتا ہے"۔

"لیکن کس طرح؟" فرزانہ بول اٹھی۔

"کیا مطلب.... کس طرح کیا؟" شیرا بولا۔

"میرا مطلب ہے.... وہ فوری کام کے لیے کس طرح رابطہ قائم کرتا ہے"۔

"ہمارے گھروں میں فون ہیں"۔

"تب پھر ہفتے والے پروگرام بتانے کے لیے سب کو اس عمارت میں جمع کرنے کی کیا ضرورت؟"

"یہ وہ جانے.... ہم ایسی باتیں نہیں سوچتے"۔

"اچھی بات ہے.... ڈرافٹ کس نے بنوایا تھا بنک سے"۔

"یہ نقلی ڈرافٹ ہے.... ہم ایسے کام کرتے رہتے ہیں"۔ وہ بولا۔

"اوہ"۔ ان کے منہ سے نکلا.... پھر محمود نے کہا۔

"اس طرح تو نثار خان چڑ جاتے.... اور ہمیں بتا دیتے کہ تحریر

اختر رضوانی کی نہیں ہے.... یہ بات اس سے زبردستی کہلوائی گئی تھی"۔

"نہیں بتا سکتا تھا.... باس کے ہاتھ میں بہت کچھ ہے.... وہ چاہے تو نثار خان جیسے کو فوراً غلام بنا سکتا ہے"۔

"اچھا خیر.... باس اختر رضوانی کو کیوں پھنسوانا چاہتا ہے؟"

"یہ ہمیں نہیں معلوم"۔ اس نے منہ بنا کر کہا۔

اور پھر وہاں ایمبولینس پہنچ گئی.... ان کے استاد کو ہسپتال بھیج دیا گیا۔

"اس کام کی رپورٹ تم لوگوں کو کب دینا تھی؟" محمود نے پوچھا۔

"آپ لوگوں کے نثار خان سے رخصت ہو جانے کے بعد"۔

"تو کیا تم رپورٹ دے چکے"۔

"نہیں.... یہاں سے جب گھر جائیں گے تو اس کا فون آئے گا نا"۔

"او کے.... فون استاد کے نمبر پر آئے گا"۔

"ہم ایک ہی مکان میں رہتے ہیں.... دراصل یہ مکان ہم نے کرائے پر لے رکھا ہے.... ہم لوگ اپنے ذاتی گھروں میں نہیں رہتے.... تاکہ گھر والوں کو ہمارے کارناموں کا پتا نہ چل جائے"۔

"ہوں اچھا.... چلو.... پھر پہلے اس مکان میں چلتے ہیں.... باس کے فون کا انتظار کرتے ہیں"۔

"جیسے آپ کی مرضی"۔

"لیکن بھئی.... ہو سکتا ہے.... وہاں خود باس سے ملاقات ہو جائے"۔

"نہیں.... وہ وہاں نہیں آئے گا"۔

"خیر کوئی بات نہیں.... جہاں وہ ملے.... ہم وہیں چلے جائیں گے"۔ فاروق مسکرایا۔

اور پھر وہ ان تینوں کے ساتھ ان کے مکان پر پہنچ گئے۔

"اب جب فون آئے گا.... تو ہم بات کریں گے باس سے"۔

"ارے باپ رے.... اس طرح تو اسے پتا چل جائے گا"۔

"نہیں چلے گا.... تم باس کو کیا کہہ کر پکارتے ہو؟"

"مسٹر ناتاب کہہ کر"۔

"بس.... تم دیکھنا.... ہم کس طرح اس سے بات کرتے ہیں"۔

"نن نہیں.... ایسا نہ کریں"۔ شیرے نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"کیوں.... تمہیں خوف کھانے کی کیا ضرورت ہے؟"

"وہ فوراً وہاں آ جائے گا اور پھر آپ کے ساتھ ہماری بھی شامت آ جائے گی"۔

"نہیں آئے گی.... نہ گھوڑا دور نہ میدان.... میرا مطلب ہے.... ہاتھ کنگن کو آرسی کیا.... تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لو گے"۔

"اچھی بات ہے.... جیسے آپ لوگوں کی مرضی"۔ ایک نے کندھے اچکا دیے۔

وہ انھیں ان کے مکان پر لے آئے.... اب اکرام کے چند ماتحت ان کے سروں پر پوری طرح مقرر تھے.... تاکہ وہ کوئی شرارت نہ کرنے پائیں اور اکرام بھی ان کے ساتھ تھا.... اکرام حیران تھا کہ کس قدر جلد وہ تینوں کامیابی کی طرف بڑھتے نظر آ رہے ہیں.... آخر اس سے رہا نہ گیا کہہ اٹھا۔

"جب انسپکٹر صاحب نہیں ہوتے.... اس وقت تو گویا تم میں کام کی روح پھونک دی جاتی ہے"۔

"جج.... جی ہاں.... پتا نہیں انکل.... ایسا کیوں ہے.... ویسے ابا جان کی موجودگی میں بھی ہم کام تو کرتے ہیں"۔

"اس طرح نہیں.... جس طرح تنہا ہونے کی صورت میں کرتے ہیں"۔

"خیر.... یونہی سہی"۔ فاروق مسکرایا۔

اور پھر آدھ گھنٹے کے انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بجی.... ان تینوں کے منہ پہلے ہی ٹیپ سے بند کر کے اوپر کپڑا باندھ دیا گیا تھا۔

اکرام نے محمود کو اشارہ کیا.... کیونکہ بات اسی کو کرنا تھی۔

"آپ کا غلام حاضر ہے سر ناتاب؟" اس نے شیرے کی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب.... استاد کہاں ہے؟"

"؟ان تینوں سے لڑتے ہوئے زخمی ہو گئے ہیں"۔

"کن تینوں کی بات کر رہے ہو؟" آواز آئی۔

"محمود' فاروق اور فرزانہ کی"۔

"وہ نثار خان کے گھر کہاں.... وہ تو نثار خان کو تحریر دکھانے اس کے دفتر گئے تھے"۔

"اوہ.... اچھا.... گویا آپ کو تفصیل سنانا پڑے گی"۔

"ہاں.... سناؤ.... میں سن رہا ہوں"۔

اس نے شیرے کی آواز میں ساری تفصیل سنا دی.... پھر بولا۔

"اب فرمائیں.... ہم کیا کریں؟"

"استاد اب کہاں ہے؟"

"ہم نے اسے پٹی کر دی ہے.... اب وہ غنودگی کی حالت میں ہے"۔

"تو تم نے ان کا کیا کیا.... انسپکٹر جمشید کے بچوں کا.... اور نثار خان کا"۔

"بھلا ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا مسٹر ناناب؟"

"کچھ بھی نہیں.... بس باندھ کر چھوڑ آتے"۔

"بہت خوب"۔ محمود نے فوراً" کہا۔

"اس کا مطلب ہے.... تم نے یہی کیا.... اچھا کیا.... لیکن میرا

گرام غلط ہو گیا.... خیر.... تم عمارت میں آ جاؤ"۔

"جی.... آج"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں کیوں.... کیا آج اتوار نہیں ہے"۔

"اوہ.... یہ تو میں بھول ہی گیا تھا"۔

"بس تو پھر وہیں بات ہو گی.... وقت پر پہنچ جانا"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔

"ہم.... مجھے خطرے کی بو محسوس ہو رہی ہے"۔

"اوہ نہیں"۔

"اس کا مطلب ہے.... باس کو پتا چل گیا ہے.... اور اب وہ یں گھیرنے کی فکر میں ہے.... مگر ہم اس کا اندازہ درست نہیں ہونے یں گے"۔

"آخر کیسے؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

اور پھر اس نے اپنا منہ ان کے کانوں کے قریب کر دیا.... وہ ات دبی آواز میں انہیں اپنا پروگرام بتانے لگے۔

"بہت خوب! لیکن ابا جان یہاں ہیں نہیں.... ہم میک اپ کس ے کرائیں گے"۔

"خود کریں گے.... جب ابا جان نہیں ہوتے تو ہم خود میک اپ رتے ہیں"۔

"یہ تو خیر ہے.... لیکن اس وقت مسئلہ ٹیڑھا ہے.... وہاں کیں

ہمارے میک اپ کا بھرم نہ کھل جائے... لہٰذا کیوں نہ یہ کام انک
غزالی سے کرالیں"۔

"اوہ... اچھا ٹھیک ہے... یونہی سہی"۔

پھر انہوں نے پروفیسر غزالی کو فون کیا' وہ میک اپ کے بڑ
بڑے ماہر تھے اور اکثر ان کے کام آتے رہتے تھے... جلد ہی وہ ان کے
ہاں پہنچ گئے... اس وقت تک انہوں نے اکرام کو بھی بلوا لیا تھا...
اب ان چاروں کے چہروں پر ان چاروں کا میک اپ کیا گیا... ان کے
لباس پہلے ہی حاصل کر لیے گئے تھے... وہ پہنے گئے... اور جب انہو
نے خود کو آئینے میں دیکھا... تو وہ سوفیصد وہی چار نظر آ رہے تھے...
جنہیں انہوں نے پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا تھا۔

"کیا اب میں چلوں؟"

"جی بہت بہت شکریہ... اس کارروائی کی خبر کسی کو نہ ہو...
بہت خوفناک مسئلہ ہے' اس وقت تک چار آدمی اپنی جانوں سے ہا
دھو بیٹھے ہیں"۔

"نن نہیں"۔ غزالی صاحب نے بوکھلا کر کہا۔

"اسی لیے آپ کو احتیاط کرنا ہوگی"۔

"بہت بہتر"۔ انہوں نے کہا اور وہاں سے نکل کر اپنے گھر
طرف روانہ ہوئے... اب تک ان کے گھر جانے کا وقت ہو گیا تھا۔

پھر جونہی وہ گھر پہنچے... ایک سرد آواز نے ان کے قدم رو

لیے... وہ بری طرح اچھلے۔

"گھر کے اندر تین نقاب پوش موجود تھے اور ان کے بیوی بچے
بندھے نظر آئے۔

"ڈر گئے... خیر آپ کا بھی کیا قصور... ان حالات میں اچھے
اچھے ڈرتے ہیں"۔

"آپ... آپ کون ہیں... اور یہ سب کیا ہے؟"

"ارے... اتنی سی بات نہیں سمجھ سکے آپ... اور بنے پھرتے
ہیں... میک اپ کے ماہر"۔

"اس معاملے کا میک اپ کی مہارت سے کیا تعلق"۔

"محمود' فاروق اور فرزانہ کہاں ہیں اور کس کے میک اپ میں
ہیں"۔

"کک... کیا مطلب؟" وہ بری طرح اچھلے۔

"دیکھا آپ کو اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا نا... یہ ہے ہمارے
باس کا کمال۔"

"باس... کون سا باس؟"

"جس نے اب تک چار آدمیوں کو اس طرح موت کے گھاٹ
اتار دیا ہے کہ پولیس ذرا سا بھی سراغ نہیں لگا سکی... اس باس کا
سراغ لگانے کے لیے محمود' فاروق اور فرزانہ نے تم سے میک اپ
کروایا ہے... کروایا ہے نا... اور ضرور انہوں نے ان چاروں کا میک

اپ کروایا ہو گا.... جنہیں انہوں نے گرفتار کیا ہے.... لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ تو تین ہیں.... تو کیا انسپکٹر جمشید لوٹ آئے ہیں.... اور چوتھے کا میک اپ انسپکٹر جمشید نے کرایا ہے.... چلو شاباش.... جلدی بتاؤ.... ورنہ جو باس چار لاشیں بچھا سکتا ہے.... وہ تم لوگوں کو بھی ڈھیر کرنے کا حکم دے سکتا ہے"۔

"نن نہیں"۔ وہ کانپ گئے.... یہی بات انہیں محمود وغیرہ نے بتائی تھی.... انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"اس بات کا یقین کرنا کہ وہ کس کے میک اپ میں ہیں"۔

"انہی چاروں کے"۔ وہ بولے.... اب وہ چھپا کر کیا کرتے.... زیادہ تر بات تو وہ جان ہی چکے تھے۔

"لیکن چوتھا کون ہے؟"

"اکرام.... سب انسپکٹر"۔

"بس یہی معلوم کرنا تھا.... شاباش.... اب ایک اور بات ہے"۔

"اور وہ کیا؟" انہوں نے فوراً کہا۔

"اب جب تک وہ اس عمارت میں نہیں پہنچ جاتے.... جس میں باس سب کو بلاتا ہے.... اس وقت تک آپ ان سے فون پر بات نہیں کریں گے اور اگر وہ آپ کو فون کریں تو آپ انہیں جواب نہیں دیں گے"۔

"اچھا.... میں ایسا ہی کروں گا"۔

"آپ خود تو ہرگز نہیں کریں گے ایسا.... جب تک ہم نہ کروائیں آپ سے"۔

"کیا مطلب؟"

"ہم شام تک یہاں رہیں گے.... اپنی بیوی سے کہو.... ہمارے لیے کھانا تیار کرے.... ایسا کھانا کہ ہم انگلیاں چاٹتے رہ جائیں"۔

"اچھی بات ہے.... آپ لوگ ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں.... فون اسی کمرے میں ہے"۔

"یہ بات ہمیں معلوم ہے"۔

یہ کہ کر وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے.... عین اس وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

○☆○
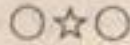
دو دو باتیں

"میرا خیال ہے ہم سے غلطی ہو گئی ہے"۔ فرزانہ نے غزالی کے جانے کے بعد کہا۔

"غلطی.... کون سی غلطی.... مجھے تو یہاں دور دور تک غلطی کے آثار نظر نہیں آ رہے.... ہم نے باس کے چار ساتھیوں کے میک اپ کرا لیے ہیں اور ہم بالکل اس کے ساتھی نظر آ رہے ہیں.... اور بس' اب ہمیں شام کو باس کی اس عمارت میں جانا ہے.... جہاں اس کے سب غلام جمع ہوتے ہیں.... اس سارے پروگرام میں آخر غلطی کہاں ہو گئی؟" فاروق نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

محمود اس کی تفصیل سن کر مسکرا دیا جب کہ فرزانہ نے اور زیادہ برا منہ بنا لیا اور بولی۔

"عقل سے کام لیا کرو' اس وقت تک کا طریقہ اور طرز عمل اس باس کا ایسا ہے جیسے وہ تمام حالات سے ہمارے ساتھ ساتھ باخبر ہوتا جا رہا ہے.... بلکہ ہم سے بھی ایک قدم آگے ہے.... جیسا کہ اس نے بھانپ لیا تھا کہ اب ہم نثار خان کے ہاں جائیں گے.... تو کیا اس نے

لے سے یہ اندازہ نہیں لگا لیا ہو گا کہ اب ہم غزالی کے ہاں جائیں
گے"۔

"نن نہیں"۔ محمود اور فاروق نے خوف کے عالم میں کہا۔

"بس! ڈر بھی گئے.... ابھی چند لمحے پہلے تمہیں دور دور تک کوئی
غلطی نظر نہیں آ رہی تھی"۔ فرزانہ ہنسی۔

"ان غلطیوں میں بس یہی بات بری ہے جب دیکھو.... جہاں
دیکھو ٹپک پڑتی ہیں"۔ فاروق نے جھلا کر کہا۔

"لو.... اب غلطیوں پر غصہ اتارنے لگے"۔ محمود ہنسا۔

"چلو فرزانہ جلدی بتاؤ.... واقعی مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی ہے
تمہاری بات سن کر"۔

"تب پھر ہمیں فوراً غزالی صاحب کے گھر کا رخ کرنا چاہیے"۔

"تو پھر چلو.... یوں بھی ہمیں شام سے پہلے اور کیا کام ہے؟"

وہ فوراً وہاں سے روانہ ہوئے.... غزالی کے گھر کے نزدیک پہنچ
کر فرزانہ نے کہا۔

"انہیں پریشان کرنے سے پہلے ہمیں ایک فون کر لینا چاہیے....
ہو سکتا ہے' وہاں ہر طرح خیریت ہو اور ہم بلاوجہ انہیں پریشان کر
دیں"۔

"یہ اور مناسب رہے گا"۔

فرزانہ نے غزالی کے نمبر ملائے.... جلد ہی ان کی آواز سنائی

دی۔

"السلام علیکم غزالی صاحب"۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کک۔۔۔ کون بات کر رہا ہے"۔ غزالی کی گھبر
ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میں ہوں فرزانہ۔۔۔ یہاں ہر طرح خیریت تو ہے نا"۔

"اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ بالکل بالکل۔۔۔ یہاں ہر طرح خیریت ہے"۔ ا
کی آواز سنائی دی۔

"تو ہم بے فکر ہو جائیں"۔

"جی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ ہو جائیں بے فکر"۔

"اچھا شکریہ"۔

فرزانہ نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔۔۔ اور ان کی طرف مڑی۔

"ان کے گھر میں گڑبڑ ہے"۔ فرزانہ نے سرسراہٹ زدہ آوا
میں کہا۔

"حالانکہ گڑبڑ میں گھر ہونا چاہیے تھا"۔ فاروق بولا۔

"ہے کوئی تک۔۔۔ یہ مذاق کا وقت ہے"۔ فرزانہ نے آنکھیں
نکالیں۔

"بالکل نہیں"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"اچھا بس۔۔۔ محمود تم بتاؤ۔۔۔ اس لمحے ہم کیا کریں"۔

"آؤ۔۔۔ دیکھا جائے گا"۔

محمود نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔ اب انہوں نے غزالی کے
دروازے پر دستک دی۔۔۔ جلد ہی دروازہ کھلا اور غزالی کی صورت نظر
آئی۔

"ارے! آپ۔۔۔ آپ یہاں بھی پہنچ گئے۔۔۔ ابھی تو آپ کا فون
ملا تھا"۔

"وہ ہم نے نزدیک سے ہی کیا تھا"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"بات کیا ہے؟"

"بات تو آپ بتائیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں کیا بتاؤں؟"

"آپ کے چہرے پر گھبراہٹ کیسی۔۔۔ اور یہ آپ ہمارا راستہ
کیوں روک کر کھڑے ہو گئے۔۔۔ کیا آج آپ ہمیں اندر آنے کے لیے
نہیں کہیں گے"۔

"نن نہیں۔۔۔ اس وقت میں مصروف ہوں۔۔۔ گھر میں چند مہمان
آئے ہوئے ہیں"۔

"ارے تو ہم بھی مل لیتے ہیں مہمانوں سے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی محمود یک دم اندر داخل ہو گیا۔۔۔ ساتھ
ہی وہ تینوں بھی گھس گئے۔

"خبردار! ہاتھ اٹھا دو"۔ ایک سرد آواز گونجی۔

"اسی لیے تو آئے ہیں"۔ اکرام نے ہنس کر کہا۔

اور انھوں نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"یہ... یہ کیا... آپ کون لوگ ہیں اور یہاں بے چارے غزالی صاحب کے ہاں کیا کر رہے ہیں... مہمان ایسے تو نہیں ہوتے"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بھئی یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے... ان کی طرف مہمان ایسے ہی ہوتے ہوں گے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی... کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو"۔ فرزانہ بھنا اٹھی۔

"اس میں الٹا پن کیا ہے؟" وہ اس کی طرف پلٹا۔

"خبردار! تم لوگ آپس میں بات چیت نہیں کرو گے... انہیں باندھ لینا چاہیے... کیا خیال ہے؟" چار میں سے ایک نے باقی ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل اچھا خیال ہے... انہیں باندھنا ہی ہو گا... ہر جگہ ٹانگ اڑا دیتے ہیں... کچھ دیر پہلے نثار خان کے ہاں پہنچ گئے تھے... اور اب یہاں بھی آ گئے... یہ اس طرح باز نہیں آئیں گے"۔ دوسرے نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"باز تو خیر ہم ویسے بھی نہیں آئیں گے"۔ فاروق ہنسا۔

"حد ہو گئی یعنی کہ"۔ محمود نے اسے گھورا۔

"کیوں! کیا بات ہے... یہ حد صاحبہ کیسے ہو گئیں... اگرچہ میں

جانتا ہوں' ان کا کام ہے بس ہونا... پھر بھی میں جاننا پسند کروں گا کہ یہ اس وقت کیسے ہو گئیں"۔

"توبہ ہے تم سے"۔ محمود تلملا اٹھا۔

"خبردار... میں نے کہا تھا... تم آپس میں باتیں نہیں کرو گے"۔ ایک گرجا۔

"بہت اچھا... نہیں کریں گے... اور کوئی حکم"۔

"اب چپ چاپ اپنے آپ کو بندھوا لو"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" دوسرے نے منہ بنایا۔

"یہ کہ ہم خود کو چپ چاپ بندھوالیں... شور مچاتے ہوئے بندھوائیں گے ہم تو خود کو"۔

"حد ہو گئی... ہم کیوں بندھوانے لگے اپنے آپ کو ان سے"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ہے... بھلا ہم کیوں بندھوانے لگے بھئی خود کو آپ لوگوں سے؟"

"یہ تمہاری زبان ہے یا قینچی"۔ تیسرا چلا اٹھا۔

"زبان... قینچی بے چاری کیا مقابلہ کر سکتی ہے اس کا... اب لوگوں کو محاورے میں تبدیلی کر لینی چاہیے... اور محاورہ یوں بولا جانا چاہیے... بھئی واہ... تمہاری قینچی ہے یا فاروق کی زبان"۔

"اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنو"۔

"اچھی بات ہے.... میں اب تمہارے منہ میاں مٹھو بنوں گا"۔

فاروق ہنسا۔

"ہے کوئی تک اس بات کی"۔

"نہیں.... کوئی تک نہیں ہے.... اور ہو بھی کیسے سکتی ہے.... تک بے چاری کی دال کب گلتی ہے.... ہماری موجودگی میں.... وہ تو یونہی ٹسوے بہانے لگتی ہے.... بلکہ ہمارے مقابلہ میں پانی بھرتی نظر آتی ہے"۔

"تک.... کون.... کون ٹسوے بہاتی ہے.... اور پانی بھرتی ہے؟" اکرام نے بے خیالی کے عالم میں کہا۔

"تک.... اور کون انکل.... یہ سارا ذکر تک کا تھا"۔ فاروق مسکرایا۔

"دھت تیرے کی"۔ اکرام نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"بے چارہ محمود"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"اب ان لوگوں کی زبانیں بند کرنا ہوں گی.... یہ اس طرح نہیں مانیں گے.... ان کی ٹانگوں پر فائر کرو.... ہمارا کیا جاتا ہے.... پستول تو بے آواز ہیں ہمارے"۔

جونہی انہوں نے فائر کیے.... وہ چھلانگیں لگا گئے.... گولیاں دیواروں پر لگیں اور بہت سا پلستر اکھڑ گیا۔

"کر دیا بے چارے غزالی صاحب کی دیوار کا برا حال ہے.... اب مرمت کے پیسے دے کر جانا.... یہ زیادہ امیر آدمی نہیں ہیں"۔

"شش.... شکریہ"۔ غزالی کے منہ سے نکلا.... ویسے اس وقت ان کی جان نکلی جا رہی تھی۔

انہوں نے ایک بار پھر فائر کیے.... انہیں پھر اچھلنا پڑا.... گولیاں اس بار بھی دیوار پر لگیں.... اور دیوار کافی بدنما نظر آنے لگی۔

"ختم کرو بھئی.... کیوں طول دے رہے ہو"۔ اکرام نے جھلا کر کہا۔

"جی بہت بہتر.... آپ نے پہلے کہا ہی نہیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی چار فائر ہوئے اور ان کے ہاتھوں سے پستول نکل گئے.... انہوں نے پستول سمیٹ لیے۔

"اب ہاتھ اٹھانے کی باری آپ کی ہے.... امید ہے معاف فرمائیں گے"۔ فاروق بولا۔

"معاف کیا"۔ اکرام بولا۔

"اوہو.... انکل.... معافی تو ہم ان سے مانگ رہے ہیں.... اور آپ خود ہی کہہ رہے ہیں.... معاف کیا"۔ محمود بوکھلا اٹھا۔

"اوہ.... مم.... میں بھول گیا تھا"۔

"چلئے شکر ہے.... آپ بھول گئے تھے"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"تو.... بھولنے پر بھی شکریہ ادا کر رہے ہیں"۔ فرزانہ نے جھلا

کر کہا۔

"بھئی ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے"۔ فاروق مسکرایا۔

"ہاں یہ تو ہے... اب ذرا ہم ان سے دو دو باتیں کر لیتے ہیں"۔

"واقعی... یہ بہت ضروری ہے... دو باتیں بہت ضروری ہیں"۔ محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو تم اس باس کے ساتھی ہو... جس نے اب تک چار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے... اور جس نے نہ جانے کتنے آدمیوں کو غلام بنا رکھا ہے؟"

"ہاں! وہ چاہے تو تمہیں بھی غلام بنا لے"۔

"نن نہیں... خیر یہ تو نہیں ہو سکتا"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"میرا خیال ہے... پہلے ہمیں انہیں باندھ لینا چاہیے... پھر ذرا آسانی رہے گی"۔

"ٹھیک خیال ہے"۔

انہیں باندھ لیا گیا۔

"اب بتائیں... پروگرام کیا ہے؟"

"باس جانے"۔

"یہاں کیوں تشریف لائے تھے؟"

"باس جانے"۔

"اس کا مطلب ہے... یہ آپ لوگوں کا باس پہلے سے ہی سارے اندازے لگا لیتا ہے... ایسا آدمی بہت خطرناک ہوتا ہے"۔

"اور ہمارے باس کم خطرناک نہیں ہیں... تم نے ان کے خلاف قدم اٹھا کر اپنے حق میں کانٹے بو لیے ہیں... اب ان کانٹوں کو کاٹنا ہو گا"۔ ایک نے کہا۔

"ارے باپ رے... کک... کانٹوں کی فصل... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"اس میں کیا شک ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"کس میں کیا شک ہے"۔

"یہ کہ یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"ہائیں ہائیں... آج تم میرا ساتھ دے رہے ہو... کچھ تو سوچو... فرزانہ کیا خیال کرے گی"۔

"یار تم لوگ وقت بہت ضائع کرتے ہو... میں باندھتا ہوں انہیں"۔ اکرام نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

اور پھر انہیں باندھ لیا گیا... تب کہیں جا کر غزالی اور اس کے گھر کے افراد کی جان میں جان آئی۔

"خدا کا شکر ہے... جس نے آپ لوگوں کو وقت پر بھیج دیا"۔

"نن نہیں تو... ہم تو کار پر آئے ہیں"۔

باقی لوگ فاروق کو گھور کر رہ گئے۔

"ہاں ہاں.... گھور لیں.... آج گھورنے کی انتہا کر دیں.... اتنا گھوریں.... اتنا گھوریں.... کہ اور زیادہ گھور ہی نہ سکیں"۔

"ہے کوئی تک اس بات کی"۔

"انکل.... اپنے ماتحتوں کو فون کریں.... اب چار ماتحتوں پر غزالی صاحب میک اپ کریں گے.... وہ باس کو رپورٹ دیں گے کہ ہم لوگ عمارت میں آرہے ہیں اور اس حلئے میں ہیں"۔

"واہ.... مان گیا تمہیں"۔ اکرام چلا اٹھا۔

"لل.... لیکن.... کیا مان گئے.... سوال تو یہ ہے"۔

"ہپ پتا نہیں.... یہ تو خود میں بھی بھول گیا"۔

"اب آپ کی یادداشت کا بھی علاج کریں گے ہم"۔

پھر اکرام نے اپنے چند ماتحت وہاں بلا لیے.... اب غزالی نے ان پر چاروں کا میک اپ کیا.... جلد ہی وہ چاروں ان کے عین مطابق نظر آنے لگے.... ایسے میں فون کی گھنٹی بجی۔

○☆○
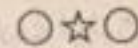
آسان آزمائش

انہوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... پھر محمود نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو.... کیا رہا.... ان لوگوں کو باندھ لیا یا نہیں"۔

"یس باس"۔ محمود نے ان میں سے ایک کی آواز نکالی۔

"چلو ٹھیک ہے.... آج تم یہیں رہو گے.... جب تک عمارت میں میرا پروگرام ختم نہیں ہو جاتا"۔

"جو حکم باس"۔

"اچھا ٹھیک ہے.... یہ لوگ یعنی محمود، فاروق اور فرزانہ اب کس کے میک اپ میں یہاں آئیں گے"۔

"ان چاروں کے"۔

"او کے.... میں ان کے استقبال کے لیے ہر طرح تیار ملوں گا"۔

اور یہ کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔

اب ان چاروں کو بھی حوالات بھیج دیا گیا.... ان چاروں ماتحتوں کو احتیاط کے طور پر وہیں چھوڑ دیا گیا.... خود وہ لوگ اس عمارت کے

نزدیک پہنچ گئے... عمارت میں جمع ہونے کا وقت شام سات بجے تھا۔
سات بجتے ہی دروازہ کھلا نظر آنے لگا... اور ایک ایک کر کے غیر
محسوس طور پر لوگ اس میں داخل ہونے لگے... وہ بھی داخل ہو
گئے... ایک طویل برآمدہ طے کرنے کے بعد باقی لوگ ایک ہال میں
داخل ہونے لگے... انہوں نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ... اندر چلے گئے۔
ہال میں کسی سینما کی طرح کرسیاں نصب تھیں۔

سب لوگ ان کرسیوں پر نہایت خاموشی سے بیٹھتے چلے گئے۔
یہاں تک کہ ایک ایک کر کے سب کرسیاں پر ہو گئیں۔

ایسے میں ہال کے سامنے والی دیوار میں روشنی ہو گئی... وہاں
ایک سٹیج سا نظر آنے لگا... اس سٹیج پر ایک بڑی اور شاہانہ کرسی رکھی
تھی... اچانک اس کرسی سے آواز ابھری۔

"میرے ساتھیو... مبارک ہو' آج ہم پھر یہاں جمع ہیں"۔

انہوں نے صاف محسوس کیا کہ آواز کرسی سے ابھری تھی...
کرسی اندھیرے میں تھی... اور باقی سٹیج روشنی میں تھا... تاہم کرسی پر
کوئی نہیں تھا... اندھیرے میں ہونے کے باوجود وہ یہ تو دیکھ ہی سکتے
تھے۔

"مل... لیکن آقا... اس میں مبارک کی کیا بات' ہم تو یہاں ہر
ہفتے جمع ہوتے ہیں"۔

"ہاں جمع ہوتے ہیں ہر ہفتے... لیکن آج کا جمع ہونا عجیب اور

انوکھا جمع ہونا ہے... آج ہمارے چار غلام غائب ہیں... اور ان کی جگہ
چار نئے غلام یہاں موجود ہیں... لیکن میرے عزیز غلامو... آپ جانتے
ہی ہیں... ہم جب کسی کو غلام بناتے ہیں تو پہلے اسے آزماتے ہیں...
لہٰذا یہ چاروں بھی جب تک آزما نہیں لیے جائیں گے' اس وقت تک
انہیں غلاموں میں شامل نہیں کیا جائے گا... نہ ان سے کوئی کام لیا
جائے گا"۔

"پھر تو واقعی آج کا دن بہت مبارک ہے"۔ کئی آوازیں
ابھریں۔

"اب میں ان چاروں سے کہتا ہوں کہ وہ اٹھ کر آگے آ
جائیں... تاکہ ہم انہیں آزمائش کے بعد غلام بنا لیں"۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... اندھیرے کے باوجود
وہ یہ دیکھ چکے تھے کہ کرسی پر کوئی نہیں تھا... صرف آواز آ رہی تھی۔

"کوئی اٹھ کر نہیں آیا باس"۔

"اچھا تو پھر... تم سب اٹھ کر انہیں الگ کر دو اور سٹیج کے پاس
لے آؤ"۔

"او کے باس"۔ وہ یک دم اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب کیا کریں... اسے تو پہلے ہی معلوم ہے کہ یہاں ہم آئے
ہیں"۔ اکرام نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ فوراً" اپنے ماتحتوں کو بلا لیں... وہ اس عمارت کو گھیرے

میں لے لیں.... ادھر ہم خفیہ فورس کو بلاتے ہیں"۔ محمود نے کہا۔

وہ جلدی جلدی رنگ کرنے لگے.... سلسلہ ملتے ہی انہوں نے پیغام نوٹ کروا دیا.... اور سیٹ بند کر دیے.... اس وقت انہوں نے دیکھا.... وہ سب ان سے الگ ہوئے جا رہے تھے.... اب ہال کے ایک طرف وہ سب ہو گئے اور دوسری طرف صرف وہ چاروں رہ گئے۔

"ارے! یہ ہیں وہ چاروں تو"۔ وہ چلائے۔

"باس! یہ ہو گئے الگ"۔

"بہت خوب.... یہ ترکیب خوب رہی' دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا"۔

"لیکن یہ کچھ بولتے کیوں نہیں.... کیا گونگے ہیں؟" ایک اور بولا۔

"ارے نہیں.... ان جیسے بولنے والے تو کم ہی ملتے ہیں.... یہ بولتے نہیں' چہکتے ہیں.... آج اگر ان کا چہکنا بند ہے تو ضرور یہ مجھ سے ڈر گئے ہیں.... اس میں ان کا بھی کیا قصور.... مجھ سے تو اچھے اچھے ڈرتے ہیں.... ناناب سے کون نہیں ڈرتا"۔

"بالکل ٹھیک سر ناناب.... بالکل ٹھیک باس"۔ آوازیں ابھریں۔

اس وقت ہال میں سو کے قریب لوگ تھے.... اور پھر جونہی وہ ان کی طرف بڑھنے لگے.... انہوں نے پستول نکال لیے۔

"ہائیں! باس.... یہ کیا.... انہوں نے تو پستول نکال لئے.... ان

کے ارادے تو نیک نہیں لگتے"۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"یہ کوئی نئی بات نہیں"۔ آواز ابھری۔

"کون سی بات باس"۔

یہ کہ ان کے ارادے تو نیک نہیں.... ان کے ارادے کبھی بھی نیک نہیں ہوتے"۔

"ایسا لگتا ہے باس جیسے آپ ان سے واقف ہوں.... بہت پرانے واقف"۔

ہاں! یہ ٹھیک ہے میں ان کی رگ رگ سے واقف ہوں.... مجھ جیسے ہر آدمی کو واقف ہونا پڑتا ہے.... اگر میں ان سے واقف نہ ہوتا.... تو کیا اس وقت میں ان کی یہاں موجودگی سے باخبر ہوتا.... ہرگز نہ ہوتا.... دیکھو نا اپنی طرف سے یہ بڑے میک اپ کر کے یہاں آئے.... اپنی طرف سے انہوں نے نثار خاں سے تحریر پڑھوانے کی کوشش کر ڈالی.... اپنی طرف سے انہوں نے غزالی سے میک اپ کرا لیے.... لیکن میری طرف سے جب جوابی کارروائی سامنے آئی تو پھر ایک دم سامنے آ گئے.... ان کی ترکیبیں پانی بھرتی نظر آنے لگیں"۔

"کیا کہا سر.... پانی بھرتی"۔

"ہاں اور کیا.... اب دیکھو کیسے بھیگی بلیاں بنے بیٹھے ہیں.... جانتے ہو کیوں؟"

"نہیں باس.... ان سے اور ان کی رگ رگ سے آپ واقف

ہیں، ہم نہیں"۔

"یہ مدد کے انتظار میں بھیگی بلیاں بنے بیٹھے ہیں.... لیکن انہیں ایک بات معلوم نہیں"۔

"اور وہ کون سی بات باس"۔

"یہ کہ ان کے آدمی یہاں پہنچ تو جائیں گے.... وہ ان کی مدد نہیں کر سکیں گے.... اس لیے کہ اس عمارت کے دروازے اندر سے بند ہیں.... وہ نہیں کھل سکتے، جب تک کہ میں نہ چاہوں"۔

"یہ تو ہے باس"۔

"بس تو پھر.... انہیں آزمائش سے گزرنا ہو گا.... اور میں نے ان کے لیے آسان آزمائش طے کی ہے"۔

یہ کہہ کر وہ رکا، پھر بولا۔

"ہاں! آسان آزمائش.... یہ کہ یہ چاروں مل کر میرے ایک غلام سے مقابلہ کر لیں.... اگر انہوں نے اسے شکست دے دی تو میں انہیں اپنے غلاموں میں شامل کر لوں گا.... ورنہ یہ اس غلام کے ہاتھوں مارے جائیں گے"۔

"واہ! کیا خوب صورت پروگرام ہے"۔ کئی آوازیں ابھریں۔

"چلو.... تمہیں میرا کوئی تو پروگرام اچھا لگا.... لیکن اس سے پہلے میں انہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں"۔

"اور وہ کیا باس؟

"میرے غلام میرے لیے جانیں کیوں دیتے ہیں.... یا کیسے دیتے ہیں.... انہیں یہ بتانا ہے"۔

"بہت خوب! باس.... آپ حکم کریں"۔

"کون میرے لیے اس وقت خوشی سے جان دینا پسند کرے گا"۔

"ہم سب باس.... سب"۔ وہ پوری قوت سے چلائے۔

یوں لگا جیسے وہ سب مرجانے کے لیے بری طرح بے چین ہو رہے ہوں"۔

"بہت خوب! نمبر۲۰۹ آگے آجائے"۔

"ضرور باس.... کیوں نہیں"۔

ان میں سے ایک سٹیج کے نزدیک آگیا۔

"موت کا کیپسول پاس ہے؟"

"وہ اور پاس نہ ہو گا"۔

"انہیں بتا دو.... ناتاب کا حکم کیا اہمیت رکھتا ہے"۔

"کیا میں موت کا کیپسول چبا لوں باس"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں! بالکل"۔

"لو کے باس.... اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا.... ایک ننھی سی ڈبیا میں سے کیپسول نکالا اور پھر اس کا ہاتھ چلا منہ کی طرف.... ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے پر خوف نظر نہ آیا۔

"نہیں نہیں... رک جائیں... مسٹر باس... اسے روک دیں۔ ہمیں یقین آگیا... یہ غلام آپ کا ہر حکم بلا چون و چرا مانتے ہیں، چاہے وہ موت کا حکم ہی کیوں نہ ہو۔"

باس نے جیسے ان کی بات سنی ہی نہیں... اور نہ اس نے سنی۔ کیپسول کھانے والا تھا... یہ دیکھ کر محمود نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اس کا کیپسول والا ہاتھ پکڑ لینا چاہا... لیکن اس وقت تک و کیپسول منہ میں رکھ کر نگل چکا تھا۔

وہ دھک سے رہ گئے... کیوں کہ اسی وقت وہ تڑ سے گرا او ساکت رہ گیا تھا... وہ بت بن کر رہ گئے... ایک شخص کو بلاوجہ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا... ایسے میں باس کی آواز ابھری۔

"آپ لوگوں نے دیکھا... میں کیا ہوں... میں کون ہوں؟"

"ہاں! دیکھا"۔ محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا دیکھا؟" آواز ابھری۔

"یہ کہ آپ جیسا سنگ دل انسان اس وقت شاید ہی کوئی او ہو، جس نے بلاوجہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا پروگرام بنا ہے... اب سمجھ میں آیا، وہ چار آدمی کیوں مارے گئے... لوگوں ک صرف یہ بتانے کے لیے اگر فرقان بھائی ان سے رقمیں نہیں لیں گے... تو ایسے آدمیوں کی لاشیں شہر میں جگہ جگہ سے ملیں گی... یعنی لوگ فرقان بھائی کو مجبور کر ڈالیں... پولیس تک ان سے یہ کہہ دے ک

وہ رقم لے لیا کریں اور بنک میں جمع کرا دیا کریں... صرف اتنی سی بات ذہنوں میں بٹھانے کے لیے تم نے چار... بلکہ پانچ آدمی مار ڈالے... تو تم سے زیادہ ظالم کون ہو گا"۔ محمود روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"بس... صرف ظالم... میرا جی یہ سن کر خوش نہیں ہوا... ظالم کا لفظ میرے لیے بہت چھوٹا ہے... سنگ دل کا لفظ بھی عام ہے... تم نے ہٹلر کے بارے میں سنا ہے"۔

"اوہ ہاں... کیوں؟"

"اسی طرح لوگ اس کے حکم پر جانیں دیتے تھے... میں دراصل ہٹلر کا دوسرا روپ ہوں... دنیا میں زیادہ ظالم لوگ صرف چند مشہور ہوئے ہیں... ہٹلر، چنگیز خان، ہلاکو... لیکن میں ان سب سے زیادہ ظالم ہوں... سنگ دل ہوں... بلکہ ان سب سے زیادہ آگے ہوں... اور میرا روپ تو دراصل اب نظر آئے گا... ابھی تو ابتدا ہے... اپنا روپ دکھانے کے لیے ہی میں تم لوگوں کو چھوڑتا ہوں... جاؤ... میرے خلاف جو کر سکتے ہو، کر گزرو... میرا سراغ لگا کر دکھا دو... تمہیں مان جاؤں گا... اور اس وقت تمہارے ساتھ انسپکٹر جمشید بھی نظر نہیں آرہے... سنا ہے... انہوں نے بڑے بڑے مجرموں کو پکڑ ڈالا... مجھے پکڑ کر دکھائیں... تب مانوں... میری ہوا کو بھی تم لوگ نہیں پہنچ سکو گے... بلکہ انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کو بھی

شامل... کر لو... میرے خلاف اپنی ساری طاقت جمع... کر لو... ان سب لوگوں کو گرفتار کر لو... تم ان کے خلاف ثابت کیا کرو گے... یہ یہاں ایک مذہبی تقریر سننے کے لیے آئے تھے... جو ان کا مذہبی رہنما انہیں سناتا ہے... لیکن وہ مذہبی رہنما ان کے سامنے نہیں آتا... بس اتنی سی بات کے لیے تم انہیں پھانسی پر چڑھا دو گے... تو چڑھا دو... چڑھ جاؤ تم سب... سنا تم نے... اگر یہ تمہیں گرفتار کریں... تو راستے میں یہ نعرے لگاتے جانا... کہ ناتاب کے غلام زندہ باد... ناتاب کے غلام زندہ باد... تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے... ناتاب کیا ہے... کون ہے... کل کے اخبارات میرے ذکر سے بھر جائیں... کیا سمجھے تم لوگ"۔

یہاں تک کہہ کر اس کی آواز رک گئی۔

"سمجھ گئے باس... آپ فکر نہ کریں... ہم گرفتاری دے رہے ہیں"۔

"میں چاہتا تو انہیں پلک جھپکنے میں ہلاک کر دیتا... یہ اس وقت پوری طرح میری زد پر ہیں... لیکن اس طرح مزا نہیں آئے گا... پھر کون دیکھے گا ناتاب کا کمال... ناتاب کا ظلم... اور ناتاب کا تہلکہ کون دیکھے گا... عوام تو میرا نام سن کر بے ہوش ہو جایا کریں گے... باقی رہ جاؤ گے تم لوگ... تم لوگوں کو ہی تو مزا چکھانا ہے"۔

"لیکن... آپ کو ہم سے کیا دشمنی ہے"۔ فرزانہ کے لہجے میں

حیرت تھی۔

"تم جیسے ہر شخص سے دشمنی ہے"۔

"ہم جیسے... کیا مطلب؟"

"جو اسلام کے لیے ذرا سا بھی کام کرے میں اس کا دشمن ہوں"۔

"ارے تو یوں کہو نا... تم اسلام دشمن ہو"۔

"ہاں! یہی بات ہے... اور میں برملا اس کا اظہار کرتا ہوں"۔

"اور یہ سب لوگ؟"

"یہ بھی اسلام دشمن ہیں"۔

"اوہ... کیا یہ ہندو ہیں... یہودی ہیں... عیسائی ہیں؟"

"نہیں... اسی ملک کے رہنے والے... مسلمان کہلانے والے"۔

"یہ کیسے مسلمان کہلانے والے مسلمان ہیں... جو اسلام دشمن ہیں"۔

"حیرت ہے... تم آج تک یہ اندازہ نہیں لگا سکے"۔ اس بار باس زور سے ہنسا۔

"کیا مطلب... ہم کیا اندازہ نہیں لگا سکے"۔

"یہ کہ اس ملک میں رہنے والے... بعض گروہ... جو خود کو مسلمان کہتے ہیں... مسلمان شمار ہوتے ہیں... کاغذات میں جنہیں

مسلمان گنا جاتا ہے۔۔۔ مردم شماری میں جو مسلمان شمار کیے گئے ہیں۔۔۔
وہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔۔۔ اب بے چارے
مسلمانوں کو کیسے اندازہ ہو کہ ان کے درمیان جو مسلمان چل پھر رہے
ہیں۔۔۔ وہی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔۔۔ دیکھونا۔۔۔ ایک
عیسائی ہے۔۔۔ اس کے بارے میں تو تم لوگوں کو پتا ہے کہ یہ عیسائی
ہے۔۔۔ مسلمانوں کا دشمن ہے۔۔۔ یہ یہودی ہے۔۔۔ مسلمانوں کا دشمن
ہے۔۔۔ یہ جاپانی ہے۔۔۔ مسلمانوں کا دشمن ہے۔۔۔ لیکن جو لوگ ہیں ہی
مسلمانوں کے چولے میں۔۔۔ جو گنے ہی جاتے ہیں مسلمان۔۔۔ ان کے
بارے میں تم کیسے جان سکو گے کہ یہ اسلام دشمن ہیں۔۔۔ لہٰذا تمہارے
اصل دشمن یہ ہیں"۔

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ وہ دھک سے رہ گئے۔۔۔
کیونکہ اگرچہ وہ خود اسلام دشمن تھا۔۔۔ لیکن بات اس نے سو فیصد
درست کہی تھی۔۔۔ ان کے اصل دشمن واقعی وہ ہیں۔۔۔ جو خود کو کہتے تو
ہیں مسلمان۔۔۔ لیکن ہیں اسلام دشمن۔۔۔ لہٰذا اسلام کو سب سے بڑا
خطرہ ہے ان سے۔

"مسٹر باس۔۔۔ آپ نے بالکل بجا کہا۔۔۔ اب ہم آپ کی بات کو
سمجھ رہے ہیں"۔

"کیا سمجھ رہے ہیں۔۔۔ ذرا میں بھی تو سنوں"۔

"یہی کہ۔۔۔ اسلام کو اتنا خطرہ غیر مسلموں سے نہیں' یہودیوں'

عیسائیوں' یا ہندوؤں سے نہیں' جتنا خطرہ ان مسلمانوں سے ہے۔۔۔ جو
خود کو مسلمان کہتے ہیں' لیکن ہیں اسلام دشمن۔۔۔ مسلمانوں کے درمیان
میں رہتے ہیں۔۔۔ لیکن اسلام کے خلاف باتیں کرتے نظر آئیں گے۔۔۔
صحابہ کرامؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف باتیں کرتے نظر آئیں گے'
اماموں کے خلاف باتیں کرتے نظر آئیں۔۔۔ کوئی کہتا نظر آئے گا۔۔۔ ہم
تو بس قرآن کو مانتے ہیں۔۔۔ قرآن کے علاوہ کسی کی بات کو نہیں
مانتے۔۔۔ کوئی کہتا نظر آئے گا ہم تو بس حدیث کو مانتے ہیں۔۔۔ یعنی
قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔۔۔ قرآن اور حدیث کے علاوہ ہم کسی چیز
کو نہیں مانتے۔۔۔ یہ کہ کر وہ صحابہ کرامؓ کو جھٹلاتے ہیں۔۔۔ ان کے
طریقے کو جھٹلاتے ہیں۔۔۔ جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مرتبہ اپنے ایک پیارے صحابی کو کسی علاقے کا امیر بنا کر بھیجا تو
انہیں رخصت کرتے وقت دریافت فرمایا کہ آپ فیصلے کس طرح کریں
گے' انہوں نے جواب دیا کہ قرآن سے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا' اگر وہ مسئلہ قرآن میں نہ ملے' انہوں نے جواب دیا آپ کے
فرمان کے مطابق یعنی حدیث سے۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر
دریافت فرمایا اگر وہ مسئلہ میری حدیث میں بھی نہ ملے تو؟ انہوں نے
جواب دیا کہ پھر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلوں سے
رہنمائی حاصل کروں گا۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا
اور اگر صحابہ سے بھی وہ فیصلہ نہ ملے تو۔۔۔ اس پر انہوں نے عرض

کیا۔۔۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں اجتہاد کروں گا۔۔۔ یعنی اپنی عقل استعمال کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں شاباش دی اور فرمایا کہ آپ نے بالکل درست جواب دیا۔۔۔ اب اس صحیح ترین حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسئلے کا حل قرآن میں نہیں مل سکتا۔۔۔ نہ ہر مسئلے کا حل حدیث میں مل سکتا ہے۔۔۔ نہ ہر مسئلے حل صحابہ کرامؓ سے مل سکتا ہے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ بہت سے مسائل آئمہ حضرات نے اجتہاد کے ذریعے حل کیے۔۔۔ ان کے اجتہاد کو پوری دنیا کے مسلمانوں نے تسلیم کیا۔۔۔ اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔۔۔ اور یہ طے پا گیا کہ اب بس۔۔۔ اجتہاد بھی نہیں کیا جائے گا۔۔۔ یعنی ان پر اجتہاد مکمل ہو گیا۔۔۔ آج لوگ ان آئمہ کو برا کہتے نظر آتے ہیں۔۔۔ جن پر پوری مسلمان قوم نے اعتبار کیا تھا۔۔۔ یہی نہیں۔۔۔ صحابہؓ پر اعتراضات کیے جاتے ہیں۔۔۔ فلاں صحابیؓ ایسے تھے۔۔۔ فلاں ایسے تھے۔۔۔ فلاں نے یہ کیا۔۔۔ فلاں نے وہ کیا۔۔۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا تھا۔۔۔ میرے صحابہؓ پر تنقید نہ کرو۔۔۔ انھیں برا نہ کہو۔۔۔ جو کوئی ان سے محبت کرے گا۔۔۔ مجھ سے محبت کی وجہ سے کرے گا اور جو کوئی ان سے بغض رکھے گا۔۔۔ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رکھے گا۔۔۔ گویا صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا بھی آپ صلی اللہ سے محبت کرنا ہے اور صحابہؓ کرام سے بغض رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنا ہے۔۔۔ تو

ایسے لوگ قوم کے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔۔۔ وہ خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔۔۔ اور صحابہؓ میں نقص بھی نکالتے ہیں۔۔۔ جب کہ صحابہؓ میں نقص نکالنا۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقص نکالنا ہو گا۔۔۔ استغفراللہ۔۔۔ جب مسلمانوں کے منہ سے دوسرے مسلمان ایسی باتیں سنتے ہیں۔۔۔ تو وہ کہتے ہیں۔۔۔ یہ ہیں تو مسلمان۔۔۔ اور مسلمان ہوتے ہوئے اگر یہ ایسی بات کہتے ہیں تو ضرور اس کی کوئی بنیاد ہو گی۔۔۔ ورنہ کوئی مسلمان کم از کم ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔۔۔ ہاں کفار ضرور کہہ سکتے ہیں۔۔۔ یہ ہے وہ دراصل خطرناک ترین بات۔۔۔ جو عام مسلمان اپنے دماغ میں بٹھا لیتا ہے۔۔۔ ایک مسلمان یعنی نام کا مسلمان۔۔۔ جب کسی صحابی کے بارے میں ایسی باتیں کرتا ہے اور کرتا بھی ہے احادیث کے حوالے دے کر۔۔۔ تو دوسرا آدمی فوراً یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب یہ بات حدیث سے ثابت ہے تو اس پر کیا اعتراض۔۔۔ ایسا کہنے میں کیا گناہ۔۔۔ یہ نہیں سوچتا کہ کچھ حدیثیں یار لوگوں نے خود گھڑ لی ہیں۔۔۔ تاریخ کی کتابوں میں بے شمار غلط روایات شامل کر دی گئی ہیں۔۔۔ ان روایات کا سہارا لے کر ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔۔۔ اور وہ روایات بے بنیاد ہوتی ہیں۔۔۔ مستند روایات کو جھوٹی ثابت کرنے کے لیے ایسی کمزور ترین اور فرضی روایات کا سہارا لینا اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔ اللہ اپنا رحم فرمائے"۔ یہاں تک کہہ کر محمود خاموش ہو گیا۔۔۔ اس کے چہرے پر جوش کی وجہ سے نمایاں سرخی آ چکی تھی۔

"حیرت ہے... کمال ہے... آج تو ہم نے ایک شان دار تقریر سنی ہے... ایسی تقریر کی تو بہت ضرورت ہے... علماء کرام کو چاہیے... وقت کی نزاکت کو محسوس کریں... اور ایسی تقاریر کریں... یہ نازک پہلو قوم کے سامنے لائیں... واقعی یہ بہت خطرناک بات ہے"۔ اکرام نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کی تقریر ہم سن چکے... آپ بالکل درست سمجھے... میں انہی لوگوں کی بات کر رہا تھا"۔ باس کی آواز گونجی۔

"گویا آپ بھی ایسے لوگوں کے آلہ کار ہیں... ایسے لوگوں کے لیے کام کر رہے ہیں"۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے"۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تب پھر ہم آپ کا کانٹا ضرور نکالیں گے"۔

"کوشش کر دیکھو... میں تم لوگوں کی پہنچ سے بہت دور ہوں... میری آواز ضرور آپ کے بہت نزدیک ہے... لیکن آپ میری آواز کو گرفتار نہیں کر سکتے... ہاہا"۔ اس نے قہقہہ لگایا۔

"ہم آپ کو بھی گرفتار کر لیں گے اور آپ کی آواز کو بھی"۔ فاروق مسکرایا۔

"کیا کہا... آواز کو بھی"۔ چونک کر کہا گیا۔

"ہاں! آواز کو بھی... یقین نہیں تو ہم تجربہ کرانے کے لیے تیار ہیں"۔ محمود بولا۔

"کیا مطلب"۔ پہلی مرتبہ باس کی [illegible] آواز میں حیرت کی جھلک محسوس ہوئی۔

"ہاں تجربہ... ہم کرانے کو تیار ہیں... آپ ہمیں یہاں سے جانے کی اجازت [illegible] رہے ہیں... گویا [illegible] آزاد ہیں... تب ہم اس طرح نہیں جائیں گے... اس عمارت کا جائزہ لیں گے... اس میں آپ کو تلاش کریں گے... اور تلاش کرنے کے بعد آپ کو گرفتار کریں گے"۔

محمود نے [illegible]۔

"اوہ! تو یہ بات ہے... خیر اس کی بھی اجازت ہے... لیکن میرے یہ غلام [illegible] یہاں نہیں رکیں گے... یہ یہاں سے اسی وقت جا رہے ہیں... انہیں روکنے کی کوشش نہ کرنا... ورنہ انجام بھیانک ہو گا"۔

باس نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"چلیے ٹھیک ہے... آپ انہیں رخصت کر دیں"۔

اکرام نے پرسکون انداز میں جواب دیا۔

"تم لوگ جاؤ... اب کام اگلے [illegible] کو بتائے جائیں گے"۔

باس نے اپنے غلاموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"بہت [illegible]"۔

وہ سب بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے... اور ایک ایک کر

کے باہر نکلنے لگے.... لیکن پھر اچانک شور سا مچا.... باس نے چونک کر پوچھا۔

"کیا بات ہے.... یہ شور کیسا ہے؟"

○☆○

تفصیل

"سر.... اس عمارت کے چاروں طرف پولیس موجود ہے.... اب ہم کیسے نکلیں.... یہ لوگ تو کر لیں گے ہمیں گرفتار"۔ ان میں سے ایک نے پریشان ہو کر کہا۔

"اوہ! یہ کوئی بات نہیں.... ان کے چار آدمی اس وقت میری زد پر ہیں.... اگر انہیں بچانا چاہتے ہیں.... تو تم لوگوں کو راستا دینا ہو گا.... مسٹر محمود اپنے بیرونی ساتھیوں سے بات کرو"۔

"جی بہتر"۔ محمود نے کہا.... کیونکہ اس عمارت کے بارے میں انہیں ابھی کچھ معلوم نہیں تھا.... اور یہ غلام کہیں بھاگے نہیں جا رہے تھے.... انہیں تو اگلے اتوار پھر یہیں جمع ہونا تھا' اس لیے اس نے موبائل کے ذریعے باہر موجود اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں.... پھر باس سے بولا۔

"اب آپ اپنے ساتھیوں کو جانے کی ہدایت دیں.... انہیں نہیں روکا جائے گا"۔

"دیکھا.... کیسے تمہارا راستا صاف کیا ہے میں نے"۔ باس نے

ہنس کر کہا۔

"مان گئے باس"۔

اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے.... اب اس ہال میں سوائے ان کے کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

"تو! اب تم مجھے تلاش کر لو.... اس ہال کی تلاشی لے لو.... پوری طرح اجازت ہے"۔

"پہلے ہم باہر موجود ساتھیوں سے بات کریں گے.... ورنہ وہ بلاوجہ باہر کھڑے رہیں گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

اب محمود نے خفیہ الفاظ میں باہر موجود ساتھیوں کو ہدایات دیں.... پھر فون بند کر کے وہ ان تینوں کی طرف مڑا۔

"سوال یہ ہے کہ ہم جب چاہیں' اس عمارت سے باہر جا سکتے ہیں' کیوں مسٹر باس"۔

اس بار انہیں اس سوال کا جواب نہ ملا۔

"مسٹر ناناب.... کیا آپ سو گئے"۔ محمود نے بلند آواز میں کہا۔

جواب اب بھی نہ ملا.... اب انہوں نے بیرونی دروازے چیک کئے.... کھڑکیاں چیک کیں.... سب باہر سے بند تھے.... لہٰذا اس نے پھر موبائل نکالا اور اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیں کہ وہ باہر سے دروازہ کھول دیں۔

"بہت بہتر سر"۔ باہر سے کہا گیا۔

وہ انتظار کرنے لگے.... پھر ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔

"ارے! یہ کیا سر.... ہم نے دروازہ کھول دیا ہے.... لیکن آپ اندر نہیں ہیں"۔

"یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے.... موبائل پر تو ہم آپ کی آواز سن رہے ہیں"۔ محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں.... بہرحال.... اس عمارت میں جو دروازہ نظر آ رہا ہے.... ہم نے اس کو کھول ڈالا ہے"۔

اب ان کے رنگ اڑ گئے۔

"سوال یہ ہے.... کہ ہم باس کو تلاش کریں یا بیرونی دروازے کو.... یہ عمارت تو ہمارے لیے چوہے دان بن گئی"۔

"ایسی بھی خیر کوئی بات نہیں.... ہم اس عمارت کی چھت پر جا کر نیچے چھلانگیں لگا سکتے ہیں.... ہمارے ساتھی نیچے جال تان دیں گے"۔

"تب پھر پہلے یہ کر لیا جائے"۔ اکرام نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے"۔

انہوں نے زینے کا رخ کیا.... لیکن زینہ بھی چھت کی طرف سے بند تھا' یہ دیکھ کر اس نے پھر ماتحت کو مخاطب کیا۔

"سنیں.... آپ لوگ عمارت کی چھت پر آ کر زینہ کھول دیں.... ہم زینے کے اس طرف موجود ہیں"۔

"بہت خوب!"۔ باہر سے خوش ہو کر کہا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ماتحت کی آواز سنائی دی۔

"سر... سر... یہ کیا"۔

"اب کیا ہوا بھئی... کیا تم ہمیں سسپنس سے مار ڈالو گے"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"سر... ہم نے زینہ کھول دیا ہے... لیکن زینے کے دوسری طرف بھی آپ لوگ نہیں ہیں"۔

"ارے باپ رے... پھر ہم کہاں ہیں"۔

"ہم... ہم کیا کہہ سکتے ہیں سر"۔

"اچھا ٹھیک ہے"۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"کک... کیا ٹھیک ہے؟"

"بس یہی کہ تم کچھ نہ کہو... جو کہنا ہے... ہم خود ہی کہہ لیں گے"۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں سر"۔

"نہیں بھئی تمہیں خوش فہمی ہوئی ہے... مذاق ہمیں کر رہا ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"اب آپ ہی بتائیں... ہم کیا کریں"۔ باہر سے جھلا کر کہا گیا۔

"یہ عمارت شاید دوہری عمارت ہے"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"دوہری عمارت... ارے باپ رے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"سوجھ گیا انہیں تو ناول کا نام"۔

"نن نہیں... نہیں"۔ فاروق چلا اٹھا... اس کے لہجے میں خوف تھا۔

"کیا ہو گیا بھی... یہاں ایسی کون سی خوفناک چیز نظر آ گئی"۔ محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"کک... کچھ نہیں... کچھ نظر نہیں آیا"۔

"تب پھر یہ کیوں کہا... نن نہیں... نہیں"۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

"میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ ناول کا نام ذرا مشکل سے ہی ہو سکتا ہے"۔ فاروق مسکرایا۔

"اب تم سے کون مغز مارے"۔

"یہاں تم دونوں اور انکل کے سوا ہے کون"۔ فاروق مسکرایا۔

"اچھا بھائی... دماغ نہ چاٹو... کچھ کام کرنے دو"۔

"ضرور کرو کام... اور ہمیں بھی بتاؤ... کیا کام کریں... بے کار بولتے بولتے تو زبان بھی تھک گئی ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"ہائیں کیا کہا... تمہاری زبان اور تھک گئی ہے"۔

"ہاں بھئی... بس تھک گئی ہے... اس لیے کہ یہ کسی شاعر کی زبان نہیں ہے"۔ اس نے برا سا منہ بنایا۔

وہ مسکرا دیے... پھر یک دم انہیں عمارت کا خیال آیا... محمود

کانپ گیا۔

"ارے باپ رے... ہم باس کو تو کیا تلاش کریں گے... خود اس عمارت کے قیدی بن گئے"۔

"کک... کیا کہا... عمارت کے قیدی"۔ فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں ہاں... کہہ دو... یہ تو کسی ناول کا نام ذرا مشکل سے ہو سکتا ہے"۔

"یہی تو مشکل ہے"۔ فاروق بولا۔

"اب اس میں مشکل کہاں سے آ کودی"۔

"بھئی مشکل کا کیا ہے... کہیں سے بھی آ کود سکتی ہے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"حد ہو گئی... یک نہ شد دو شد"۔

"بلکہ تین شد"۔ اکرام جھلا اٹھا۔

"آپ کو کیا ہوا انکل؟"

"ہونا کیا تھا... کرنے کا کام کر نہیں رہے... بے فکر ہو کر گپیں ہانک رہے ہو... اس طرح ہم اس عمارت سے نکل پائیں گے بھلا"۔

"ہاں بالکل"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا کہا... ہاں بالکل"۔ محمود نے تلملا کر کہا۔

"ہاں بالکل"۔ وہ پھر فوراً بولا۔

"توبہ ہے... پھر بول اٹھے... ہاں بالکل... کیا ہاں بالکل، ہاں بالکل لگا رکھی ہے"۔ فرزانہ نے جل بھن کر کہا۔

"میں نے تو نہیں... ہاں تم نے ضرور لگا رکھی ہے... دیکھ لو... ایک جملے میں کتنی بار ہاں بالکل کہا ہے"۔

"وحت تیرے کی"۔ اکرام نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"شکریہ انکل"۔

"شکریہ کس بات کا"۔

"میرا کام آپ نے کر دیا... نہ مجھے وحت تیرے کی کہنا پڑا... نہ اپنی ران کو تکلیف دینا پڑی"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اب تم سے کون مغز مارے"۔

"واہ! اب آپ بھی ہمارے رنگ میں رنگ گئے... بالکل ہماری طرح باتیں کرنے لگے ہیں"۔

"بھئی وہ خربوزہ... خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے نا"۔ اکرام نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"وہ خربوزہ کیوں... یہ خربوزہ کیوں نہیں... آج کل تو خربوزوں کا موسم ہے... لہٰذا آپ یہ خربوزہ کہیں"۔

"حد ہو گئی... اب گرائمر پر اتر آئے"۔

"شکر کریں انکل... یہ ابھی صرف گرائمر پر اتر آئے ہیں... چاند پر نہیں اتر آئے"۔ فاروق نے ہنسا۔

"یہ چاند کہاں سے آٹپکا"۔

"آسمان سے... لیکن کھجور میں نہیں اٹکا"۔

"معلوم ہو گیا"۔ اکرام نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"چلیے شکریہ... آپ کو کچھ معلوم تو ہو گیا... اب ذرا ہمیں بھی بتا دیں کہ کیا معلوم ہو گیا ہے؟"

"یہ کہ... تم لوگوں ساتھ آکر میں نے وقت ضائع کیا"۔

"تب پھر فوراً" واپس چلے جائیں... ان باس صاحب سے ہم خود بنٹ لیں گے"۔ محمود نے جل کر کہا۔

"کیا خاک چلا جاؤں... کوئی دروازہ ہے اس عمارت کا... جس سے باہر نکلا جا سکے"۔

"ہاں! یہ دیکھیے... درواہ تو کب کا کھل چکا ہے"۔ محمود نے سوچے سمجھے بغیر کہہ دیا۔

وہ یک دم دروازے کی طرف مڑے اور دھک سے رہ گئے۔

دروازہ واقعی کھلا تھا... وہ تیر کی طرح اس طرف بڑھے اور باہر نکل گئے... جونہی انہوں نے بیرونی دروازہ عبور کیا... انہیں باہر اپنے ماتحت کھڑے نظر آنے لگے۔

"کک... کیا یہ جادو کی عمارت ہے؟" فرزانہ بڑبڑائی۔

"نن نہیں... ہاں"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی... تم نے نہیں کہا یا ہاں"۔

"میں نے نہیں کہا ہے... ہاں تو یونہی منہ سے نکل گیا... کم بخت کہیں کا"۔ فاروق نے بھنا کر کہا۔

"تت... تم نے... تم نے کم بخت کہیں کا کسے کہا"۔

"ہاں کو... آپ کو نہیں کہا انکل"۔

اب ماتحتوں نے بھی انہیں دیکھ لیا... وہ ان کی طرف دوڑ پڑے... جب کہ فاروق پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا... اور اب انہیں وہ دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا... جس کو عبور کر کے وہ باہر نکلے تھے۔

"یہ... یہ کیا... آپ تو باہر نکل آئے"۔ ایک ماتحت نے بوکھلا کر کہا۔

بس غلطی ہو گئی"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن وہ دروازہ کہاں ہے؟"

"میرا ایک مشورہ ہے"۔ اکرام نے کانپ کر کہا۔

"چلیے بتا دیں... سن لیتے ہیں آپ کا مشورہ' آپ بھی کیا یاد کریں گے"۔ فاروق نے فوراً" کہا... اکرام نے اسے گھورا... پھر مسکرا دیا۔

"آپ نے پہلے مجھے گھورا کیوں اور پھر مسکرائے کیوں؟" فاروق نے پرانے زمانے کی کہانیوں کے انداز میں سوال کیا۔

"بس کرو بھائی... اب نہیں ہنسا جا رہا"۔ اکرام نے تنگ آ کر کہا۔

"اگر یہ بات تھی تو پہلے ہی بتا دیا ہوتا"۔ فاروق نے منہ بنایا۔
"کیا پہلے ہی بتا دیا ہوتا؟" اکرام بولا۔
"یہ کہ اب نہیں ہنس جا رہا... میں رونے دھونے والی باتیں شروع کر دیتا"۔
"توبہ ہے تم سے... یعنی یہ نہیں کہا کہ میں خاموش ہو جاتا... اب بھی یہ کہا ہے کہ میں رونے دھونے کی باتیں شروع کر دیتا"۔ محمود نے جھلا کر کہا۔
"اب میں نہیں بولوں گا ہاں"۔ فاروق نے جل کر کہا۔
"چلو شکر ہے... یہ صاحب خاموش تو ہوئے... اب ہم کچھ کر سکیں گے... ارے ہاں انکل... وہ آپ کوئی مشورہ دے رہے تھے"۔
"یہاں سے فوراً" روانہ ہو جانا چاہیے... پھر ماہرین کی فوج کو ساتھ لائیں گے... فوج اور پولیس ساتھ ہو گی... دیکھ ہی لیں گے... یہ عمارت کیسی ہے جب انجینئر حضرات ساتھ ہوں گے... تو یہ عمارت ہمارے آگے پانی بھرتی نظر آئے گی"۔
"کیا کہہ رہے ہیں انکل... عمارت پانی بھرتی نظر آئے گی"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔
"شاید... کچھ غلط کہہ گیا"۔ اکرام نے بھی گھبرا کر کہا۔
"نکل چلئے... یہاں سے نکل چلئے... مجھے تو یہ عمارت آسیب زدہ نظر آ رہی ہے"۔ ایک ماتحت نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

"لیجئے اور سنئے... یہ حال ہے آپ کے ماتحتوں کا... یہ کیا سر کریں گے اس عمارت کو"۔ محمود نے طنزیہ کہا۔
اکرام نے اس ماتحت کو تیز نظروں سے گھورا... وہ سہم گیا... پھر وہ وہاں سے روانہ ہوئے... اور گھر آئے... دستک کے جواب میں جونہی دروازہ کھلا... ان کے   سے ایک ساتھ نکلا۔
"ارے آپ... آپ کب آئے"۔
دروازے کے اندر انسپکٹر جمشید کھڑے مسکرا رہے تھے۔
"بہت دیر ہو گئی... کیا رہا باس کا؟"
"ارے باپ رے... آپ کو کیسے معلوم ہو گیا"۔
"یہ کیا مشکل ہے... کچھ باتیں تمہاری امی نے بتا دیں... کچھ میں نے ادھر ادھر فون کر کے معلوم کر لیں... اب تفصیل تم سنا دو"۔
جونہی انہوں نے تفصیل سنائی... وہ زور سے اچھلے۔

○☆○
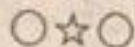
مہمان

"یہ... یہ آپ کس بات پر اچھلے ابا جان؟" فرزانہ نے مارے حیرت کے کہا۔

"حالات اور واقعات سن کر... اس عمارت کے بارے میں سن کر... قتل ہونے والے لوگوں کے بارے میں سن کر... عمارت کے اندر تم لوگوں کے سامنے جو قتل کیا گیا... اسکے بارے میں سن کر... اس باس کا نام سن کر اور وہ کیا چاہتا ہے... یہ سوال سوچ کر"۔ وہ کہتے چلے گئے۔

"چلیے معلوم ہو گیا... لیکن ان سب باتوں کے لیے آپ ایک بار ہی کیوں اچھلے... بار بار کیوں نہیں اچھلے"۔

"میں نے ذرا کفایت شعاری سے کام لیا ہے... اچھلنے کی فضول خرچی نہیں کی ہے"۔ وہ شوخ آواز میں بولے۔

ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں... سب سے زیادہ اکرام حیرت زدہ نظر آیا۔

"سس... سر یہ جملے آپ نے ادا کیے ہیں؟"

"خیال یہی ہے... ہو سکتا ہے... میرے اندر کسی اور کی روح حلول کر چکی ہو اور یہ جملے اس روح نے کہے ہوں"۔

"ارے باپ رے... سر... آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"یہ مجھ سے نہیں... میری بیگم سے پوچھو"۔ وہ بولے۔

اب وہ ان کی طرف مڑے۔

"ہم... میرا بھی یہی خیال ہے"۔ انہوں نے کانپ کر کہا۔

"یہ کہ ان کی دماغی حالت درست نہیں ہے... جب سے آئے ہیں... ادھر ادھر کی باتیں کیے جا رہے ہیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ چلائے اور اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اوہو... آرام سے بیٹھو... میں بالکل ٹھیک ہوں"۔ اس بار انہوں نے سرد آواز میں کہا۔

"نن نہیں... نہیں... نہیں"۔ انہوں نے مارے خوف کے کہا۔

"کیا نہیں نہیں لگا رکھی ہے"۔

"یہ آپ نہیں ہیں"۔ محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"یہ میں نہیں ہوں... تو پھر میں کون ہوں؟"

"آپ... کم از کم آپ نہیں ہیں"۔ فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی... آخر پھر میں کون ہوں؟"

"نقلی انسپکٹر جمشید"۔ اکرام نے کہا اور فوراً اپنا پستول نکال کر ان کی طرف تان دیا۔

"حد ہو گئی... اب میں نقلی انسپکٹر جمشید بن گیا... ارے بھئی... کیا تم چاروں پاگل ہو گئے ہو... بیگم تم بھی پاگل ہو گئی ہو... یہ میں ہوں... انسپکٹر جمشید... غور سے دیکھو"۔ وہ چلائے۔

"ہم نہ صرف غور سے دیکھنے کو تیار ہیں... بلکہ غور سے سننے کو بھی تیار ہیں... لیکن پہلے آپ گھر سے باہر چلے جائیں... دروازے پر ٹھہر کر ہم سے بات کریں"۔

"حد ہو گئی... میں اپنے ہی دروازے پر کھڑا ہو کر بات کروں... اور تم مزے سے اندر رہ کر بات کرو گے... آئے بڑے کہیں کے"۔

"جی نہیں... ہم تو چھوٹے کہیں کے ہیں"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"اب سیدھی طرح بتا دیں... آپ کون ہیں؟" محمود نے کہا۔

"ہم... میں کون ہوں... محمود یہ تم نے کہا؟" وہ چلائے۔

"جج... جی ہاں! میرا خیال ہے... یہ میں نے ہی کہا ہے"۔ محمود گھبرا گیا۔

"حد ہو گئی"۔ انہوں نے چلا کر کہا۔

"وہ تو بہت پیچھے رہ گئی"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

انہوں نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"من نہیں تو... میرے پیچھے تو کوئی حد نہیں ہے... تمہارے پیچھے ہو تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا"۔

"چلے ہو گئی چھٹی"۔ اکرام نے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیے... پستول جیب میں رکھ لیا۔

"آپ کو کیا ہوا... اور یہ چھٹی کس کی ہو گئی؟" محمود نے اکرام کو گھورا۔

"ہم سب کی ہو گئی چھٹی... جب سر ہی پاگلوں جیسی باتیں کریں گے تو ہمارا کیا رہ جائے گا"۔

"جب ہم یہاں آئے تھے... اس وقت تو یہ بالکل درست حالت میں تھے"۔ اس نے بوکھلا کر کہا۔

"تب پھر بعد میں کچھ ہوا ہے"۔ محمود نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوا... آرام سے بیٹھو"۔ انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

وہ ایک بار پھر ڈر گئے... انہوں نے گھور گھور کر انہیں دیکھا... آخر فاروق نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔

"ارے ارے... رکو... خبردار... گولی مار دوں گا"۔ وہ چلائے... ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

"خبردار... رک جاؤ... ورنہ"۔ انہوں نے پھر ہانک لگائی۔

فاروق اس وقت تک دور جا چکا تھا اور خود کو ایک کمرے میں

بند کر چکا تھا... اس نے فوراً پروفیسر داؤد کے نمبر ملائے... سلسلہ ملتے ہی اس نے کہا۔

"فاروق بات کر رہا ہوں انکل"۔

"ہاں! وہ تو میں سمجھ گیا... لیکن یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا... یہ کیوں بھیک مانگ رہی ہے"۔

"بات ایسی ہی خوفناک ہے انکل... آپ فوراً یہاں آ جائیں... گھر"۔

"یار تم تو مجھے ڈرائے دے رہے ہو... بات تو بتاؤ"۔

"بات بتانے کا وقت نہیں ہے... اگر وقت ہاتھ سے نکل گیا... تو ہم سب پچھتائیں گے"۔

"اوہو... آخر ایسی کیا بات ہو گئی"۔

"یہاں آ کر ہی معلوم ہو گا"۔ اس نے کہا اور فون بند کر دیا۔

اب اس نے خان رحمان کے نمبر ڈائل کیے... ان سے بھی یہی الفاظ کہے... وہ بھی پریشان ہو گئے... اور پھر فون بند کر کے وہ وہیں لوٹ آیا... سب کے پاس... وہاں صورت حال وہی تھی۔

انسپکٹر جمشید اسی طرح تنے کھڑے تھے... اور باقی لوگ پریشانی کے عالم میں انہیں دیکھ رہے تھے... اب تو بیگم جمشید بھی ان کے ساتھ تھیں۔

"یہ... یہ انہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"ان کا دماغ درست حالت میں نہیں ہے... شاید یہ باس کے ہتھے چڑھ گئے ہیں"۔

"لیکن کیسے... یہ تو شہر سے باہر تھے"۔

"اب یہ تو یہی بتا سکتے ہیں"۔

"ابا جان... کچھ تو بتائیں"۔

"مجبوری ہے... میں کچھ نہیں بتا سکتا... نہ میرے پاس بتانے کے لیے کچھ بچا ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب... کیا کسی نے آپ سے سب کچھ پوچھ لیا ہے؟"

"ہاں اور کیا؟"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی... محمود نے فوراً ریسیور اٹھایا... دوسری طرف سے باس بات کر رہا تھا... محمود نے فوراً ایکسچینج کا بٹن دبا دیا... تاکہ بعد میں نمبر معلوم کیے جا سکیں... ساتھ ہی آواز سنائی دی۔

"نہیں معلوم کر سکو گے... میرے نمبر نہیں معلوم کر سکو گے"۔ اس نے پر غرور انداز میں کہا۔

"لیکن کیوں؟" محمود نے فوراً کہا۔

"بس! میرے پاس ایک آلہ ہے، اس کو اگر سیٹ سے لگا دیا جائے تو اس کے نمبر ایکسچینج والے بھی معلوم نہیں کر سکتے"۔

"کوئی بات نہیں... ہم دیکھ لیں گے آپ کو"۔

"بھئی پہلے اباجان کو تو دیکھ لو"۔

"کیا مطلب!!!"

"یہ ابھی ابھی میرے ہاں سے ہی گئے ہیں.... تین دن سے یہ میرے مہمان تھے.... یہیں سے انہوں نے آپ کو فون کیا تھا.... کہ میں خیریت سے ہوں اور کسی بھی وقت پہنچ جاؤں گا.... فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں.... فون کرنے کی یہ اجازت بھی میں نے ہی انہیں دی تھی.... ورنہ ان میں یہ مجال کہاں تھی کہ یہ تم لوگوں سے رابطہ کر سکتے"۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ وہ ایک ساتھ چلائے۔

"یقین نہیں تو ان سے پوچھ لیں.... اور مان لیں کہ میرے مقابلے میں آپ لوگوں کی حیثیت کیا ہے.... اگر میں چاہتا تو انہیں بھی دوسروں کی طرح اپنا غلام بنا لیتا.... لیکن میں نے ایسا کیا نہیں.... اس لیے کہ میرے پاس غلاموں کی کمی نہیں.... ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں.... میری غلامی کے لیے تو لوگ مرے جاتے ہیں.... اور جو غلامی میں آ جاتا ہے.... وہ گویا خوشی سے پاگل ہو جاتا ہے.... پھر وہ یہ محسوس کرتا ہے.... گویا دنیا بھر کی دولت اسے مل گئی"۔

"اچھی بات ہے.... اور کچھ؟" محمود نے منہ بنایا۔

"اتنا ہی کافی ہے.... جب چاہوں گا.... انہیں بلا کر اپنے غلاموں میں شامل کر لوں گا.... چاہو تو ابھی نمونہ دکھا دوں"۔

"کیا مطلب.... نمونہ؟"

"ہاں! نمونہ.... دیکھنا پسند کرو گے.... لو دیکھو.... انسپکٹر جمشید اٹھو اور اٹھ کر دروازہ کھول دو.... باہر اس وقت جو شخص کھڑا ہے.... اسے ادب سے سلام کرو اور ہاتھ پکڑ کر اندر لے آؤ.... اس کی خوب خاطر تواضع کرو.... وہ تمہارے گھر سے خوش ہو کر جائے.... اگر خوش ہو کر نہ گیا تو میں تم سے بہت بری طرح پیش آؤں گا اور تم روؤ گے اس وقت کو جب تم نے مجھ سے پنگا لیا تھا"۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا.... انسپکٹر جمشید کسی مشین کی طرح حرکت میں آئے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے.... وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے.... انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہے ہوں اور یہ سب خواب میں ہی نظر آ رہا ہو.... اس کے باوجود وہ اس کو ایک خواب ماننے کے لیے تیار نہیں تھے.... جونہی دروازہ کھلا.... باہر ایک مسکین صورت آدمی کھڑا نظر آیا.... انسپکٹر جمشید منہ سے کچھ نہ بولے.... بس اس کا ہاتھ پکڑا اور اندر لے آئے، پھر بلند آواز میں بولے۔

"بیگم مہمان کے لیے کھانا تیار کرو.... اتنا زبردست کھانا کہ کیا کبھی تم نے کسی کے لیے تیار کیا ہو گا.... اور اتنا زیادہ کہ ایک آدمی کسی بھی صورت اس کو کھا نہ سکے"۔

"بب.... بہت بہتر"۔ وہ ہکلائیں.... صورت حال اب ان پر

واضح ہو چکی تھی.... لہٰذا وہ تعمیل کرنے کے سوا کیا کر سکتی تھیں۔

انہوں نے جلدی جلدی اس کے لیے کھانا تیار کرنا شروع کیا.... مہمان کو انہوں نے ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا تھا۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب؟" اکرام نے پوچھا۔

"غلام"۔

"کس کے غلام ہیں آپ؟"

"باس کا غلام ہوں"۔

"یہاں کیسے آگئے؟"

"اس نے حکم دیا میں آگیا.... اس نے ہدایت دی تھی کہ میں یہاں خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں.... اور میں ایسا کروں گا"۔

"اچھی بات ہے"۔

پھر اس کے سامنے کھانا رکھا گیا.... انسپکٹر جمشید اس طرح بڑھ بڑھ کر پلیٹیں اس کے سامنے رکھ رہے تھے.... جیسے وہ کوئی بہت معزز مہمان ہو.... بار بار وہ کہہ رہے تھے۔

"یہ بھی لیں.... یہ بھی لیں.... ارے آپ نے تو کچھ کھایا ہی نہیں.... اور کھائیے نا.... یہ سب کھانا صرف اور صرف آپ کے لیے ہے.... آپ کو ختم کر کے ہی اٹھنا پڑے گا"۔

وہ نہایت تیزی سے کھا رہا تھا.... اور انسپکٹر جمشید اسے اور کھانے کے لیے کہہ رہے تھے.... ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔

محمود فوراً اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا.... کیونکہ انداز خان رحمان کا تھا.... اس نے اس وقت سکون محسوس کیا.... جب دروازے پر خان رحمان کے ساتھ پروفیسر صاحب کو بھی دیکھا۔

"اچھا ہوا آپ آگئے.... ہم بہت پریشان ہیں"۔

"اس کا مطلب ہے.... ہم میں انسپکٹر جمشید شامل نہیں ہے"۔

خان رحمان مسکرائے۔

"نن نہیں.... بس آپ آجائیں"۔

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے.... انسپکٹر جمشید نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"السلام علیکم جمشید"۔

"وعلیکم.... بس بیٹھ جائیں ایک طرف.... مجھے پریشان نہ کریں"۔

"کیا مطلب جمشید.... ہمارا آنا تمہیں ناگوار گزرا؟"

"ہاں نہیں"۔ وہ بولے۔

"یہ تم نے ہاں کہا یا نہیں؟"

"دونوں.... یعنی ہاں بھی اور نہیں بھی"۔

"یہ کیا بات ہوئی.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ ایسے ہو سکتا ہے کہ اگر آپ دونوں مہمان کے فارغ ہونے تک خاموش بیٹھے رہیں گے تو آمد ناگوار نہیں رہے گی"۔

"اوہ اچھا... ٹھیک ہے... تم پہلے مہمان سے فارغ ہو لو"۔

محمود نے اپنا منہ ان کے کانوں کے قریب کر دیا اور لگا جلدی جلدی تفصیل سنانے... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیلتی چلی گئیں... آخر وہ پکار اٹھے۔

"نن... نہیں... نہیں"۔

"یہی بات ہے انکل"۔ فرزانہ بولی۔

"یہ کیا نہیں نہیں لگا رکھی ہے... میں نے کیا کہا تھا"۔

"اوہ... معافی چاہتے ہیں بھئی"۔

"خیر... معاف کیا... اب نہ بولے گا"۔

"ہرگز نہیں"۔

اور پھر مہمان کھانے سے فارغ ہو گیا... کھانا کھاتے ہی وہ اٹھا... اسے ایک زوردار چکر آیا... تڑ سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

○☆○
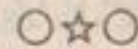
نن.... نہیں

"یہ... یہ کیا ہوا؟" وہ اچھل پڑے

"شاید زیادہ کھانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے... اف مالک... اب کیا بنے گا"۔ بیگم جمشید بولیں۔

"اب... اب کیا بتاؤں... ہم اسے ہسپتال بھیج دیتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

ارے! یہ کیا"۔ پروفیسر داؤد چلا اٹھے... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

انہوں نے دیکھا... اس آدمی کے منہ سے نیلے رنگ کا جھاگ نکل رہا تھا۔

"ارے باپ رے... اسے تو زہر دیا گیا ہے"۔

"لیکن کب... یہ تو ابھی ابھی آپ کے سامنے کھانا کھا رہا تھا"۔ محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"جمشید... کچھ تم کہو"۔

"نن نہیں... میں... میں کیا کہوں... میری سمجھ میں نہیں آ

رہا"۔

"سر... آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے"۔

"کیوں... میری طبیعت کو کیا ہوا... میں بالکل ٹھیک ہوں"۔

"اچھا شکریہ... کیا اب مجھے اپنا کام کرنے کی اجازت ہے"۔

"ضرور... کیوں نہیں"۔

اکرام اور اس کے ماتحت اپنا کام کرنے لگے... باقی لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ شخص اس قدر بے رحم ہو سکتا ہے... بات بات پر اپنے آدمیوں کو ختم کر رہا ہے... بے بات ختم کر رہا ہے... اب اس وقت... بھلا کیا ضرورت تھی... ایسا کرنے کی"۔

"اپنی دھاک بٹھانا چاہتا ہے... ہمارے دلوں پر"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"ارے... یہ... یہ... یہ کیا؟"

انہوں نے اکرام کی چیخ سنی... اب وہ اس کی طرف مڑے... اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا... اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کاغذ کو دیکھے جا رہا تھا... وہ اس کی طرف لپکے۔

"کیا بات ہے انکل... کیا لکھا ہے اس پر؟"

"یہ... یہ مقتول کی جیب سے نکلا ہے"۔ اکرام نے بوکھلائے

ہوئے انداز میں کہا۔

"نکلا ہو گا... تو پھر... آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟"

"یہ... یہ لیں... پڑھ لیں... مم... مگر نہیں... پہلے اس پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھانا ہوں گے"۔

"ضرور اٹھا لیں... تحریر تو ہم ویسے بھی پڑھ سکتے ہیں... یعنی ہاتھ لگائے بغیر"۔

اور پھر انہوں نے اس پر لکھے الفاظ پڑھے... وہ یہ تھے۔

"مجھے انسپکٹر جمشید نے کھانے کے لیے بلایا ہے... اور میرا خیال ہے کہ وہ مجھے کھانے میں زہر دیں گے... کیونکہ ایک بار انہوں نے مجھے یہ دھمکی دی تھی... اب اگر میں نہیں جاتا تو بزدل گنا جاؤں گا... لہٰذا میں جاؤں گا... جو ہو گا... دیکھا جائے گا... میرے ریکارڈ میں انسپکٹر جمشید کے یہ الفاظ مل جائیں گے کہ میں تمہیں زہر دے دوں گا... اگر میری موت زہر سے واقع ہوئی تو اس کے ذمے دار صرف اور صرف انسپکٹر جمشید ہوں گے"۔

فقط زوار بیگ"۔

انہوں نے اس تحریر کو بار بار پڑھا... پھر ان کی طرف مڑے۔

"آپ اسے پہلے سے جانتے تھے؟"

"نن نہیں... پہلی بار دیکھا ہے"۔

"نہیں سر.... آپ سچ نہیں بول رہے"۔ اکرام نے سرسراتے
ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب انکل.... یہ آپ نے کیا کہا.... کیا آپ جانتے
ہیں.... آپ کیا کہہ گئے ہیں؟" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! جانتا ہوں.... میں نے کہا ہے.... یہ سچ نہیں بول رہے"۔

"جب کہ آپ جانتے ہیں انکل.... یہ کبھی جھوٹ نہیں
بولتے"۔ فرزانہ چلائی۔

ان سب کی دماغی حالت اس وقت عجیب ہو رہی تھی۔

"بھئی تم لوگ ذرا اپنے دماغوں کو ٹھنڈا رکھو"۔ خان رحمان نے
گھبرا کر کہا۔

"جی.... اچھا.... ہاں ہاں تو انکل آپ یہ بات کس طرح کہہ سکتے
ہیں کہ یہ سچ نہیں بول رہے؟"

"اس طرح کہ.... یہ شخص میک اپ میں ہے.... اور کوئی کتنا ہی
زبردست میک اپ میں کیوں نہ ہو.... یہ پہچان لیتے ہیں کہ اس میک
اپ میں دراصل کون شخص ہے.... ان کی اس خاصیت کا تم لوگوں کو
بھی اچھی طرح پتا ہے.... پروفیسر صاحب اور خان صاحب کو بھی معلوم
ہے"۔

"ہاں! اس میں شک نہیں"۔

"لیکن اس وقت ان کی دماغی حالت ٹھیک نہیں"۔

"یہ فیصلہ میں نہیں.... ڈاکٹر کریں گے"۔

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح اچھلے۔

"میں مجبور ہوں.... اس رقعے کی موجودگی میں مجھے انہیں گرفتار
کرنا پڑے گا"۔ اکرام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا.... یہ آپ کہہ رہے ہیں انکل.... یہ الفاظ آپ نے کہے
ہیں.... آپ انہیں گرفتار کریں گے.... انسپکٹر جمشید کو.... جو آپ کے
آفیسر ہیں"۔ فرزانہ نے حلق پھاڑ کر کہا۔

"بھئی صبر.... سکون اختیار کرو.... یوں معاملہ ہاتھ سے نکل جائے
گا.... اکرام ہمارا دشمن نہیں.... دوست ہے.... لیکن وہ قانونی تقاضا پورا
کرنے پر مجبور ہے.... ہم ایسا کرتے ہیں.... آئی جی شیخ نثار احمد خان سے
بات کر لیتے ہیں.... دیکھیں وہ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں"۔

"ہوں اچھا.... ٹھیک ہے"۔ محمود نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

اور پھر انہیں فون کیا گیا.... ساری بات فون پر نہیں بتائی جا سکتی
تھی.... لیکن جس حد تک بھی بتائی گئی.... وہ سن کر پریشان ہو گئے....
اور بولے۔

"ہم.... میں وہیں آ رہا ہوں.... یہاں میری کچھ سمجھ میں نہیں آ
رہا"۔

"بہت بہت شکریہ انکل"۔

پھر شیخ صاحب وہاں پہنچ گئے.... انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں

سے لاش کو دیکھا... پھر اس رقعے کو پڑھا... انہیں تفصیل سنائی گئی تو انہوں نے بوکھلا کر انسپکٹر جمشید کو دیکھا۔

"خیر تو جمشید... تمہیں کیا ہو گیا؟"

"کچھ نہیں... میں بالکل ٹھیک ہوں"۔

"تب پھر تم نے اسے زہر کیوں دیا؟"

"جی... میں... کیا بتاؤں... دے دیا... ویسے میں نے واقعی اسے دھمکی دی تھی کہ میں اسے زہر دے دوں گا... اس لیے یہ ہر بار میرے ہاتھ سے بچ نکلتا تھا... کوئی نہ کوئی قانونی پہلو نکال لیتا تھا... غالباً" یہ وکیل تھا... بہت ماہر وکیل... لیکن جرائم پیشہ... میں نے جب بھی اسے گرفتار کیا... یہ عدالت سے بچ نکلا... اس پر میں نے کہا تھا کہ میں اسے زہر دے دوں گا... لیکن ایسا میں نے شاید غصے میں کہہ دیا ہو گا... ارادہ ہرگز نہیں تھا"۔ وہ کہتے چلے گئے۔

"اگر ارادہ نہیں تھا تو پھر کیوں دیا اسے زہر"۔ آئی جی صاحب چلا کر بولے۔

"میں کیا بتاؤں... بس اسے دیکھ کر میں خود پر قابو نہ رکھ سکا"۔

"لیکن یہ غلط ہے"۔ محمود نے چیخ کر کہا۔

"آرام سے بات کرو"۔ شیخ صاحب نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

اسے جیسے یک لخت ہوش آ گیا... پھر وہ پرسکون آواز میں بولا۔

"میرے والد نے اسے زہر نہیں دیا سر"۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"کھانا تو امی جان نے تیار کیا تھا... ہم نے اس کے آگے رکھا تھا... یہ تو اس میں زہر ملا ہی نہیں سکتے تھے"۔

"نہیں بھئی... تمہارا اندازہ درست نہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... زہر میں نے ہی دیا ہے"۔

"آخر کیسے اور کب؟"

"جب میں بڑھ بڑھ کر اس کی طرف پلیٹیں سرکا رہا تھا... اس وقت... زہر میری جیب میں تھا... میں نے تم لوگوں کی نظر بچا کر زہر کی پڑیا نکالی اور ایک پلیٹ میں الٹ دی"۔

"نن... نہیں... آخر آپ خود کو قاتل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور کیوں لگا رہے ہیں... یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا... بس مجھے اس آدمی کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا... سو اتار دیا"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"یہ ناممکن ہے... ابا جان زہر ملا ہی نہیں سکتے تھے... یہ اس پوزیشن میں تھے ہی نہیں... اور یوں بھی اس وقت ان کی دماغی حالت درست نہیں ہے... انہیں ڈاکٹروں سے چیک کرائیں... آپ"۔

"یہ تو ہم کریں گے... تم فکر نہ کرو"۔ شیخ صاحب بولے۔

"یہ دیکھو... یہ رہا ثبوت... میرے قاتل ہونے کا"۔ اچانک انسپکٹر جمشید جھکے اور قالین پر سے ایک کاغذ اٹھا کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"زہر اس میں تھا... اس پر کچھ نہ کچھ مقدار ضرور لگی ہو گی... لیبارٹری میں چیک ہو جائے گا اور اس کے بعد زہر کا پتا چل جائے گا... پھر میرے خلاف ثبوت مکمل... ہاہاہا"۔

وہ دھک سے رہ گئے... گویا وہ خود کو قاتل ثابت کرنے پر تلے تھے۔

"اب... اب تم کیا کہو گے؟" آئی جی صاحب نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہی کہ ہمارے خلاف اس نامعلوم آدمی نے یہ سازش کی ہے... جو اس وقت ہمیں اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے... اس نے خود ہمیں فون پر بتایا ہے کہ تین دن تک یہ اس کی قید میں رہے ہیں"۔

"یہ فون کس نے سنا تھا"۔ شیخ صاحب بولے۔

"ہم سب نے"۔

"لیکن"۔ وہ پر زور انداز میں بولے۔

"لیکن کیا سر... آج آپ بھی ہمیں پریشان کر رہے ہیں"۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں... اور نہ میں تم لوگوں کو پریشان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں... اچھا تم ہی بتاؤ... اگر اس وقت میں انسپکٹر

جمشید کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ... تو یہ کیا کرتے"۔

وہ دھک سے رہ گئے... وہ درست کہہ رہے تھے... اگر صورت حال یہ ہوتی تو ضرور وہ اس وقت انہیں گرفتار کرتے۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں"۔ محمود نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"چلو خیر شکر ہے... تم نے اتنا تو کہا... اب سنو... تم لوگوں کی گواہی عدالت تسلیم نہیں کرے گی... باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی نہیں چلتی"۔

"اوہ... اوہ"۔ وہ دھک سے رہ گئے... پھر فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"لیکن سر... ہم نے فون کے الفاظ ریکارڈ کیے تھے"۔

"اوہ... بہت خوب... یہ تم نے اچھا کیا... سناؤ ہمیں"۔

انہوں نے گھریلو ٹیپ ریکارڈر پر وہ الفاظ سنوا دیے... ان کو سن کر وہ سوچ میں ڈوب گئے۔

"ہاں! یہ الفاظ ضرور انسپکٹر جمشید کے حق میں جاتے ہیں... اور ان کی دماغی حالت بھی ان کے حق میں جاتی ہے... میرا خیال ہے اکرام... انہیں گرفتار نہ کرو... معاملہ عدالت کے حوالے کر دیتے ہیں"۔

"جو حکم سر"۔ اس نے فوراً کہا۔

"لیکن یہ آپ کے قیدی رہیں گے"۔

"آپ فکر نہ کریں سر... یہ کہیں نہیں جائیں گے... دو سادہ لباس والے ان کے دروازے پر چھوڑ دیں گے"۔

"کیا مطلب انکل... یہ آپ نے کیا کہا؟" محمود بولا۔

"ہاں! میں اپنے فرض سے مجبور ہوں... بالکل وہی کروں گا... جو دوسروں کے ساتھ کرتا رہا ہوں... ایک ذرا سی بھی رعایت ان کے ساتھ نہیں کروں گا"۔

"جیسے آپ کی مرضی انکل"۔ فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اور پھر لاش اٹھوا دی گئی... میک اپ اس کے چہرے سے پہلے ہی اتر چکا تھا... اب اکرام نے اس کا ریکارڈ نکلوایا... وہاں واقعی اس کے جرائم کی تفصیلات درج تھیں... وہ کئی بار انسپکٹر جمشید کے ہاتھوں گرفتار ہوا... اور ایک موقع پر انسپکٹر جمشید نے غصے کی حالت میں کہا تھا... وہ اسے زہر دے دیں گے... کیونکہ وہ ہر بار بچ جاتا تھا... محمود، فاروق اور فرزانہ بھی اس کے ساتھ دفتر آئے تھے... جب کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان انسپکٹر جمشید کے ساتھ گھر پر ٹھہر گئے تھے۔

"لیکن انکل"۔ فرزانہ نے پرزور انداز میں کہا۔

"ہاں کہو"۔ اکرام مسکرایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کے لہجے میں حد درجے جوش تھا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ کہ... اس سارے ریکارڈ کی خبر آخر باس کو کیسے لگ گئی...

کیا ہمارے سارے محکمے کی خبریں اس نامعلوم آدمی کے پاس ہیں"۔

"کیا نام ہے بھلا اس کا؟"

"جی ناتاب"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

"کیا... کیا کہا ناتاب"۔ اکرام پوری قوت سے چلایا۔

"آپ... آپ کو کیا ہوا؟"

"یہ... یہ کیا نام لیا تم نے... ناتاب"۔ اس نے پھر بلند آواز میں کہا۔

"ہاں انکل... یہی اس کا نام ہے"۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ اکرام نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے"۔

"اف مالک... یہ سب کیا ہے"؟

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔

"کیا واقعی اس نے یہی نام لیا تھا؟"

"ہاں... اس نے ناتاب نام لیا تھا... نوٹوں کے پیکٹ سے جو ہیں ملی تھیں... ان پر بھی اس کا نام ناتاب درج ہے... وہ تو آپ بھی کھ سکتے ہیں... چٹیں میرے پاس ہیں۔

"جلدی کرو... نکالو چٹیں"۔ اکرام نے کانپ کر کہا۔

وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ اکرام کو کیا ہو گیا... ویسے اب وہ خود

اس کی حالت کو دیکھ کر خوف محسوس کر رہے تھے۔

پھر جونہی اکرام نے کاغذ پر ناتاب لکھا دیکھا... وہ چلا اٹھا۔

"نن... نہیں... نہیں... نہیں"۔

○☆○

خوف

اب ان سب پر خوف طاری ہو گیا... وہ بتوں کی طرح ساکت اکرام کو دیکھے جا رہے تھے اور اکرام خود حیرت کا بت بن گیا تھا... آخر اس کے ہونٹ ہلے۔

"ناتاب... آج سے پندرہ سال پہلے مر چکا ہے"۔

"جی... کیا کہا... ناتاب مر چکا ہے"۔

"ہاں! وہ میری آنکھوں کے سامنے... انسپکٹر صاحب کے ہاتھوں مرا تھا... پھر اس کی لاش کو اس کی بیوی کے حوالے کر دیا گیا تھا"۔

"نن نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ وہ چلائے۔

"یہ معاملہ بہت پیچ دار ہے... میرے سامنے اسے گولی لگی تھی انسپکٹر صاحب کے ہاتھ سے... خود انہوں نے اس کی موت کی تصدیق کی تھی... پھر یہ ناتاب کہاں سے آ گیا"۔

"تب پھر اس کا مطلب ہے... وہ ناتاب نہیں... اس کے گروہ کا کوئی دوسرا آدمی ہے... اب اس نے ناتاب کے نام سے کام شروع کر دیا ہے"۔ محمود نے کہا۔

"یہی تو مشکل ہے"۔

"کیا مشکل ہے... انکل... آپ ہمیں کیوں مشکل میں ڈال رہے ہیں"۔ فاروق نے الجھ کر کہا۔

"اس وقت ناتاب... ناتاب کے نام سے کام نہیں کرتا تھا... نہ کوئی اسے اس نام سے جانتا تھا... نہ اس کا یہ نام تھا"۔ اکرام نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر... اس نے کسی نہ کسی کو ضرور بتا دیا ہو گا اپنا یہ نام... اور وہی اس کا نام استعمال کر رہا ہے"۔

"اوہو... تم نہیں سمجھو گے... نہیں سمجھ سکتے"۔ اکرام نے منہ بنایا۔

"تب پھر آپ بتا دیں"۔

"ہاں! کیوں نہیں... اس شخص کا کوئی نام نہیں تھا... بس وہ سردار کہلاتا تھا... سردار کے نام سے مشہور تھا... اس کے گروہ کے لوگ بھی اسے سردار کہتے تھے... پھر وہ انسپکٹر جمشید صاحب کے ہاتھوں مارا گیا... اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فائل میں اس کا کیا نام لکھا جائے۔ کیونکہ سردار کوئی نام نہیں تھا... آخر ایک فرضی نام سوچا گیا... اور وہ نام تھا ناتاب"۔

"کیا... کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! اب یہ نام کس نے رکھ لیا' اسے کس طرح معلوم ہو

گیا... کہ ہم نے ایک مرنے والے مجرم کا نام ناتاب رکھ دیا تھا"۔

"ہو سکتا ہے... ایسی کوئی بات نہ ہو... اس شخص کا نام یہی ہو... یا پھر اس نے یہ فرضی نام اتفاق سے رکھ دیا ہو"۔

"میں بھی یہی خیال کرتا... لیکن افسوس... کر نہیں سکتا"۔ اکرام بولا۔

"کیوں... آپ کو کیا مجبوری ہے اور اگر کوئی مجبوری ہے تو پھر ہم سمجھ لیتے ہیں یہ بات آپ رہنے دیں"۔ فاروق نے تجویز پیش کی۔

وہ مسکرا دیے... لیکن اکرام کے چہرے پر اب بھی مسکراہٹ کا نام و نشان نہیں تھا"۔

"آپ تو کچھ زیادہ سنجیدہ ہیں انکل"۔

"ہاں! مشکل یہ ہے کہ اس ناتاب کے کام کرنے کا طریقہ بالکل یہی تھا"۔

"کیا مطلب"؟" وہ زور سے اچھلے... اب ان کی آنکھوں میں بھی حیرت ہی حیرت نظر آئی۔

"آؤ میرے ساتھ... یوں بات نہیں بنے گی... مجھے تو پانی سر سے اونچا ہوتا نظر آتا ہے"۔

"پپ... پانی... کہاں ہے پانی؟"

"حد ہو گئی... سر سے اونچا ہونے کے لیے پانی کا ہونا ضروری نہیں"۔ محمود نے جل کر کہا۔

"اوہ اچھا... محاورے والا پانی ہے"۔ اس نے فوراً کہا۔

"اب تم سے کون مغز مارے"۔

اور وہ اکرام کے ساتھ ریکارڈ روم میں پہنچے... اس نے اپنے ماتحتوں کو پندرہ سال پرانے ریکارڈ سے ناتاب کی فائل نکال کر لانے کے لیے کہا... آدھ گھنٹے کے بعد فائل ان کے سامنے تھی... اکرام نے سرسراہٹ زدہ انداز میں کہا۔

"اب تم لوگ اس فائل کو پڑھو"۔

انہوں نے مطالعہ شروع کیا... لحہ بہ لحہ ان کی حیرت بڑھتی چلی گئی... انہیں یوں محسوس ہوا کہ وہ پندرہ سال پہلے کی یہ کہانی اب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوں... پندرہ سال پہلے بالکل اسی طرح ایک شخص کے دروازے پر دستک ہوئی تھی... اس شخص نے دروازہ کھولا تھا تو باہر ایک آدمی کھڑا نظر آیا تھا... اس کے پاس پچاس ہزار روپے تھے... وہ اس شخص کو وہ پچاس ہزار روپے دے کر اس سے رسید لینا چاہتا تھا... ساتھ ہی اس نے کہا تھا کہ اگر وہ رقم لے کر رسید نہیں دے گا... وہ یعنی رقم دینے والا قتل کر دیا جائے گا... اور پھر ایسا ہی ہوا تھا... اس شخص نے اس بات کو مذاق خیال کیا تھا... لیکن دوسرے دن اس کی لاش ملی تھی... اور دوسرے دن ایک آدمی اس کے پاس ایک لاکھ روپے لے کر آیا تھا... اس نے اس سے بھی ایک لاکھ نہیں لیے تھے... چنانچہ اس کی بھی لاش ملی تھی... اس طرح اسے پولیس

سے رابطہ کرنا پڑا... اور جب پولیس سے کچھ نہ ہوا تو اس نے انسپکٹر جمشید سے رابطہ کیا تھا... انہوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اب جو کوئی بھی آئے... رقم لے کر رسید لکھ دیا کرے... اور بنک میں رقم جمع کرانا شروع کر دے... ادھر انسپکٹر صاحب اس شخص کا سراغ لگانے کی کوشش میں تھے... بنک میں رقم پر رقم جمع ہونے لگی... لیکن انسپکٹر جمشید صاحب اس کا سراغ نہ لگا سکے... بس اتنا ہوا تھا کہ وہ مجرم کے ایک ٹھکانے تک ضرور پہنچ گئے تھے... وہ ٹھکانا ایک عمارت تھی... جس میں اس کے سب ماتحت جمع ہوتے تھے... وہ ان ماتحتوں کو غلام کہا کرتا تھا... اس عمارت میں ایک ہال میں وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور اپنے باس کی ہدایات لیا کرتے تھے... وہاں ایک کرسی سے اس کی آواز ابھرا کرتی تھی... پھر نہ جانے کس طرح انسپکٹر جمشید اس تک پہنچ گئے تھے... اور اسے گولی مارنے میں کامیاب ہو گئے تھے... لیکن یہ بات راز رہ گئی تھی کہ وہ کسی آدمی کے پاس اپنی رقمیں کیوں جمع کرا رہا تھا... وہ رقمیں اس شخص سے لے کر سرکاری خزانے میں جمع کر دی گئی تھیں... پھر اس کا نام ناتاب رکھ دیا گیا تھا... دیکھا جائے تو یہ انسپکٹر جمشید کا ایک نامکمل کیس تھا... چونکہ اس کا مجرم کچھ بتائے بغیر مر گیا تھا... اس لیے راز سے پردہ نہیں اٹھ سکا تھا۔

پوری فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ بری طرح سوچ میں گم ہو گئے... آخر محمود کی آواز سنائی دی۔

"اف مالک.... اب ہم اباجان سے یہ کس طرح پوچھیں کہ وہ اس تک کس طرح پہنچے تھے.... اور یہ کہ اگر یہ وہی ناتاب ہے.... تو مرنے والا کون تھا.... دوسرے یہ کہ اس بار اس نے سامنے آنے سے پہلے' پہلا کام یہ کیا تھا کہ اباجان کو اغوا کر لیا تھا.... اور انہیں تین دن اپنی قید میں رکھا تھا.... اب تین دن بعد وہ گھر آئے تو ان کی دماغی حالت درست نہیں تھی.... اور وہ اس معاملے میں ان کی کوئی مدد کرنے کے قابل نہیں تھے جب کہ انہیں بہت شدید ضرورت تھی اس وقت ان کی"۔

"اب تو انکل ہم بھی خوف محسوس کرنے لگے ہیں"۔

"اب معلوم ہوا.... میں کیوں خوف محسوس کر رہا تھا؟"

"ہاں انکل.... گویا پہلے ہمیں اباجان کی دماغی حالت کا کچھ کرنا چاہیے"۔

"ارے.... آیئے پھر گھر چلتے ہیں"۔

وہ گھر آئے.... حالات انہوں نے پروفیسر داؤد اور خان رحمان کو بھی سنائے.... وہ بھی سکتے میں آ گئے۔

"اب.... اب کیا ہو گا"۔

"ڈاکٹروں کی ٹیم کو یہیں طلب کرنا چاہیے"۔

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا"۔

اب پروفیسر داؤد نے ڈاکٹر صاحبان سے بات کی.... انہیں ساری

بات بتائی.... وہ فوراً ان کے ہاں پہنچ گئے.... ان کا معائنہ کیا گیا.... دماغ کے اندر بھی سکرین کے ذریعے دیکھا گیا.... لیکن کہیں کوئی خرابی نظر نہ آئی۔

"یہ بالکل ٹھیک ہیں"۔ آخر انہوں نے فیصلہ دیا۔

"کیا آپ پوری طرح اطمینان کر چکے ہیں؟"

"ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔

"ٹھیک ہے.... آپ جا سکتے ہیں شکریہ"۔ پروفیسر بولے۔

ان کے جانے کے بعد انہوں نے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اب کیا کریں؟"

"اب ایک ہی امکان رہ گیا ہے"۔

"اور وہ کیا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ان پر ہپناٹزم کیا گیا ہے"۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... اب اس لحاظ سے بھی چیک کرانا چاہیے"۔

اب انہوں نے ہپناٹزم کے ماہر کو فون کیا.... ایسے میں فرزانہ کو خیال آیا۔

"لیکن اباجان پر ہپناٹزم کرنا آسان کام نہیں' ایک تو ان میں قوت ارادی غضب کی ہے.... دوسرے یہ خود ہپناٹزم کے ماہر ہیں.... اور

ان حالات میں بھی اگر کسی نے ان پر ہپناٹزم کر دیا ہے تب وہ بہت
زیادہ ماہر ہو گا.... اور ہمارے ماہر اس کا توڑ نہیں کر سکیں گے"۔

"اوہو فرزانہ.... وہ یہ تو بتا دیں گے نا کہ ان پر ہپناٹزم کیا گیا ہے
یا نہیں"۔

"ہاں! یہ ہے"۔

اور پھر وہ ماہر بھی وہاں پہنچ گیا.... انہوں نے ان کا اچھی طرح
معائنہ کیا.... ان سے بہت سے سوالات کیے.... پھر انہوں نے کہا۔

"ان پر ہپناٹزم کا اثر ہرگز نہیں ہے.... البتہ"۔ وہ کہتے کہتے
رک گئے۔

"البتہ کیا؟" ان کے دل دھڑک اٹھے۔

"ان کی برین واشنگ کی گئی ہے.... لیکن اس کے لیے کیا طریقہ
اختیار کیا گیا ہے.... اس بارے میں میں کچھ نہیں جانتا.... آپ برین
واشنگ کے ماہرین کو بلا لیں.... یہ ان کے ذریعے بہت جلد ٹھیک ہو
جائیں گے"۔

"اوہ بہت اچھا"۔

ان کا شکریہ ادا کر کے رخصت کر دیا گیا.... اب برین واشنگ
کے تین ماہرین کو بلایا گیا' انہوں نے بھی ان کا معائنہ کیا.... اور آخر اپنا
فیصلہ ان الفاظ میں سنایا۔

"اس میں شک نہیں.... کہ یہ کیس برین واشنگ کا ہے....

لیکن.... یہ کسی چھوٹے موٹے ماہر کا کام نہیں.... بہت بڑے ماہر یا
ماہرین نے ان کے دماغ پر کام کیا ہے.... اور جب انہیں پورا اطمینان
ہو گیا کہ وہ ان کے دماغ کو دھو چکے ہیں.... تب انہوں نے انہیں فارغ
کیا"۔

"لیکن اب اس کا علاج؟"

"ہاں! انہیں ہمارے پاس داخلہ لینا ہو گا.... اور کوئی صورت
ممکن نہیں.... ہم یہاں ان کا علاج نہیں کر سکیں گے.... ہمارے ہسپتال
میں آلات وغیرہ نصب ہیں.... ان کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے"۔

انہوں نے سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا' آخر
پروفیسر بولے۔

"ٹھیک ہے.... ہم وہیں ملیں گے"۔

وہ تینوں بھی رخصت ہو گئے۔

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اس کیس میں ابا جان ہماری کوئی
مدد نہیں کر سکتے"۔ فرزانہ بولی۔

"جب کہ ہمیں ان کی حد درجے ضرورت ہے.... ناتاب کے
بارے میں تو یہی بتا سکیں گے"۔

"نن نا.... ناتاب"۔ ان کی آواز سن کر وہ چونک اٹھے۔

"کک.... کیوں.... کیا آپ.... ہمیں ناتاب کے بارے میں کچھ بتا
سکتے ہیں؟"

"نن.... نا.... ناناب.... نن.... نہیں"۔ انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا اور مسکرائے بھی۔

"اور آپ مسکرائے کیوں؟"

"بس ایسے ہی"۔ وہ پھر مسکرائے۔

"میرا خیال ہے۔ انہیں آرام کی ضرورت ہے"۔ بیگم جمشید نے روتی آواز میں کہا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں.... ڈاکٹر صاحبان نے اطمینان دلایا ہے"۔

"کیا یہ سرکاری ڈاکٹر تھے؟"

"نہیں.... پرائیویٹ.... سرکاری ہسپتالوں میں برین واشنگ کے ماہر ڈاکٹر کم ہی ملتے ہیں.... جب کہ شہر میں ان کی بہت شہرت ہے"۔

"چلیے پھر ٹھیک ہے"۔

اور پھر شام کو وہ انہیں ہسپتال لے گئے.... انسپکٹر جمشید نے ہسپتال کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔

"یہ.... آپ مجھے کہاں لے آئے.... میں.... میں.... میں.... میں"۔ وہ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکے.... تو محمود بے چین ہو کر بولا۔

"کہیے اباجان آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔

"میں یہاں نہیں رہوں گا.... گھر میں رہوں گا.... مجھے یہاں خوف محسوس ہو رہا ہے"۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ فرزانہ چلائی۔

"کیا ہوا آپ کو"۔ ایک ڈاکٹر نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ زندگی میں کبھی خوف محسوس نہیں کر سکتے.... ہر قسم کے خوف سے یہ محفوظ ہیں.... انہوں نے ایک بار مجھے بتایا تھا.... آج تک مجھے کسی چیز سے خوف محسوس نہیں ہوا.... اور جس دن میں نے کسی چیز سے خوف محسوس کیا وہ میری زندگی کا آخری دن ہو گا"۔

"اوہو.... اس وقت یہ نارمل حالت میں نہیں ہیں.... یہ خوف بھی اسی برین واشنگ کا حصہ ہے"۔ دوسرا ڈاکٹر بولا۔

"جمشید.... یہاں تمہارا بہتر علاج ہو سکے گا"۔

"نہیں.... گھر پر علاج کرائیں"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"ڈاکٹر صاحبان یہ بہت ضدی ہیں.... اب شاید ہم انہیں یہاں نہ روک سکیں"۔ خان رحمان بولے۔

"تب پھر.... ہمارے لیے گھر پر علاج کرنا تو ممکن نہیں ہے"۔

"کوئی صورت نکالیں.... آپ کو ہم بڑی سے بڑی فیس ادا کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... ہم میں سے ایک ڈاکٹر ان کا گھر پر علاج کرے گا.... باقی دو وقتاً فوقتاً ان کا معائنہ کرنے کے لیے چکر لگا لیں گے.... لیکن تمام تر اخراجات آپ کو برداشت کرنا ہوں گے.... یہاں اخراجات کم ہوتے"۔

"آپ اخراجات کی پروا نہ کریں"۔

"تب پھر آپ انہیں گھر لے جائیں.... میں کل آؤں گا.... آلات سمیت.... میرا نام ڈاکٹر قابوس ہے"۔

"شکریہ ڈاکٹر قابوس"۔

اور پھر وہ انہیں گھر لے آئے' دوسرے دن ڈاکٹر قابوس وہاں آ گئے انہیں ڈرائنگ روم دے دیا گیا.... اب طے یہ کیا گیا کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان ان کے ساتھ گھر پر رہیں گے.... محمود' فاروق اور فرزانہ کیس کے سلسلے میں بھاگ دوڑ کریں گے.... ایسے میں فرزانہ زور سے چونکی.... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... تاہم اس نے اپنا خوف ڈاکٹر قابوس سے چھپا لیا اور انہیں اپنے کمرے میں لے آئی۔

"ہاں! اب کیا ہوا؟"

"اگر ان کی برین واشنگ کی گئی ہے تو پھر اس کیس کا مجرم کوئی ڈاکٹر ہے"۔

"اوہ!" وہ بری طرح اچھلے۔

"لیکن یہ ضروری نہیں ہے"۔ فاروق نے انکار میں سر ہلایا۔

"کیا ضروری نہیں؟"

"یہ کہ اس کیس کا مجرم کوئی ڈاکٹر ہی ہے.... اس نے نہ جانے کتنے لوگوں کو غلام بنا رکھا ہے.... کیا خبر برین واشنگ کے ماہر ڈاکٹر بھی اس کے غلام ہوں"۔

"اوہ ہاں.... اس کا بھی امکان ہے"۔ محمود نے کہا۔

"بلکہ زیادہ امکان ہی اس کا ہے"۔

"خیر.... اب ہمیں فرقان بھائی سے رپورٹ لینی چاہیے.... ان کے ساتھ اب کیا معاملہ رہا"۔

"آؤ پھر چلیں.... ایک تو ان فرقان صاحب کے ہاں فون نہیں ہے.... کیوں نہ ایک عدد فون ان کے ہاں فوری طور پر لگوا دیا جائے"۔

"میرا خیال ہے.... یہ زیادہ مناسب رہے گا.... اس کیس میں بار بار ان سے بات کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے"۔

"میں بات کرتا ہوں"۔ محمود نے کہا اور آئی جی شیخ نثار احمد صاحب کے نمبر ڈائل کیے.... اس کی تجویز سن کر وہ ہنس پڑے۔

"اچھا خیر.... میں انجینئر فونز سے بات کرتا ہوں.... .... امید ہے.... وہاں فون لگ جائے گا"۔

"بہت بہت شکریہ"۔

اب وہ فرقان بھائی کے دروازے پر پہنچے.... دستک دیتے وقت انہیں ایک انجانے سے خوف کا احساس ہوا۔

"مم.... مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے"۔ فاروق نے گویا اعلان کیا۔

"اور مجھے بھی"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی"۔ محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"کیوں.... کیا تمہیں خوف محسوس نہیں ہو رہا"۔

"ہو رہا ہے.... اسی لیے تو کہا ہے.... حد ہو گئی.... لیکن یہ خوف فرقان بھائی کے سلسلے میں نہیں.... اباجان کے سلسلے میں ہو رہا ہے.... میرا جی چاہ رہا ہے.... اڑ کر ان کے پاس پہنچ جاؤں.... اور وہیں رہوں ان کے پاس"۔

"حد ہے.... کمال ہے"۔ فاروق بولا۔

"اس میں حد اور کمال کہاں سے آ ٹپکے"۔ محمود چونکا۔

"یوں ٹپکنے کو کیا چیز نہیں ٹپک سکتی"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"میں بھی بالکل یہی محسوس کر رہا ہوں"۔

"اور میں بھی"۔

"ارے تو پھر.... فرقان بھائی سے بعد میں ملاقات کر لیں گے.... پہلے اباجان کے پاس چلتے ہیں"۔

"لیکن پروفیسر انکل اور انکل خان رحمان کیا خیال کریں گے.... یہ کہ ہم نے انہیں ناکافی خیال کیا"۔

"نہیں.... وہ کچھ خیال نہیں کریں گے.... ہم انہیں بتا دیں گے کہ ہمیں خوف محسوس ہو رہا تھا"۔

"ٹھیک ہے پھر"۔

وہ مڑنے ہی لگے تھے کہ دروازہ کھل گیا.... کیونکہ محمود دستک دے چکا تھا۔

دروازہ فرقان بھائی نے کھولا تھا۔

فرقان بھائی کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح اچھلے۔

○☆○

وہ مارا

فرقان بھائی کا چہرہ بالکل سیاہ تھا... یوں لگتا تھا جیسے اس کے چہرے پر کسی نے سیاہی مل دی ہو... اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف تھا... تاہم انہیں دیکھ کر وہ کسی قدر مسکرایا اور بولا۔

"اوہ! یہ آپ ہیں... میں سمجھا تھا... پھر کوئی آ گیا رقم لے کر"۔

"تو یہ سلسلہ جاری ہے؟"

"ہاں جناب... اب تو دن میں کئی آدمی آنے لگے ہیں... اور میں تمام دن رقم جمع کرتا ہوں... دوسرے دن بنک میں جمع کرا دیتا ہوں"۔

"واہ! آپ کی تو ہو گئی عیش"۔

"یہ کیسی عیش ہے"۔ اس نے منہ بنایا۔

"خیر خیر... اب تک کتنے جمع ہو چکے ہیں"۔

"تقریباً" بیس لاکھ... لیکن اگر حالت یہی رہی تو ایک ماہ میں نصف کروڑ تو جمع ہو ہی جائیں گے"۔

"اور جب سے آپ رقمیں وصول کرنے لگے ہیں... پھر کسی کی لاش نہیں ملی"۔

"نہیں... بالکل نہیں"۔

"تب پھر... اب تو ان میں سے کسی کا تعاقب کیا جا سکتا ہے"۔

"فائدہ کیا ہو گا... آپ اسے پکڑ لیں گے... تب بھی وہ اس نامعلوم آدمی کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکے گا"۔

"اس کا آپ فکر نہ کریں... ہم اس کا سراغ اب بہت جلد لگا لیں گے"۔

"کیا... کیا مطلب؟" وہ بری طرح گھبرا کر بولا۔

"ہاں... ہم بہت جلد اس کا سراغ لگا لیں گے"۔

"ارے باپ رے... مارا گیا پھر تو میں"۔

"کیوں... آپ کیوں مارے گئے... بھلا؟" محمود نے پوچھا۔

"اس کا پیغام ملا ہے... جس دن... پولیس مجھ تک پہنچی... وہ کم از کم تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا... یعنی میری زندگی کا"۔ اس نے کانپتی آواز میں کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں... اس لیے کہ وہ زندگی اور موت کا مالک نہیں ہے"۔

"بے شک نہیں ہے... لیکن اس نے اب تک کم از کم چار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے"۔

"نہیں.... بالکل نہیں.... یہ کام اس کا نہیں.... ان کی تو بس موت آ گئی تھی"۔

"ہاں! یہی کہا جائے گا، لیکن آئی تو اس کے ذریعے"۔

"تب پھر اس سے کیا فرق پڑ گیا.... موت تو ان کی آ گئی تھی.... وہ کسی بھی ذریعے سے آتی"۔ محمود بولا۔

"اب میں آپ کو کیا کہوں؟" اس نے منہ بنایا۔

"کچھ بھی نہ کہیں.... اس لیے کہ ہم اب تجربات کے میدان میں اتر چکے ہیں.... اور یہ تجربہ بھی کر کے رہیں گے کہ اس سے نجات کس طرح ممکن ہے.... اور آپ کو تو ہرگز فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں.... آپ کے تو بینک بیلنس میں اضافہ ہو رہا ہے"۔

"ایسے اضافے کو میں چاٹوں"۔

اچانک اندر کوئی چیز گری.... وہ چونک اٹھے.... کوئی بھاری برتن گرا تھا.... اور پھر اس کے بجنے کی آواز مسلسل سنائی دیتی رہی۔

"کیا اندر کوئی بلی وغیرہ ہے؟"

"نن نہیں"۔

"تو پھر.... یہ کون ہے؟"

"ظاہر ہے.... میری بیوی کے ہاتھ سے کچھ گرا ہے"۔

"جی نہیں"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"کیا کہا.... جی نہیں"۔

"ہاں! اس لیے کہ آپ کی بیوی تو دروازے سے لگی کھڑی ہے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی فرزانہ اندر داخل ہو گئی.... اس کی بیوی واقعی دیوار سے لگی کھڑی تھی۔

"تم دونوں بھی اندر آ جاؤ.... اندر ضرور گڑبڑ ہے"۔

"نن نہیں نہیں.... آپ اندر نہ آئیں.... اس صورت میں معاملہ زیادہ خطرناک ہو گا"۔

"نہیں خطرناک ہو گا"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"آپ کو نہیں معلوم"۔ اس نے کہنا چاہا۔

"تو اب معلوم ہو جائے گا"۔ فاروق مسکرایا۔

"کک.... کیا؟"

"یہ کہ.... کیا معلوم نہیں ہمیں"۔

"حد ہو گئی.... آپ کو ان حالات میں بھی مذاق سوجھ رہا ہے.... اور یہاں جان پر بنی ہے"۔

"نہیں! ہم مذاق کے موڈ میں نہیں ہیں"۔

اور دونوں اندر کی طرف بڑھے.... اب انہوں نے فرقان بھائی کی تھر تھر کانپتی آواز سنی۔

"آپ لوگ معاملے کو الٹ پلٹ کر دیں گے.... جب کہ اب سب کچھ سیدھا ہو چلا تھا"۔ اس نے تلملا کر کہا۔

"ارے تو پھر بتائیں.... کیا سیدھا ہو چلا تھا اور کیسے سیدھا ہو چلا تھا"۔

"تو باہر نکل کر بات کرلیں نا.... آپ تو زبردستی اندر آگھسے ہیں"۔

"شاید آپ نے ہمیں پہچانا نہیں"۔ محمود مسکرایا۔

"کیا بات کرتے ہیں.... کیا میری نظر کمزور ہو گئی ہے اچانک"۔

"نظر ہی آتا ہے.... ورنہ آپ ہم سے ایسا سلوک نہ کرتے"۔

"آپ نہیں جانتے.... میں.... میں مجبور ہوں.... اس وقت باس کا ہر حکم ماننے پر مجبور ہوں"۔

"کک.... کون سے باس کی بات کر رہے ہیں بھئی"۔ فاروق جل گیا۔

"وہی جو آپ کو اور مجھے اب تک نچاتا رہا ہے.... بلکہ ہم سب کو"۔

"ارے تو کیا آپ نے بھی اس باس کی غلامی اختیار کرلی ہے"۔ محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! آج سے میں بھی اس کا غلام ہوں"۔

"ارے باپ رے.... مارے گئے پھر تو"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔

"کیا کیا جائے.... مجبوری ہے"۔

"بنک بیلنس میں سے حصہ بھی ملا کرے گا' یہی بات ہے نا"۔

فرزانہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"آپ لوگ غلط سوچ رہے ہیں.... میں کسی لالچ کی وجہ سے اس کا غلام نہیں بنا"۔

"تب پھر.... کس لیے بنے ہیں.... غلامی ایسی چیز نہیں ہے.... کہ آدمی خوشی سے اور آسانی سے قبول کرلے"۔

"اس نے مجھے پوری طرح قابو میں کرلیا ہے"۔

"آخر کیسے؟"

"میں نہیں بتا سکتا.... بس آپ لوگ چلے جائیں.... ورنہ میری لاش کسی سڑک کے کنارے پڑی مل جائے گی اور اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا.... یا ہوگا؟"

"نہیں.... ہمیں کیوں ہونے لگا.... آپ کی موت سے کوئی فائدہ"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"بس تو پھر.... آپ چلتے پھرتے نظر آئیں"۔

"گویا آپ ہمیں کچھ نہیں بتائیں گے.... انہوں نے جلدی جلدی اندر کا جائزہ لیا.... لیکن اندر کسی گڑبڑ کے آثار نظر نہیں آئے۔

"او کے.... اب آپ اگر میری موت چاہتے ہیں تو پھر آ جائیں اندر.... اور کرلیں جو کرنا ہے.... لیکن آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا.... صرف میری موت کے"۔

اس بار اس نے ایسے لہجے میں الفاظ کہے کہ وہ ٹھٹک گئے....

انہیں یوں لگا کہ یا تو وہ بالکل سچ کہہ رہا ہے.... یا پھر اس سے بڑا اداکار دنیا میں کوئی نہیں.... لہٰذا وہ فوراً باہر نکل آئے۔

"ہم جا رہے ہیں.... اگر آپ اس کے غلام بن ہی گئے ہیں تو پھر اب ہم بھی آپ سے دوستوں والا سلوک نہیں کریں گے.... جونہی آپ کا اس جرم میں کوئی حصہ ثابت ہوا.... ہم آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آ جائیں گے"۔

"اس وقت تک صورت حال تو صرف یہ ہے کہ آپ لوگوں نے خود مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں رقوم وصول کرنا شروع کر دوں.... اب جب میں نے آپ کے مشورے پر عمل کیا اور رقمیں وصول کرنا شروع کر دیا تو اس نے مجھے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا ہے.... اس میں میرا کیا قصور.... مجھے غلام بنوانے میں تو آپ کا اپنا ہتھا ہے"۔

"آپ ایسا کہہ سکتے ہیں.... لیکن ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا.... اچھا خیر.... ہم چلتے ہیں.... بہت جلد پھر ملاقات ہو گی"۔

"لیکن آنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ باس کو پل پل کی خبر ملتی ہے.... کیسے ملتی ہے.... یہ مجھے معلوم نہیں"۔

"کوئی بات نہیں"۔ انہوں نے سر جھٹک دیے اور پھر وہاں سے چل پڑے۔

"مجرم کی گرفت لمحہ بہ لمحہ مضبوط ہوتی جا رہی ہے"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"اور ہاتھوں سے کیس پھسلتا جا رہا ہے"۔

"ایسے موقعوں پر اباجان کام آتے ہیں.... لیکن اس کیس میں شاید وہ بھی کام نہ آ سکیں"۔

"اللہ مالک ہے.... ارے ہاں.... ہم انکل کامران مرزا کو کیوں نہ مدد کے لیے بلا لیں.... ان حالات میں میرا خیال ہے.... اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ محمود بولا۔

"بہت خوب.... اچھے وقت پر یہ خیال آیا.... ایک منٹ ٹھہرو.... پہلے میں انکلز سے مشورہ کر لوں"۔

اب پروفیسر داؤد اور خان رحمان سے بات کی گئی.... یہ ساری بات سن کر وہ ہنس پڑے اور بولے۔

"اس سے اچھی بات بھلا کیا ہو سکتی ہے"۔

انہوں نے اسی وقت انسپکٹر کامران مرزا کے نمبر ملائے۔

"محمود بھائی کی آواز ہے"۔ دوسری طرف سے آصف کی آواز سنائی دی.... اس پر اس نے کہا۔

"ٹھیک پہچانا بھئی.... انکل کہاں ہیں؟"

"کون سے انکل؟"

"کیا یہاں دس پندرہ انکلز ہیں؟" محمود نے منہ بنایا۔

"ارے باپ رے.... نن نہیں.... نہیں"۔ آصف گھبرا گیا۔

"اب یہ کیا نہیں نہیں لگا رکھی ہے؟"

"میں اس خیال سے کانپ گیا تھا کہ اگر یہاں ہم لوگوں کے پاس دس پندرہ انکلز ہوتے تو کیا ہوتا"۔

"وہی ہوتا جو خدا کو منظور ہوتا... فون کا ریسیور انکل کو دو"۔

"مجھے افسوس ہے... میں ایسا نہیں کر سکتا"۔

"ارے تو کیا وہ موجود نہیں ہیں"۔

"نہیں... اور آج ان کی واپسی کا امکان نہیں ہے... شاید وہ کل بھی نہ آسکیں... مطلب یہ کہ وہ کسی نامعلوم مہم کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے ہیں"۔

"اوہ... اچھا خیر"۔

"اگر کوئی کام ہے... تو مجھے بتاؤ... ہم کچھ نہ کچھ تو کر ہی سکیں گے"۔

"نہیں... وہ معاملہ تمہارے بس کا نہیں"۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ آصف نے جھلا کر کہا۔

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا"۔

"اچھا بابا... مان لیا... ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا... اب ہم کیا کریں"۔

"صبر"۔ وہ بولا۔

"معاملہ کیا ہے؟"

"فون پر تفصیلات نہیں بتائی جا سکتیں"۔

"اچھی بات ہے... لکھ کر بھیج دینا... مشورہ تو دے ہی سکتے ہیں ہم"۔

"ہاں! یہ تو ہے... وقت ملا تو لکھ کر بھیج دوں گا... ویسے لگتا نہیں"۔

"کیا نہیں لگتا؟"

"یہ کہ وقت نکل آئے... یار لوگوں نے بہت بری طرح الجھایا ہوا ہے"۔

"کون یار لوگ"۔

"اوہو بھئی... مجرم لوگ"۔

"حد ہو گئی... یہ مجرم بھی لوگ ہوتے ہیں... میں تو سمجھا تھا... کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہوتے ہیں"۔

"اب تم سے کون مغز مارے؟"۔ محمود نے جل بھن کر کہا اور فون بند کر دیا۔

عین اس لمحے فون کی گھنٹی بجی... اور پھر کسی نے سرد اور پراسرار آواز کہا۔

"زندگی چاہتے ہو تو گاڑی سے اتر جاؤ... اس لیے کہ تمہاری گاڑی میں اسوقت بم رکھ دیا گیا ہے... جب تم فرقان بھائی سے بات کر رہے تھے"۔

"نن نہیں... نہیں... کون ہیں آپ؟"

"بم رکھنے والا"۔ وہ ہنسا.... اب انہوں نے پہچانا.... آواز وہی تھی جو وہ عمارت میں سنتے رہے تھے۔

انہوں نے فوراً" بریک لگائے.... کار کو سڑک سے اتار کر درختوں میں لے گئے.... اور پھر اس میں سے اتر کر سڑک کی طرف دوڑ پڑے.... ایسے میں کسی نے بلند آواز میں کہا۔

"ارے.... رک جاؤ.... کہاں بھاگے جا رہے ہو.... ضرور تم نے کسی کو قتل کر کے اس کی لاش کار کی ڈکی میں چھپا دی ہے.... اور اب کار یہاں چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہو"۔

وہ چونک کر مڑے.... انہوں نے دیکھا.... ایک اکھڑی سی شکل و صورت کا پولیس آفیسران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"تمہاری گاڑی میں لاش نہیں.... بم ہے.... کسی نے بم رکھ دیا ہے اور ابھی ابھی فون پر اطلاع دی ہے"۔

"ہوں! تو اس کار میں بم ہے.... لاش نہیں"۔

"جی ہاں! بالکل"۔

"لیکن میرا ایک دعویٰ ہے.... یہ کہ اس گاڑی میں ایک عدد لاش ہے"۔

"یقین نہیں آیا"۔

"اگر بم ہوا تو بہت جلد پھٹ جائے گا.... کیونکہ دہشت گردی کرنے والے زیادہ لمبا چوڑا وقفہ نہیں دیتے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے"۔

"اور اگر بم نہ پھٹا تو.... تو میں اس گاڑی کی بہت باریک بینی سے تلاشی لوں گا.... کیا اس صورت میں بھی آپ لوگوں کو اعتراض ہو گا"۔ پولیس آفیسر نے منہ بنایا۔

"اعتراض تو اب بھی نہیں ہے.... بس آپ کی موت نہیں چاہتے ہم"۔

"ارے میاں جاؤ.... مجھے ڈراؤ نہیں.... میں ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔

"اچھی بات ہے.... شوق سے کار کی تلاشی لے لیں"۔

پولیس آفیسر کار کی طرف بے دھڑک بڑھا۔

"اب بھی وقت ہے.... رک جائیں.... خطرہ مول نہ لیں.... ورنہ آپ کی زندگی اور موت میں زیادہ فاصلہ نہیں ہے"۔

"ارے میاں جاؤ.... تم یونہی گیدڑ بھبکی دے رہے ہو.... میں نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے.... میں کچی گولیاں نہیں کھیلا.... اس کار میں ایک عدد لاش ہے"۔

"اور جناب.... اگر لاش نہ ہوئی تو؟"

"تو جو چور کی سزا وہ میری"۔

"اول تو اگر اس میں لاش نہیں ہے.... تو بم ہو گا.... بم پھٹے گا.... اور آپ کے پرخچے اڑ جائیں گے.... مان جائیں بات آپ اس کار

کی تلاشی نہ لیں.... یوں بھی آپ اس کار کی تلاشی نہیں لے سکتے"۔

"کیوں نہیں لے سکتا.... ضرور لے سکتا ہوں میں"۔

"یہ کارڈ دیکھ لیں پہلے"۔

محمود نے تنگ آ کر اپنا کارڈ اسے دکھایا.... اسے دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور بولا۔

"دیکھیے.... جناب! قانون سب کے لیے برابر ہے"۔

"اچھا تو آپ دیکھ لیں.... اور یہ ہم آپ کی جان بچانے کے سلسلے میں دکھا رہے ہیں.... ورنہ ضرورت نہیں تھی"۔ محمود نے جل کر کہا.... پھر اس نے اجازت نامہ دکھایا.... اس نے اس کو دیکھ کر بھی یہی کہا۔

"دیکھیے.... جناب! قانون سب کے لیے برابر ہے"۔

"حد ہو گئی.... ارے بابا بم پھٹ جائے گا.... اس وقت ہم جس نامعلوم مجرم سے بھڑے ہوئے ہیں.... اس نے فون کے ذریعے بتایا ہے کہ اس کار میں اس نے بم رکھ دیا ہے"۔

"آئیں بائیں شائیں نہ کریں اور تلاشی لینے دیں"۔

"اچھا تو پھر جائیں"۔ سو نے جھلا کر کہا۔

وہ آگے بڑھا.... تینوں بوکھلا اٹھے.... کیونکہ بلاوجہ اس کا مارے جانا انہیں ناگوار گزرتا.... لہٰذا ایک بار پھر چلائے۔

"مان جائیں.... مان جائیں.... اس میں بم ہے"۔

"ہرگز نہیں.... اس میں لاش ہے"۔

"ارے کیا آپ نجومی ہیں؟"

"نہیں! میں نجومی نہیں ہوں.... لیکن ایک نجومی نے مجھے بتایا تھا کہ آج میرا واسطہ ایک لاش سے پڑنے والا ہے"۔ اس نے بتایا۔

"حد ہو گئی.... اچھا خیر.... اب ہم کیا کر سکتے ہیں.... آپ کی قسمت، ہم نے آپ کو بار بار بتا دیا کہ اس میں لاش نہیں، بم ہے.... ویسے آپ اپنا نام پتا، پولیس اسٹیشن بتا دیں.... تاکہ ہم آپ کے گھر والوں کو اطلاع تو دے دیں.... کہ آپ کا بندہ بم دھماکے کا شکار ہو گیا ہے"۔

"نہیں ڈرا سکتے.... آپ مجھے نہیں ڈرا سکتے.... ہاہاہا.... میں جانتا ہوں.... اس میں لاش ہے"۔

وہ حیران تھے کہ وہ اس قدر یقین سے یہ بات کیوں کہہ رہا ہے.... اس نے قطعاً خوف محسوس نہیں کیا تھا.... جب کہ بم کا نام سن کر اچھے اچھے گھبرا جاتے تھے۔

"پھر وہ کار کے نزدیک پہنچ گیا.... وہ بری طرح گھبرائے ہوئے تھے۔

"ہم اس کے نزدیک بھی نہیں جا سکتے.... اس طرح خود بم کا شکار ہو جائیں گے"۔

"ہاں! یہی مشکل ہے"۔

"تب پھر کیا کریں؟"

"اسے ایک تجویز پیش کرتے ہیں"۔ فرزانہ بولی۔

"ارے تو جلدی کرو.... کرو پیش تجویز.... بلاوجہ مارا جائے گا بے وقوف"۔ فاروق چلایا۔

"اے.... تم نے مجھے بے وقوف کہا.... اب ایک پولیس آفیسر کی بے عزتی کرنے کا مقدمہ بھی بنے گا تم پر"۔ وہ دھاڑا۔

"بھائی آپ جو جی چاہے کر لیجئے گا.... لیکن اس وقت اس کار کے پاس سے ہٹ جائیں.... اچھا ایک تجویز ہے.... آپ ایسا کریں.... پہلے ہمیں گرفتار کر لیں اور یہاں رک کر انتظار کریں.... اگر پندرہ منٹ تک بم نہ پھٹا تو پھر آپ خوشی سے تلاشی لے لیجئے گا"۔

"میں اپنے پندرہ منٹ کیوں ضائع کروں؟"

"حد ہو گئی.... یہ تجویز بھی انہیں قبول نہیں.... گویا مرنے پر کمر باندھ رکھی ہے"۔

"ہاہاہا.... یہ رہی چابیاں.... اب میں ڈکی کھولنے لگا ہوں.... اور ہاں بھئی.... تم بھاگنے کی کوشش نہیں کرو گے"۔

"جی نہیں.... وہ تو ہم ویسے بھی نہیں کر سکتے.... آخر آپ کی لاش کو یونہی تو چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہم"۔

عین اس وقت ڈکی کھل گئی.... انہوں نے اس کی آواز سنی۔

"وہ مارا"۔

لاش

"کک.... کیا مار لیا بھئی؟" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"وہی جو کہا تھا.... میرا نجومی بہت زبردست ہے.... دیکھ لو.... ڈکی میں لاش موجود ہے.... تم تینوں زبردست جھوٹے ہو"۔

"کک.... کیا واقعی؟" وہ ہکلائے۔

"آ کر دیکھ لو"۔

"پہلے آپ ڈکی میں اچھی طرح دیکھ لیں.... کہیں لاش کے ساتھ کوئی بم تو نہیں ہے"۔

"نہیں! یہاں کسی بم کا نام و نشان تک نہیں.... اب تم پھنس گئے ہو پوری طرح"۔

"فرزانہ تم انکل اکرام کو فون کرو، ہم آگے جا کر دیکھتے ہیں"۔

"اچھا"۔ وہ بولی۔

دونوں اب آگے بڑھے.... ویسے انہیں اب بھی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں بم نہ پھٹ جائے.... اس نامعلوم آدمی نے خود انہیں بم کی اطلاع دی تھی.... پھر یہ کیسے ہو گیا تھا کہ کار میں سے لاش نکل آئی

تھی۔
آخر وہ ڈکی کے نزدیک پہنچ گئے۔۔۔ اندر واقعی ایک لاش موجود
تھی۔۔۔ لیکن اس شخص کو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اس
کے جسم پر زخم کا کوئی نشان نہیں تھا۔۔۔ نہ خون ڈکی میں موجود تھا۔۔۔
جب کہ چہرے کا رنگ بالکل نیلا تھا۔۔۔ جس کا مطلب تھا، اسے زہر د
گیا ہے یا پھر اس نے خود زہر کھایا تھا۔۔۔ انہیں باس کا وہ ہال یاد
گیا۔۔۔ جہاں سب جمع تھے اور اس نے ایک کو حکم دیا تھا کہ وہ زہر
کیپسول کھا لے۔۔۔ اور اس نے کھا لیا تھا اور ان کے سامنے دم توڑ گ
تھا۔۔۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ یہ باس کا کوئی غلام تھا۔۔۔ اس
اسے ڈکی میں بیٹھ کر کیپسول کھا لینے کا حکم دیا تھا۔
عجیب باس تھا۔۔۔ لوگ اس کے اشاروں پر فوراً جان دے د
تھے۔۔۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اس نے انہیں بم کی اطلاع کیوں د
جب کہ کار میں کوئی بم نہیں تھا۔۔۔ اور لاش موجود تھی۔۔۔ وہ سوچ
ڈوب گئے۔
"اب کیا سوچنے لگے۔۔۔ اب تو گئے تم لوگ جیل۔۔۔ عمر قی
کم کی سزا تو ہو گی نہیں"۔
"ہم کچھ اور سوچ رہے ہیں"۔ فرزانہ مسکرائی۔
"اور وہ کیا؟"
"آپ کون سے پولیس اسٹیشن پر لگے ہوئے ہیں"۔

"راجن پور"۔ اس نے کہا۔
"آپ کا نام؟"
"سوالات مجھے کرنا تھے اور شروع کر دیے آپ نے"۔ اس نے
ل کر کہا۔
"آپ بھی کر لیجیے گا۔۔۔ نام بتا دیں اپنا"۔
"اختر عباس"۔
"اچھا شکریہ"۔
اب محمود نے راجن پور کے نمبر ملائے۔۔۔ فوراً جواب ملا۔
"یہ راجن پور پولیس اسٹیشن ہے؟"
"جی ہاں"۔
"کیا آپ کے ہاں کوئی کانسٹیبل اختر عباس نام کا بھی ہے؟"
"جی ہاں۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا بات ہے؟"
"اس کی ڈیوٹی آج کہاں تھی؟"
"فین روڈ پر"۔
"شکریہ۔۔۔ آپ یہاں آ جائیں۔۔۔ نون روڈ پر۔۔۔ چوک کے
"۔
"کیوں کیا بات ہے؟" اس بار اکھڑے لہجے میں کہا گیا۔
"آپ کے کانسٹیبل کی ڈیوٹی تھی فین روڈ پر اور یہ موجود ہیں
نون روڈ پر۔۔۔ اور یہاں انہوں نے ایک عدد لاش دریافت کی

ہے..... لہٰذا آپ کو یہاں آجانا چاہیے"۔

"مم..... میں..... میں آ رہا ہوں..... پتا نہیں آپ کیا کہ رہے ہیں..... آپ کا نام کیا ہے"۔

"میرا نام محمود ہے"۔

"اچھی بات ہے..... وہیں ٹھہریں..... اختر کہاں ہے؟"

"پاس ہی موجود ہے"۔

"فون اسے دے دیں"۔

"یہ لیں جناب..... فون"۔ محمود مسکرایا۔

اور اختر کے چہرے پر اب پریشانی نظر آ رہی تھی..... وہ انہیں حیران ہو کر دیکھ رہا تھا..... پھر اس نے کانپتے ہاتھوں سے ریسیور لے اور اپنے انسپکٹر کی بات سننے لگا پھر اس نے کہا۔

"میں اس طرف سے گزر رہا تھا..... سر..... ان پر شک گزرا۔ اپنی کار کھڑی کر کے دوڑ پڑے تھے"۔

پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس نے فون بند کر دیا اور کی طرف بڑھا دیا..... اب محمود نے نون روڈ کے پولیس اسٹیشن کو کیا..... وہاں کے انسپکٹر کو لاش کی اطلاع دی..... اور اپنا نام بتا کر فون کر دیا۔

"یہ..... یہ سب کیا ہے؟"

"یہ تو اب آپ بتائیں گے"۔ محمود مسکرایا۔

میں بتاؤں گا..... کیا مطلب؟"

"ذرا دیر انتظار کر لیں"۔

اور پھر پہلے وہاں اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ پہنچا۔

"ہاں بھئی..... کیا معاملہ ہے؟"

انہوں نے جلدی جلدی اسے ساری بات بتا دی..... اسی وقت ایک پولیس جیپ آ کر رکی اور اس میں سے ایک سب انسپکٹر اترا..... اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

"اختر عباس! یہ کیا ہے..... یہاں تو محکمہ سراغرسانی کی گاڑیاں موجود ہیں"۔

"یہ لوگ ابھی ابھی آئے ہیں سر"۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"آپ لوگ بتائیں..... کیا معاملہ ہے"۔

"ذرا دیر ٹھہریں..... نون روڈ کے سب انسپکٹر بھی آنے والے ہیں"۔

"اوہ! آپ نے انہیں بھی بلا لیا"۔

"ان کا تو علاقہ ہے..... انہیں تو بلانا تھا..... آخر لاش وغیرہ تو وہی اٹھوائیں گے"۔

"اوہ ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں"۔

اور پھر نون روڈ کے سب انسپکٹر وہاں پہنچ گئے۔

"اب انہیں ساری تفصیل سنائی گئی.... سن کر نون روڈ کے انسپکٹر نے کہا۔

"یہ تو تو تھی تفصیل.... اب ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

"ہم اس لاش اور اس کانسٹیبل کو لے جا رہے ہیں"۔

"کانسٹیبل کو کیوں؟" راجن پور کے سب انسپکٹر نے کہا۔

"اس شخص کو کار میں لاش ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ بم کا نام سن کر بھی ذرا پریشان نہیں ہوا اور بے دھڑک کار کی طرف بڑھ گیا.... جب کہ عام زندگی میں لوگ اس طرح بم کی طرف نہیں بڑھتے.... گویا اسے معلوم تھا' کار میں بم نہیں لاش ہے.... ہم اس سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں.... کہ اسے کس طرح یقین تھا"۔

"ہاہا.... نہیں معلوم کر سکتے.... آپ نہیں معلوم کر سکتے"۔ اس نے قہقہہ لگایا۔

راجن پور اور نون روڈ کے سب انسپکٹر بری طرح بوکھلا گئے... کیونکہ اب کانسٹیبل اختر عباس کی حالت کچھ اور تھی.... اس کے چہرے پر ایک عجیب کیفیت نظر آ رہی تھی.... محمود' فاروق اور فرزانہ چونک اٹھے.... فرزانہ نے اپنی جگہ سے بے تحاشہ چھلانگ لگائی.... لیکن اختر عباس اس سے پہلے گر چکا تھا.... اور دم توڑ چکا تھا۔

"یہ.... یہ کیا ہوا؟" سب انسپکٹر چلا اٹھے۔

"وہی.... جس کا اندازہ ہم پہلے ہی لگا چکے تھے.... آپ ک

کانسٹیبل دراصل اس شخص کا غلام ہے.... جس کے چکر میں آج کل ہم ہیں.... ہماری کار کی ڈکی میں لاش اس نے رکھوائی تھی.... دراصل وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ہمیں گرفتار کر لیا جائے.... لیکن ایسا نہ ہو سکا.... اور اتنے سے کام کے لیے اس نے اپنا ایک آدمی موت کے گھاٹ اتار دیا.... حد ہو گئی"۔ محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"اب ہم کیا کریں سر؟"

"اپنے روزنامچے میں لاش ملنے کی تفصیل لکھ دیں اور لکھ دیں.... لاش کو محکمہ سراغرسانی والے لے گئے.... بلکہ دونوں لاشوں کو"۔

"اوہ اچھا"۔

اور پھر وہ دفتر پہنچے.... لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔

"اب کیس میں ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ اس مجرم کے ہاتھ میں اتنا پوٹاشیم سائنائڈ کہاں سے آ گیا.... یہ کوئی عام چیز تو ہے نہیں"۔

"ہوں! یہ واقعی غور طلب بات ہے"۔ اکرام نے فوراً کہا۔

"بلکہ انکل میں تو کہتی ہوں.... فوری طور پر یہ معلوم کریں کہ کس کس ہسپتال میں کتنا کتنا پوٹاشیم سائنائڈ موجود ہے.... اور کیا وہ ریکارڈ کے مطابق بالکل درست مقدار میں موجود ہے.... یا ادھر ادھر کر دیا گیا ہے.... اب جس ہسپتال سے زہر ادھر ادھر ہوا ہے.... سمجھ

لیں.... وہاں کا کوئی ڈاکٹر اس مجرم سے ملا ہوا ہے.... یا مجرم کا غلام ہے"۔

"بہت خوب فرزانہ.... تم نے اس کیس میں تفتیش کو بالکل انوکھا رخ دیا اور میرے خیال میں یہ درست ترین رخ ہے.... کیوں انکل"۔ محمود نے اس کی تعریف کی۔

"بالکل.... میں تو خود حیران ہوں.... فرزانہ کا دماغ کہاں تک جا پہنچتا ہے"۔

"بس یہ نہ پوچھیں.... بعض اوقات تو یہ ایسی جگہ پہنچ جاتا ہے کہ وہاں سے اس کی خیریت کی اطلاع تک نہیں ملتی"۔ فاروق منہ بنایا۔

وہ سب مسکرانے دیے۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہم سب چیکنگ کس طرح کر سکتے ہیں.... یہ تو ایک لمبا چوڑا کام ہے"۔

"اس سلسلے میں ہمیں وزیر صحت سے بات کرنا ہو گی.... ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے احکامات حاصل کرنا ہوں گے اور پھر باری باری تمام ہسپتالوں کو چیک کرنا ہو گا.... کام لمبا ہے یا چھوٹا.... کرنا تو پڑے گا"۔

اب انہوں نے یہ کام شروع کیا.... اور یہ ظاہر نہ کیا کہ وہ کس چیز کا ریکارڈ چیک کر رہے ہیں.... اس طرح آخر کار.... دو دن کی کوشش

اور محنت کے بعد وہ ایک ہسپتال کے رجسٹر میں پوٹاشیم کی کم مقدار پکڑنے میں کامیاب ہو گئے.... یعنی رجسٹر کے مطابق جس قدر زہر ہونا چاہیے تھا.... اس سے بہت کم تھا.... بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا.... یعنی ختم ہونے کے قریب تھا.... انہوں نے لیبارٹری انچارج کو طلب کر لیا.... محمود، فاروق اور فرزانہ پہلے سے خبردار تھے کہ اب کیا ہو سکتا ہے.... لہٰذا وہ اس سے دوستانہ انداز میں ملے.... اور ادھر ادھر کی بات چیت شروع کر دی۔

اس کے چہرے سے خوف دور ہوتا چلا گیا.... پھر وہ ان سے بے خوف ہو کر باتیں کرنے لگا.... محمود اچانک اٹھا اور اس کی کمر پر ایک زبردست دھول ماری.... اس کا منہ پوری طرح کھل گیا.... ساتھ ہی محمود نے ایک زبردست مکا اس کی گدی پر مارا۔

ایک کیپسول اس کے منہ سے نکل کر اچھلا اور دور جا کر گرا.... ساتھ ہی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا.... اور ذرا سا سیال زہر فرش پر پھیل گیا۔

"یہ.... یہ آپ نے کیا کیا؟" وہ چلا اٹھا.... آنکھوں میں حیرت اور خوف دوڑ گیا۔

"ہم اور کر بھی کیا سکتے تھے.... جونہی ہم آپ سے اصل بات شروع کرتے.... آپ اس کیپسول کو چبا لیتے اور ہم پھر ہاتھ ملتے رہ جاتے.... اس کیس میں دراصل اب تک یہی ہوتا رہا ہے"۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"ریکارڈ کے مطابق اس وقت پوٹاشیم سائنائڈ کی بوتل میں سو گرام زہر ہونا چاہیے.... جبکہ اس میں پانچ گرام زہر مشکل سے ہے.... کیا آپ بتا سکتے ہیں.... اتنا زہر کہاں گیا؟" محمود نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔

"آپ لیبارٹری انچارج ہیں.... اور آپ کو نہیں پتا"۔

"اگر کسی نے چرا لیا ہو تو میں کیا بتا سکتا ہوں؟"

"آپ کے منہ سے پوٹاشیم سائنائڈ کا کیپسول نکلا ہے.... اور چرا لیا ہے کسی اور نے.... بہت خوب"۔

"کیا مطلب؟" وہ زور سے اچھلا۔

"یہ زہر ہے"۔ محمود نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔

اور پھر اسے مشین میں کس دیا گیا.... لیکن.... اب وہ بھی بتانے کے قابل نہیں رہا تھا.... یا پھر اسے کچھ معلوم نہیں تھا.... اس نے بھی صرف اس عمارت کے ہال میں جمع ہونے کے بارے میں بتایا اور بس.... پھر وہ شکنجے میں بے ہوش ہو گیا.... جونہی ہوش آیا.... پھر بٹن دبا دیا گیا.... لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔

"اب کیا کریں؟"

"اتوار تک صبر.... اتوار کو پھر ہال میں جمع ہوں گے"۔

"کیا اس بار پھر وہ ہال میں سب کو جمع کرے گا؟"

"ہاں کیوں نہیں.... اسے بھلا کیا خوف"۔

"ارے! ہم نے اب تک اس عمارت کی تلاشی نہیں لی.... ہال کا جائزہ نہیں لیا"۔

"اب ایسا کر لیتے ہیں"۔

"میں ساتھ چلوں گا بھئی"۔ اکرام نے کہا۔

"ضرور انکل.... کیوں نہیں.... یہ تو اور اچھا ہے"۔

اب انہوں نے تلاشی کے وارنٹ حاصل کیے.... اور عمارت کے دروازے پر پہنچ گئے.... دستک کے جواب میں دروازہ کھلا.... اور پھر وہ زور سے اچھلے۔

○☆○
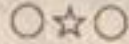
عمارت

دروازہ کھولنے والے اختر رضوانی تھے.... یعنی فرقان بھائی کے دفتر کے انچارج.... وہ چند لمحے تک انہیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے رہے.... آخر محمود نے کہا۔

"آپ کو یہاں دیکھ کر بہت حیرت محسوس ہو رہی ہے"۔

"لیکن کیوں.... یہ میرا گھر ہے"۔ اختر رضوانی بولے۔

"کیا کہا آپ نے.... یہ آپ کا گھر ہے"۔ محمود چلایا۔

"اس میں اس قدر تیز آواز میں بولنے کی کیا ضرورت ہے.... سارے محلے والے مجھے اس طرح دیکھنے لگیں گے.... جیسے میں کوئی بہت بڑا مجرم ہوں"۔

"اوہ! ہمیں افسوس ہے.... دراصل ہم اپنی حیرت پر قابو نہ رکھ سکے"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"خیر.... کوئی بات نہیں"۔

"کیا ہم بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے؟"

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ اس نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

اب وہ اس کے پیچھے عمارت میں داخل ہوئے.... ان کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی.... اختر رضوانی انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے۔

"کیا یہ آپ کی اپنی عمارت ہے؟"

"نہیں.... کرائے کی ہے.... میں نے اس کو بہت مدت پہلے کرائے پر لیا تھا.... اس وقت تو اس کا کرایہ بھی بہت کم تھا.... اسی لیے یہ آج تک میرے پاس ہے.... کہ کرایہ بہت کم دینا پڑتا ہے.... ویسے عمارت کا مالک مجھ سے بہت تنگ ہے.... مجھ سے خالی کرانے پر تلا ہوا ہے کیونکہ اب میری نسبت بہت زیادہ کرایہ دینے والے لوگ اس سے مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ عمارت خالی کرا کے انہیں دی جائے"۔

"اوہ.... اور اس عمارت کا مالک کون ہے"۔

"اس کا نام خادم تیمور ہے.... ۱۰ راج نگر میں رہتا ہے"۔

"اتوار کے روز آپ گھر پر تھے۔

"جی نہیں.... میں کسی بھی اتوار کو شہر میں نہیں ہوتا"۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا.... کیونکہ یہ صورت حال ان کے لیے اور بھی زیادہ دلچسپ تھی.... فرزانہ نے فوراً کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... چھٹی کا دن آپ شہر میں نہیں ہوتے.... کہیں اور ہوتے ہیں"۔

"بالکل یہی بات ہے.... میں اپنے بیوی بچوں کو لے کر ہفتے کی

شام کو ہی اپنے گاؤں چلا جاتا ہوں.... وہاں میرے ماں باپ رہتے ہیں.... ہم چھٹی کا دن ان کے ساتھ گزارتے ہیں"۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات.... اچھا اب ذرا یہ بتا دیں کہ عمارت کے مالک کے پاس تو اس عمارت کی چابیاں نہیں ہوتیں؟"

"ہرگز نہیں.... اس کے پاس چابیاں ہونے کا کیا کام؟"

"تب پھر یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے جناب"۔ محمود مسکرایا۔

"کون سی بات؟"

"آپ فرقان بھائی والے معاملے سے اچھی طرح واقف ہیں.... جو پراسرار آدمی وہ سارا چکر چلا رہا ہے.... اپنے ٹھکانے کے طور پر وہ اس عمارت کو استعمال کرتا ہے.... ہر اتوار کو اس کے آدمی یہاں جمع ہوتے ہیں.... اور اس سے احکامات حاصل کرتے ہیں"۔

"یہ ضرور کوئی گپ ہے.... یا من گھڑت کہانی"۔ اختر رضوانی نے منہ بنایا۔

"ہم اس اتوار کو خود یہاں موجود تھے؟"

"کیا کہا آپ نے.... آپ لوگ خود یہاں موجود تھے"۔

"یہ ایک عجیب و غریب سلسلہ بن گیا اختر رضوانی صاحب.... آپ ذرا غور کریں.... فرقان بھائی کے گھر پر ایک شخص آتا ہے.... وہ ان سے کہتا ہے کہ پچاس ہزار روپے وصول کر کے رسید لکھ دیں....

اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میری لاش شہر میں کسی سڑک پر پڑی ملے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے.... دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوتا ہے.... اب آپ فرقان بھائی کے آفیسر ہیں.... اس کے دفتر کے انچارج ہیں.... جس میں وہ کام کرتے ہیں.... لہٰذا آپ ان کی مدد کرتے ہیں.... پولیس سے بات کرتے ہیں.... ادھر ہم تفتیش کرتے اس عمارت تک آ جاتے ہیں.... یہاں باس کے غلام بھی جمع ہوتے ہیں.... باس کی آواز سنائی دیتی ہے.... وہ اپنے غلاموں کو ہدایات دیتا ہے.... پھر ہمیں یہاں سے جانے کی اجازت دیتا ہے.... اس لیے ہم نے سوچا کیوں نہ اس عمارت کا بھی جائزہ لیا جائے.... جائزہ لینے کے لیے جب ہم یہاں آتے ہیں.... تو آپ ہمیں نظر آتے ہیں.... اب آپ کا کہنا یہ ہے.... کہ آپ نے یہ عمارت کرائے پر لے رکھی ہے.... البتہ آپ اتوار کے روز اس عمارت میں نہیں ہوتے.... اتوار کو وہ نامعلوم باس اس کا استعمال کرتا ہے.... لہٰذا آپ ہی بتائیں.... ہم اس سے کیا اندازہ لگائیں"۔ محمود کہتا چلا گیا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں.... میری تو عقل خود دنگ ہے"۔ انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"خیر.... آپ ہمیں یہ عمارت دکھا تو سکتے ہیں"۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں.... میں ذرا اپنے بچوں کو ایک طرف کر دیتا ہوں"۔ انہوں نے کہا۔

شام کو ہی اپنے گاؤں چلا جاتا ہوں.... وہاں میرے ماں باپ رہتے ہیں.... ہم چھٹی کا دن ان کے ساتھ گزارتے ہیں"۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات.... اچھا اب ذرا یہ بتا دیں کہ عمارت کے مالک کے پاس تو اس عمارت کی چابیاں نہیں ہوتیں؟"

"ہرگز نہیں.... اس کے پاس چابیاں ہونے کا کیا کام؟"

"تب پھر یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے جناب"۔ محمود مسکرایا۔

"کون سی بات؟"

"آپ فرقان بھائی والے معاملے سے اچھی طرح واقف ہیں.... جو پراسرار آدمی وہ سارا چکر چلا رہا ہے.... اپنے ٹھکانے کے طور پر وہ اس عمارت کو استعمال کرتا ہے.... ہر اتوار کو اس کے آدمی یہاں جمع ہوتے ہیں.... اور اس سے احکامات حاصل کرتے ہیں"۔

"یہ ضرور کوئی گپ ہے.... یا من گھڑت کہانی"۔ اختر رضوانی نے منہ بنایا۔

"ہم اس اتوار کو خود یہاں موجود تھے؟"

"کیا کہا آپ نے.... آپ لوگ خود یہاں موجود تھے"۔

"یہ ایک عجیب و غریب سلسلہ بن گیا اختر رضوانی صاحب.... آپ ذرا غور کریں.... فرقان بھائی کے گھر پر ایک شخص آتا ہے.... جو ان سے کہتا ہے کہ پچاس ہزار روپے وصول کر کے رسید لکھ دیں....

اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میری لاش شہر میں کسی سڑک پر پڑی ملے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے.... دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوتا ہے.... اب آپ فرقان بھائی کے آفیسر ہیں.... اس کے دفتر کے انچارج ہیں.... جس میں وہ کام کرتے ہیں.... لہٰذا آپ ان کی مدد کرتے ہیں.... پولیس سے بات کرتے ہیں.... ادھر ہم تفتیش کرتے اس عمارت تک آ جاتے ہیں.... یہاں باس کے غلام بھی جمع ہوتے ہیں.... باس کی آواز سنائی دیتی ہے.... وہ اپنے غلاموں کو ہدایات دیتا ہے.... پھر ہمیں یہاں سے جانے کی اجازت دیتا ہے.... اس لیے ہم نے سوچا کیوں نہ اس عمارت کا بھی جائزہ لیا جائے.... جائزہ لینے کے لیے جب ہم یہاں آتے ہیں.... تو آپ ہمیں نظر آتے ہیں.... اب آپ کا کہنا یہ ہے.... کہ آپ نے یہ عمارت کرائے پر لے رکھی ہے.... البتہ آپ اتوار کے روز اس عمارت میں نہیں ہوتے.... اتوار کو وہ نامعلوم باس اس کا استعمال کرتا ہے.... لہٰذا آپ ہی بتائیں.... ہم اس سے کیا اندازہ لگائیں"۔ محمود کہتا چلا گیا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں.... میری تو عقل خود دنگ ہے"۔ انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"خیر.... آپ ہمیں یہ عمارت دکھا تو سکتے ہیں"۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں.... میں ذرا اپنے بچوں کو ایک طرف کر دیتا ہوں"۔ انہوں نے کہا۔

"ضرور"۔ وہ مسکرائے۔

چند منٹ بعد وہ آئے اور انہیں عمارت کا ہر حصہ دکھانے لگے۔۔۔ لیکن اس میں وہ ہال کہیں بھی نظر نہ آیا۔۔۔ اب تو وہ اور حیران ہوئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" محمود چلایا۔

"جی۔۔۔ کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"اس عمارت میں اب وہ ہال نہیں ہے۔۔۔ جس میں تمام غلام جمع ہوئے تھے"۔

"اسی لیے تو میں کہتا ہوں۔۔۔ آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ وہ کوئی اور عمارت ہو گی"۔

"نن نہیں۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہمارے پاس اس سلسلے میں گواہ موجود ہیں۔۔۔ اس وقت عمارت کے باہر سادہ لباس والے موجود تھے۔۔۔ وہ سب اس بات کی گواہی دیں گے"۔

"تب پھر آپ ان کی گواہی لے ہی لیں"۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ کو اب بھی یقین نہیں"۔

"یقین آنے والی کوئی بات بھی تو ہو"۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ ہم چند سادہ لباس والوں کو یہاں بلواتے ہیں۔۔۔ دیکھئے ہم فون بھی آپ کے سامنے کر رہے ہیں۔۔۔ اور ان سے صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ کل جس عمارت کو گھیرا گیا تھا۔۔۔ ایک بار پھر

وہیں آ جائیں"۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہاں کوئی نہیں آئے گا"۔

"یہ آپ کی خوش فہمی ہے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

پھر موبائل پر رابطہ کیا گیا تھا۔۔۔ اور صرف اتنا کہا گیا کہ کل جس عمارت کے باہر آپ لوگوں کو مقرر کیا گیا تھا۔۔۔ اسی کے باہر آ جائیں۔

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔۔۔ اب وہ لگے انتظار کرنے۔۔۔ پندرہ منٹ بعد محمود نے کہا۔

"فاروق! کھڑکی سے باہر جھانکو۔۔۔ وہ لوگ آئے یا نہیں"۔

"ابھی صرف پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔۔۔ راستہ کم از کم بیس منٹ کا ہے"۔

"اچھا خیر پانچ منٹ اور سہی"۔

پانچ منٹ بعد باہر دیکھا گیا۔۔۔ وہاں سادہ لباس والے نظر آ گئے۔۔۔ اب محمود نے ان میں سے صرف ایک کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جب وہ اندر ان کے سامنے پہنچ گیا تو محمود نے کہا۔

"کل آپ کی ڈیوٹی اس عمارت کے باہر لگی تھی"۔

"یس سر"۔ اس نے فوراً کہا۔

"پھر کیا ہوا تھا یہاں؟"

"آپ لوگ اندر پھنس گئے تھے۔۔۔ پھر مجرم نے آپ کو خود ہی

جانے دیا.... اس طرح ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم واپس چلے جائیں"۔

"اور آپ لوگ واپس چلے گئے تھے؟"

"جی نہیں.... یہاں سے ہٹ ضرور گئے تھے.... لیکن کچھ فاصلے پر پہنچ کر رک گئے تھے.... کیونکہ اس بات کا امکان تھا کہ باس نے ہمیں دیکھ کر آپ ہی لوگوں کو جانے کی اجازت دی ہو اور جب وہ یہ دیکھے کہ ہم لوگ جا چکے ہیں تو پھر آپ پر عمارت کے دروازے بند کر دے"۔

"پھر.... اس کے بعد"؟" محمود نے کہا۔

"پھر جب آپ لوگ باہر آ گئے اور خیر و عافیت سے اس جگہ سے رخصت ہو گئے.... تب ہم یہاں سے رخصت ہوئے.... لیکن"۔ سادہ لباس والا کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن یہ کہ اس کے بعد بھی ہم نے اپنے دو ساتھیوں کو عمارت کی نگرانی کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور باقی لوگ رخصت ہو گئے تھے"۔

"بہت خوب.... ان دو میں سے ایک کو اندر بھیج دیں.... جو بعد میں بھی یہاں رہے"۔

"ان دو میں سے ایک آپ کے سامنے موجود ہے، یعنی میں"۔

"اوہ اچھا"۔

اب وہ اختر رضوانی کی طرف مڑے۔

"ہاں! مسٹر رضوانی.... اب بتائیں.... آپ کیا کہتے ہیں"۔

"پہلے تو آپ ان سے پوری بات معلوم کریں نا.... اس نگرانی کا کیا نتیجہ نکلا؟"

"آپ باہر جائیں"۔ محمود نے سادہ لباس والے سے کہا۔

"یس سر".... اس نے کہا.... ایڑیوں پر گھوما اور باہر نکل گیا۔

"یہ کیا! میں نے تو کہا تھا.... اس سے نگرانی کا نتیجہ معلوم کریں"۔

"وہ ہم بعد میں پوچھیں گے.... آپ پریشان نہ ہوں.... اور اب بتائیں.... آپ کیا کہتے ہیں.... یعنی یہ وہی عمارت ہے یا ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔

"میں تو اب بھی یہی کہوں گا کہ آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔

"تب پھر اب ہم یہ بات ثابت کریں گے کہ یہ وہی عمارت ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"اور آپ کس طرح ثابت کریں گے"۔ انہوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"ہمارا کام ہی یہ ہے.... دن رات ثابت ہی تو کرتے رہتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... کریں پھر ثابت.... لیکن میں ایک بات بتائے دیتا ہوں"۔ انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"آپ یہ بات ثابت کرنے کے باوجود مجھے مجرم بنانے کی کوشش نہ کریں.... آپ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے.... اس لیے کہ میں مجرم نہیں ہوں.... صاف ظاہر ہے.... کوئی خفیہ طریقے سے عمارت اتوار کے اتوار استعمال کرتا رہا ہے.... اور اتوار کے روز میں بیوی بچوں سمیت اپنے گاؤں میں ہوتا ہوں.... میرا یہ طریقہ سالہا سال پرانا ہے.... آپ گاؤں والوں سے جا کر پوچھ سکتے ہیں.... اب اگر پورا گاؤں اس بات کی تصدیق کر دے.... کہ ہاں جناب.... ہر اتوار ان کے ساتھ گزارتے ہیں.... ان کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے ہیں.... تو آپ مجھے مجرم کس طرح ثابت کر سکتے ہیں"۔

"آپ تو بہت آگے نکل گئے"۔ محمود مسکرایا۔

"آگے نکل گیا.... کیا مطلب"؟" وہ چونک کر بولا۔

"ہاں! دیکھئے نا.... ہم تو ابھی صرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس عمارت میں آئے تھے اور یہاں مجرم اپنے لوگوں کو ہر اتوار کو جمع کرتا ہے.... اس اتوار کو ہم بھی یہاں تھے.... آپ چونکہ اس بات سے انکاری ہیں.... اس لیے پہلے ہم یہ ثابت کرنا چاہ رہے تھے.... لیکن آپ' اپنے آپ کو مجرم ثابت کروانے' نہ کروانے پر تل

گئے ہیں.... ہم نے ابھی تک شاید ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ مجرم آپ ہیں.... باقی رہی شک کی بات.... شک تو ہم اپنے آپ پر بھی کرتے ہیں"۔

"کیا مطلب.... یہ کیا بات ہوئی.... اپنے آپ پر بھی کوئی شک کرتا ہے بھلا"۔

"ہاں! ہر کیس میں ہم یہ ضرور سوچتے ہیں.... کہ کہیں اس کیس کے مجرم ہم ہی تو نہیں ہیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"کیوں مذاق کرتے ہیں"۔

"چلئے خیر.... کوئی بات نہیں.... آپ مذاق سمجھ لیں اس بات کو' ہمیں کوئی اعتراض نہیں' اب بتائیں.... یہ بات ثابت کریں یا نہیں کہ ہم یہاں تھے؟"

"ضرور کریں.... کم از کم اس بات سے مجھے یہ یقین ہو جائے گا کہ عمارت کوئی استعمال کرتا ہے"۔

"بہت بہتر.... یہ دیکھئے.... ہم اس کاغذ پر اپنی انگلیوں کے نشانات لے رہے ہیں.... اب ہم مختلف جگہوں سے نشانات اٹھا کر ان سے ملائیں گے.... اگر نشانات آپس میں مل گئے تو سمجھ لیجئے گا.... ہم یہاں موجود تھے"۔

"چلئے ٹھیک ہے.... بہت صاف اور سادہ ترکیب ہے"۔

انہوں نے نشانات ملا کر دکھائے.... وہ مل گئے۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"یہی کہ مجرم میری اس عمارت کو استعمال کرتا رہا ہے"۔

"چلئے خیر... اب آپ اپنے گاؤں کا نام پتا بتائیں"۔

"گاؤں کا نام ہے شہریار گاؤں... وہاں میرا پتا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں... جس سے پوچھیں گے... بتا دے گا"۔

"شکریہ... ہم سیدھے گاؤں جا رہے ہیں"۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا"۔

"لیکن یہ بات نوٹ کر لیں... ہم اب آپ پر شک کر رہے ہیں"۔

"وہ آپ بتا چکے ہیں... آپ تو اپنے آپ پر بھی شک کرتے ہیں"۔

وہ مسکرا دیے... اور پھر اسی وقت گاؤں پہنچے... کیونکہ گاؤں شہر سے زیادہ دور نہیں تھا۔

گاؤں کے لوگ فوراً ان کے گرد جمع ہو گئے۔

"کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں... اختر رضوانی صاحب یہاں کہاں رہتے ہیں؟"

"اب وہ یہاں نہیں رہتے... شہر میں رہتے ہیں"۔ ایک دیہاتی نے کہا۔

"میرا مطلب ہے... ان کا گھر کہاں ہے"۔

"گھر ہم آپ کو دکھا دیتے ہیں... بہت پرانا گھر ہے ان کا... ان کے باپ دادا بھی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے... بلکہ یوں کہہ لیں... ان کا پورا خاندان اسی گاؤں کا رہنے والا تھا... اب بھی ان کے خاندان کے بہت سے لوگ یہاں رہتے ہیں"۔

"بہت خوب... شکریہ... اب تو وہ گاؤں نہیں آتے ہوں گے"۔ فرزانہ بولی۔

"کیا بات کرتے ہیں... وہ اس گاؤں کے اور گاؤں کے لوگوں کو بھولے نہیں... ہر اتوار کو اپنے بیوی بچوں سمیت یہاں آتے ہیں... ہم لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں... اکثر ہم لوگوں کی دعوت کرتے ہیں... سب سے ملتے جلتے ہیں... ہمارے دکھ سکھ میں شرکت کرتے ہیں"۔

"ہوں... بہت خوب... اختر صاحب گاؤں سے کب گئے تھے"۔

"مدت ہو گئی"۔

"پھر بھی... کتنے سال ہو گئے ہوں گے"۔

"بیس سال تو ضرور ہو گئے ہوں گے"۔

"چلئے پھر ذرا ان کا گھر دکھا دیں"۔

"ضرور جناب! کیوں نہیں"۔

وہ لوگ انہیں اختر رضوانی کے گھر لے آئے... گاؤں میں یہ پختہ اور شان دار مکان تھا... لیکن تھا پرانا... اور بہت بڑا۔

"کیا ہم اس کو اندر سے دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہمارے پاس چابی نہیں ہے۔"

"ہوں.... ہم چابی کے بغیر بھی اندر سے اس کو دیکھ سکتے ہیں.... اگر آپ لوگ اجازت دے دیں۔"

"ہم بھلا کیسے اجازت دے سکتے ہیں؟"

"دے سکتے ہیں.... ہم فون پر ان سے اجازت لے لیتے ہیں.... وہ فون پر آپ سے کہہ دیں گے.... پھر تو آپ اجازت دے دیں گے نا۔"

"اس صورت میں بھلا ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے۔"

"شکریہ۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

اب انہوں نے فون پر اختر رضوانی سے رابطہ کیا.... محمود کی آواز سن کر وہ بولے۔

"آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں۔"

"آپ کے گاؤں سے۔" وہ مسکرائے۔

"اوہ! آپ وہاں پہنچ بھی گئے.... کمال ہے۔" وہ حیران ہو کر بولے۔

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔"

"خیر.... فرمائیے.... اب مسئلہ کیا ہے؟"

"ہم آپ کے مکان کو اندر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ! لیکن چابی تو میرے پاس ہے۔"

"ہم تالا کھولے بغیر اندر داخل ہو سکتے ہیں.... گاؤں والے سیڑھی کا انتظام کر ہی دیں گے.... بس ذرا آپ ان سے کہہ دیں۔"

"اچھی بات ہے.... مجھے کوئی اعتراض نہیں.... میں تو چاہتا ہوں.... آپ کا ذہن میری طرف سے صاف ہو جائے۔"

اور پھر گاؤں کے ایک ذمے دار آدمی سے ان کی بات کرائی گئی.... جب اس آدمی کا اطمینان ہو گیا کہ واقعی اختر رضوانی فون پر بات کر رہے ہیں.... تو اس نے انہیں اجازت دے دی.... بلکہ سیڑھی کا بندوبست بھی کر دیا.... اس طرح وہ اس مکان کے اندر داخل ہوئے.... مکان اندر سے بالکل صاف ستھرا تھا.... کسی چیز پر گرد نظر نہ آئی.... گویا یہ بات بالکل درست تھی کہ وہ ہر اتوار وہاں آتے تھے۔

اس مکان میں کوئی خاص بات نہیں تھی.... البتہ ڈرائنگ روم میں دو بڑے سائز کی تصاویر لگی ہوئی تھیں.... یہ دو بوڑھوں کی تصاویر تھیں.... محمود نے اپنے کیمرے کے ذریعے یہ دونوں تصاویر لے لیں.... اسی وقت کیمرے سے تصاویر نکل آئیں.... باہر نکل کر انہوں نے تصاویر گاؤں والوں کو دکھائیں اور پوچھا۔

"یہ کن کی تصاویر ہیں بھلا؟"

"اختر رضوانی کے والد اور دادا کی.... ان کے نام اقرار رضوانی

اور وقار رضوانی ہیں"۔
"بہت خوب... شکریہ... آپ لوگوں نے ہماری بہت مدد کی...
ہم آپ لوگوں کو یاد رکھیں گے"۔
"یہ تو کوئی کام ہی نہیں تھا جناب... اور ہاں آپ نے لسی پانی تو
پیا ہی نہیں"۔
"بس شکریہ"۔
"نہیں جناب! یہ اچھا نہیں لگتا نا... آپ لسی پانی پی کر
جائیں"۔
"اچھا خیر"۔
اور پھر انہیں مٹکے والی لسی پلائی گئی... انہیں بہت لطف آیا...
پھر وہ وہاں سے رخصت ہوئے۔
"یہ شخص تو مجرم دکھائی نہیں دیتا"۔
"کوئی بات نہیں... ہم بھی زبردستی انہیں مجرم ثابت نہیں کرنا
چاہتے... نہ ہمیں ان سے کوئی ضد ہے... ہمارے لیے عجیب بات یہ
تھی کہ ان کی عمارت میں مجرم اور اس کے غلام جمع ہوتے ہیں... اور
انہیں پتا تک نہیں... لیکن اب معلوم ہو گیا کہ ایسا اس لیے ہوتا رہا
ہے کہ وہ اتوار کو شہر میں ہوتے ہی نہیں... لہٰذا ہم اپنا شک رفع کر
دیتے ہیں"۔
وہ گھر پہنچے... انسپکٹر جمشید کا وہی حال تھا... خان رحمان اور

پروفیسر داؤد بدستور ان کے ساتھ تھے اور کافی فکرمند... پھر اکرام بھی
وہیں آ گیا... اب سب سر جوڑ کر بیٹھے... صرف انسپکٹر جمشید ان سے
الگ تھلگ رہے۔
"گاؤں میں کیا رہا؟"
انہوں نے انہیں تفصیلات سنا دیں۔
"اس کا مطلب ہے اختر رضوانی پر شک نہیں کیا جا سکتا"۔
"خیر... شک تو ہم اب بھی کر سکتے ہیں... لیکن ہمارے پاس
کوئی مضبوط وجہ نہیں رہی... ارے ہاں... یہ دو تصاویر رکھ لیں...
ان کو ریکارڈ میں چیک کر لیجیے گا"۔
یہ کہہ کر محمود نے اختر رضوانی کے والد اور دادا کی تصاویر اسے
دے دیں... اکرام نے ان پر ایک نظر ڈالی... اور ان کو جیب میں رکھ
لیا۔
"گویا... یہ چہرے آپ کے دماغ کے کمپیوٹر میں نہیں ہیں"۔
"نہیں... بالکل نہیں"۔ انہوں نے کہا۔
"تب پھر... اختر رضوانی مجرم نہیں ہے"۔ محمود نے فیصلہ کن
انداز میں کہا۔
"یہ کیا بات ہوئی... اس کے مجرم ہونے نہ ہونے کا ان تصاویر
سے کیا تعلق"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔
"پتا نہیں... میرے ذہن میں کیا بات آئی تھی... اور میں یہ

کیوں کہ گیا"۔ محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"میرا خیال ہے... اب ہمیں دوسرے رخ سے کام شروع کر دینا چاہیے"۔

"ہاں بالکل... ہم وقت کیوں ضائع کریں... آؤ چلیں... انکل یہیں ٹھہریں گے"۔

"ہاں! یہ بہت ضروری ہے"۔ وہ بولے۔

وہ اسی وقت گھر سے نکل آئے... اور فرقان بھائی کے گھر پہنچے... اس نے انہیں حیرت زدہ انداز میں دیکھا۔

"جی فرمایئے... کیسے آنا ہوا؟"

"اس وقت تک کتنے آدمی رقم جمع کرا چکے ہیں"۔

"اب تو دن میں کئی کئی آنے لگے ہیں"۔

"اور آپ سب سے رقمیں وصول کر رہے ہیں"۔

"ہاں جی! میں اور کیا کر سکتا ہوں"۔ اس نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"اور کتنی رقم جمع ہو چکی ہے؟"

"شاید چالیس لاکھ"۔

"واہ! کافی تیز رفتار ہے... چند دنوں میں کروڑ پتی تو بن ہی جائیں گے"۔

"کک... کیا مطلب... کون کروڑ پتی بن جائے گا"۔

"آپ اور کون"۔

"جی کیا مطلب؟"

"جی ہاں آپ ہی اس کیس کے مجرم ہیں"۔ محمود نے بے دھڑک کہا۔

"کیا!!!"

وہ بری طرح اچھلا... آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

○☆○
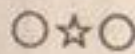
نئی بات

چند لمحے وہ انہیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہا.... پھر اس نے کہا۔

"یہ آپ نے کیا کہا.... میں مجرم ہوں"۔

"ہاں! اس لیے کہ آپ کے اور اختر رضوانی کے سوا اس کیس میں ہمیں کوئی اور آدمی نظر نہیں آتا.... جسے مجرم سمجھا جائے"۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں"۔

"ہاں! کمال تو خیر ہم کرتے ہیں.... اس میں کوئی شک نہیں"۔

"بھلا میرا اس کیس سے کیا تعلق؟"

"تعلق نہیں ہے تو رقوم دھڑا دھڑ آپ کے پاس کیوں آ رہی ہیں؟"

"لیکن یہ کیسی رقوم ہیں.... میں تو ان میں سے ایک روپیہ بھی نہیں لے سکتا"۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں.... لیکن ہمیں کیا پتا.... آپ نے اب تک کتنے نکلوا لیے ہوں"۔

"حد ہو گئی.... آپ بیلنس چیک کر لیں"۔

"ہمیں کیا پتا.... اب تک کتنے لوگ کتنی رقم دے گئے ہیں"۔

"تب پھر آپ اپنا ایک آدمی میرے گھر پر چھوڑ دیں.... جب بھی کوئی آئے گا.... وہ رقم چیک کر لیا کرے گا.... اس طرح آپ کے پاس ریکارڈ ہو گا"۔ اس نے جل بھن کر کہا۔

وہ لاجواب ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے.... پھر فرزانہ نے کہا۔

"یہ سکیم آپ کے ذہن میں خوب آئی"۔

"کیا مطلب.... کیسی سکیم؟"

"اختر رضوانی دفتر میں آپ کے آفیسر ہیں.... ان کے بارے میں آپ کو ساری باتیں معلوم ہیں.... یہ کہ وہ ہر اتوار کو اپنے گاؤں ضرور جاتے ہیں.... ماتحت ہونے کے ناتے آپ کو اکثر ان کے گھر بھی جانا پڑتا ہو گا.... جاتے رہتے ہیں نا؟"

"ہاں تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے.... کیا اتنی سی بات سے میں مجرم ثابت ہو جاؤں گا"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا.... محمود اور فرزانہ مسکرا دیے۔

"پتا نہیں.... آپ کیا باتیں کر رہے ہیں"۔

"سوال یہ ہے کہ آپ نے اتنے لوگوں کو غلام کیسے بنا لیا؟"۔

"مم... میں نے بنا لیا' کیا بات کرتے ہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔

"چلائیں نہیں... آپ اس دفتر میں ملازمت کرنے سے پہلے کیا کرتے تھے؟"

"مم... میں... میں بیکار تھا"۔

"بہت خوب! آپ بیکار تھے... آپ کو اس محکمے میں ملازمت کیسے مل گئی تھی؟"

"اس دفتر میں چند جگہیں خالی تھیں... اخبار میں اشتہار شائع ہوا تھا... بس میں نے درخواست دے دی اور مجھے ملازمت مل گئی"۔ اس نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... بغیر کسی کی سفارش کے ملازمت مل گئی تھی؟"

"اختر رضوانی صاحب نے ہی سفارشی نوٹ لکھ دیا تھا' اس لیے کہ میں ٹسٹ میں بہت نمایاں رہا تھا"۔

"آپ کا اختر رضوانی صاحب سے پہلے سے تو کوئی تعلق نہیں تھا"۔

"جی نہیں... بالکل نہیں"۔

اور پندرہ سال سے آپ بھی اسی جگہ پر ملازم ہیں... اختر صاحب بھی... نہ ان کا کبھی تبادلہ ہوا' نہ آپ کا... یہ کیسے ممکن ہے؟" محمود نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اس بارے میں آپ اختر رضوانی صاحب سے بات کریں... میرا تبادلہ کرنا نہ کرنا ان کے ہاتھ کی بات تھی... لیکن ان کا اپنا کیوں نہیں ہوا... یہ وہ بتائیں گے"۔

"ہم ابھی فون پر ان سے بات کرتے ہیں"۔

محمود نے اختر رضوانی صاحب کے نمبر ملائے... سلسلہ ملتے ہی وہ بولا۔

"اختر رضوانی صاحب! آپ سے ایک سوال ہے... آخر پندرہ سال سے آپ ایک ہی سیٹ پر کیسے کام کر رہے ہیں... آپ کا تبادلہ کیوں نہیں ہوا؟"

"افسران کی مرضی... اس میں میں کیا کر سکتا ہوں"۔

"اور فرقان بھائی کا تبادلہ کیوں نہیں کیا آپ نے؟"

"یہ شخص مجھے بہت پسند ہے"۔

"ہوں! اچھا شکریہ... آپ کے آفیسر کا نام؟"

"شہاب توقیری... ڈپٹی سیکرٹری خارجہ"۔

"اوہ... کیا مطلب... کیا آپ ان کے ماتحت ہیں؟"

"ہاں... ہمارا محکمہ براہ راست ان کا ماتحت ہے"۔

"اور کیا شہاب توقیری صاحب بھی پندرہ سال سے ڈپٹی سیکرٹری چلے آرہے ہیں؟"

"جی ہاں بالکل"۔

"ان کا بھی تبادلہ نہیں کیا گیا"۔

"نہیں"۔ انہوں نے کہا۔

"آخر کیوں؟" وہ چلا اٹھا۔

"یہ آپ توقیری صاحب سے پوچھیں"۔

"ہوں اچھا ٹھیک ہے"۔

فون بند کر کے انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ... یہ کیا چکر ہے... فرقان بھائی کا پندرہ سال سے تبادلہ نہیں ہوا' اختر رضوانی صاحب کا بھی تبادلہ نہیں ہوا اور نہ توقیری صاحب کا ہوا... یہ بات حلق سے اترے تو کیسے"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ کیس تو ہمیں بنا دے گا گھن چکر"۔ فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"تب پھر اس کا ایک ہی حل ہے"۔ فاروق مسکرایا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ ہم خود اسے گھن چکر بنا دیں"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"پتا نہیں... یہ کوئی بات ہوئی یا نہیں... میں اس چکر میں نہیں پڑتا"۔

"تب پھر کیوں نہ توقیری صاحب سے ملاقات کر لی جائے"۔

"بالکل... فون پر بات کر کے مزا نہیں آتا"۔

وہ اسی وقت شہاب توقیری کے ہاں پہنچے... ان سے علیک سلیک ہوئی۔

"اب کیسے آنا ہوا بھئی"۔ ان کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"جی بس کیا بتائیں... ہم لوگ دراصل آنے جانے پر مجبور ہیں... اختر رضوانی صاحب آپ کی ماتحتی میں ہیں نا... محکمہ شماریات کے"۔

"ہاں! بالکل"۔

"پندرہ سال سے وہ ایک ہی سیٹ پر کیوں موجود ہیں؟"

"نن... نہیں... نہیں... نہیں"۔ وہ خوف زدہ آواز میں چلائے... ان کی آنکھوں میں حد درجے خوف دوڑ گیا... ہاتھوں میں کپکپی نظر آنے لگی۔

وہ حیرت زدہ رہ گئے... یہ سوال ایسا سوال ہرگز نہیں تھا کہ جس سے پوچھا جائے' وہ اس حد تک خوف زدہ ہو جائے۔

"آپ تو... سر... آپ کو کیا ہو گیا؟" محمود بوکھلا اٹھا۔

"فوراً میرے دفتر سے نکل جائیں... اگر ایک منٹ کی بھی دیر کی تو فوراً گرفتار کرا دوں گا"۔

انہیں ایک اور جھٹکا لگا۔

"اور آپ گرفتار کس الزام میں کریں گے"۔

"دفتر کی میز سے ایک فائل چراتے ہوئے دیکھا ہے میں نے تم

لوگوں کو.... وجہ کوئی چھوٹی سی نہیں"۔

"وجہ تو یہ کافی بڑی ہے.... لیکن اگر واقعی وجہ ہو.... اور اگر یہ صرف الزام ہوا تو سر"۔ محمود مسکرایا۔

"پولیس کو کیسے پتا چلے گا کہ یہ صرف ایک الزام ہے؟" شہاب توقیری بولے۔

"لیکن اب ہمارے لیے بھی تو ایک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے سر"۔

"کیا مطلب.... کیا مسئلہ؟" وہ بولے۔

"دیکھیے نا.... ہم نے آپ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ اختر رضوانی کا پندرہ سال سے تبادلہ کیوں نہیں کیا گیا.... یہ سوال کوئی خوفناک سوال نہیں تھا' پھر آپ اس قدر خوف زدہ کیوں ہو گئے.... وجہ معلوم کیے بغیر اگر ہم گئے تو بہت الجھن میں رہیں گے"۔

"تو رہیں الجھن میں.... میری بلا سے.... میں کیا کروں"۔

"مہربانی فرما کر ہماری الجھن دور کر دیں.... اس میں اس قدر خوف زدہ ہونے والی کون سی بات ہے؟"

"میں نے یہ کہا تھا کہ اگر ایک منٹ کے اندر اندر آپ لوگ یہاں سے نہیں چلے گئے تو میں آپ کو گرفتار کرا دوں گا.... لیکن آپ اب تک یہاں موجود ہیں' لہٰذا میں پولیس کو بلوا رہا ہوں"۔

"آپ کی مرضی.... لیکن آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ پولیس ہمیں گرفتار نہیں کرے گی"۔ محمود منہ بنایا۔

"کیسے ہو سکتا ہے.... میں پولیس کو لکھ کر دوں کہ آپ لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے.... کیونکہ آپ میری میز سے ایک فائل چرا رہے تھے.... اور وہ گرفتار نہ کرے"۔

"تجربہ کر لیں"۔

"او کے"۔ یہ کہ کر انہوں نے ایک بٹن دبا دیا.... اور بولے۔

"میرے کمرے میں فوری طور پر پولیس کی ضرورت ہے.... چند مجرموں کو گرفتار کرنا ہے"۔

"او کے سر"۔ آواز آئی.... اور انہوں نے بٹن آف کر دیا۔

"مجرموں کو نہیں سر.... ملزموں کو.... فی الحال آپ ہم پر الزام لگائیں گے"۔

"چلیے.... یہی سہی"۔ اس نے منہ بنایا۔

چند منٹ بعد ایک پولیس آفیسر اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم.... ہمارے لیے کیا حکم ہے.... ارے.... یہ.... یہاں تو محمود' فاروق اور فرزانہ صاحبان موجود ہیں.... تب پھر ہماری کیا ضرورت ہے؟"

"انہی کے لیے تو آپ کو بلایا ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب سر؟"

"ان تینوں کو گرفتار کر لیں"۔

"ارے باپ رے... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر"۔ پولیس آفیسر گھبرا گیا۔

"کیوں... کیا ہوا؟" توقیری صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں سر"۔

"تو کیا ہوا... قانون سب کے لیے برابر ہے"۔

"کیا مطلب... کیا ان لوگوں نے قانون شکنی کی ہے؟"

"ہاں! میری میز سے ایک فائل چرانے کی کوشش کر رہے تھے... وہ تو میں نے عین وقت پر دیکھ لیا... ورنہ یہ تو ہاتھ صاف کر گئے تھے"۔

"ارے باپ رے... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر... ایسا نہیں ہو سکتا"۔

"یہ کیا بات ہوئی... ایسا کیوں نہیں ہو سکتا"۔ وہ چلائے۔

"سر... یہ لوگ اپنے ملک کے ایک سرکاری آفیسر کے دفتر سے ان کی موجودگی میں بھلا کوئی فائل کیوں چرانے لگے... یہ تو ویسے بھی فائل دیکھ سکتے ہیں"۔

"آپ کو اس سے مطلب... میں الزام لگا رہا ہوں... آپ انہیں گرفتار کریں... اگر یہ الزام غلط ہے تو یہ ثابت کر دیں عدالت میں"۔

"عدالت کی باری بعد میں آئے گی جناب... ہم تو یہیں ثابت

کریں گے... آخر ہم کیوں عدالت میں جائیں... جب کہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا"۔

"کیا مطلب... کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں"۔

"جی ہاں! یہی بات ہے"۔

"کیا... کیا کہا؟" وہ حلق پھاڑ کر چلائے۔

"ہاں جناب... یہی بات ہے"۔ اب محمود نے پولیس آفیسر کی طرف دیکھا۔

"مم... میں کیا کروں؟" وہ ہکلایا۔

"آپ صرف ہمارا بیان سن لیں"۔

"وہ تو سننا ہی ہو گا"۔ اس نے کہا۔

اب محمود نے تفصیل سے بات بتائی... پولیس آفیسر حیرت زدہ رہ گیا... اب اس نے توقیری صاحب کی طرف دیکھا۔

"یہ... یہ کیا کہہ رہے ہیں سر؟"

"یہ تینوں جھوٹے ہیں"۔

"نہیں سر"۔ اس نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب؟" توقیری صاحب چلائے۔

"یہ جھوٹ نہیں بولتے سر... یہ بات ان گنت لوگ جانتے ہیں... ان میں سے ایک میں بھی ہوں"۔

"اچھا تو میں جھوٹ بول رہا ہوں"۔ وہ گرجے۔

دونوں میں تکرار بڑھنے کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے محمود ان کی گفتگو میں مخل ہوا۔

"اس میں جھگڑنے کی ضرورت نہیں آپ دونوں کو"۔ محمود نے فوراً" کہا۔

"کیا مطلب؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"ہم ابھی فیصلہ کیے دیتے ہیں کون جھوٹ بول رہا ہے"۔

"دیکھا آپ نے.... اپنے جھوٹے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ بھلا یہ کس طرح کر سکتے ہیں"۔

"ہاں! یہ تو ہے"۔ آفیسر ان کی طرف مڑا۔

"ہم نہیں ہمارے آلات کریں گے.... آلات تو جھوٹ نہیں بولتے.... آلات تو فیصلہ سنا سکتے ہیں"۔

"کیا مطلب؟" توقیری صاحب چلائے۔

"جس وقت ہم یہاں آئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک کی گفتگو ریکارڈ ہو چکی ہے.... یہاں تک کہ پولیس آفیسر صاحب کی بات چیت بھی"۔

"اوہ.... نہیں"۔ وہ یک دم بولا۔

"اب سنئے"۔ محمود نے کہا اور بٹن دبا دیا۔

چند سیکنڈ بعد ہی گفتگو سنائی دینے لگی.... توقیری صاحب کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا.... آخر گفتگو ختم ہو گئی۔

"معاف کیجئے سر.... یہ بات چیت سننے کے بعد میں ان لوگوں کو گرفتار نہیں کر سکتا.... انسپکٹر جمشید میری جان کو آ جائیں گے.... ہاں ان کے خلاف واقعی ثبوت ہوتا تو اور بات تھی"۔

"اچھا آپ جائیں.... میں ان سے خود بات کر لوں گا"۔ وہ زبردستی مسکرائے۔

"آپ کے لیے بہتر بھی یہی ہے"۔

"کیا؟"

یہ کہ ان کی بات مان لیں"۔ آفیسر نے کہا۔

"اچھا! آپ جائیں"۔

اور وہ کمرے سے نکل گیا.... اب وہ ان کی طرف آئے۔

"ہاں! اب بتائیں.... .... آپ کیا چاہتے ہیں.... ویسے آپ لوگ ہیں بہت خطرناک"۔

"جی ہاں! ہمارے بارے میں اور بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے"۔ فاروق مسکرایا۔

"دیکھئے توقیری صاحب.... آپ ہمیں صرف اتنا بتا دیں.... آپ نے پندرہ سال سے اختر رضوانی صاحب کا تبادلہ کیوں نہیں کیا"۔

"باس کا حکم"۔

"کیا مطلب؟"

"میں بھی اس کے غلاموں میں سے ایک ہوں"۔

"کیا.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر"۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا"۔

"لل.... لیکن.... آپ نہیں جانتے.... آپ کس قدر عجیب بات کہہ رہے ہیں"۔

"کک.... کیا مطلب.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ توقیری نے منہ بنایا۔

"توقیری صاحب.... آپ کا بیان ہمارے لیے بہت خوفناک ہے"۔

"وہ کیسے؟"

"وہ ایسے کہ آپ نے فرمایا ہے.... اختر رضوانی صاحب کا تبادلہ پندرہ سال سے اس لیے نہیں کیا گیا کہ یہ آپ کے باس کا حکم ہے.... تو کیا باس نے آپ کو آج سے پندرہ سال پہلے یہ حکم دیا تھا؟" محمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔ وہ بولے۔

"کیا!!!" وہ چلائے۔=

"ہاں.... میں نے کہا ہے.... یہی بات ہے"۔

"اور آپ پندرہ سال سے مسلسل اس کے غلام چلے آ رہے ہیں"۔

"ہاں ہاں ہاں"۔ وہ چلائے۔

اور انہوں نے اپنے جسموں میں سنسنی سی محسوس کی.... وہ بت بن کر رہ گئے.... کیونکہ اب تک وہ جو سوچتے رہے تھے.... وہ غلط ثابت ہو گیا تھا.... اور اب ایک بالکل نئی بات سامنے آئی تھی۔

○☆○

جیلر

تینوں سوچ میں اس طرح گم ہو چکے تھے کہ انہیں یہ بھی خیال نہ رہا... کہ وہ اس وقت ایک سرکاری آفیسر کے دفتر میں موجود ہیں... اور ان سے ملاقات کے لیے باہر اور بھی لوگ موجود ہیں... آخر توقیری صاحب نے کہا۔

"میرا خیال ہے... آپ اندر میرے آرام کے کمرے میں چلے جائیں... فارغ ہو کر میں بھی وہیں آ جاؤں گا... دفتر کا وقت ختم ہونے ہی والا ہے اور باہر دو تین ملاقاتی موجود ہیں... میں جلد انہیں فارغ کر دوں گا"۔

"یہ ٹھیک رہے گا"۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

وہ بغلی کمرے میں آ گئے... انہوں نے خود کو کرسیوں میں گرا دیا... اب وہ بالکل تھکے ماندے لگ رہے تھے۔

"ہم یہ خیال کر رہے تھے کہ پندرہ سال پہلے اس شخص نے غلاموں والا کھیل کھیلا تھا... لیکن پھر ہمارے والد صاحب کی وجہ سے وہ جیل چلا گیا... اور اس کا سلسلہ ختم ہو گیا... اب پندرہ سال بعد وہ

رہا ہوا ہے تو اس نے پھر سے اپنا کام شروع کر دیا ہے... اور چونکہ اباجان اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے... اس لیے پہلے اس نے ان پر قابو پایا... تاکہ وہ کسی کو اس کے بارے میں نہ بتا سکیں... پھر میدان میں آیا... لیکن اب توقیری کے ایک جملے نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا ہے... یہ مسلسل پندرہ سال سے اس کی غلامی کر رہے ہیں... اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ وہ جیل گیا ہی نہیں... جو جیل گیا... وہ تو ناتاب کا ایک غلام تھا... اور اس نے اس غلام کو ناتاب بنا کر پیش کر دیا ہو گا"۔

"ہوں... ضرور یہی بات ہے... اور اب ہمارے لیے اباجان کے جلد ٹھیک ہونے کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے... ہمیں فوراً گھر چلنا چاہیے"۔

"لیکن پہلے ہم توقیری صاحب سے بات کریں گے... خود یہ کیوں پندرہ سال سے اس سیٹ پر موجود ہیں"۔

"اوہ ہاں! یہ سوال بھی بہت اہم ہے"۔

آخر خدا خدا کر کے توقیری صاحب اندر آئے... ان کا چہرہ اب تک ستا ہوا تھا۔

"ہاں... اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"ہمیں اپنے باس کے بارے میں کیا بتا سکتے ہیں؟"

"ایک بات بھی نہیں... ورنہ وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا...

اور یہ بات آپ جانتے ہیں.... اب تک اس نے چار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے.... اور آپ لوگ کچھ بھی نہیں کر سکے"۔

"جب تک کوئی ہمیں کچھ بتانے کی جرات نہیں کرے گا.... یہی ہوتا رہے گا.... خیر آپ باس کے بارے میں نہیں بتا سکتے.... نہ بتائیں.... اپنے بارے میں تو بتا سکتے ہیں"۔

"ہاں ضرور.... پوچھیے.... کیا پوچھنا ہے"۔

"آپ اس کے غلام کیوں ہیں؟"

"یہ تو پھر اس کے بارے میں سوال ہو گیا"۔ انہوں نے منہ بنایا۔

"خیر.... اس سوال کو بھی جانے دیں.... اور یہ بتائیں.... آپ کا اپنا تبادلہ پندرہ سال سے کیوں نہیں ہوا؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم.... میرے آفیسرز نے تبادلہ کیوں نہیں کیا"۔

"کک.... کہیں.... کہیں اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ کے آفیسر بھی اس کے غلام ہوں"۔ فاروق نے فوراً ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"ارے باپ رے.... اگر ایسا ہے تو یہ ایک بہت خوفناک بات ہو گی.... آپ کے آفیسر کا نام کیا ہے؟"

"میرا تبادلہ کرنے کا اختیار تو بس وزیر خارجہ رکھتے ہیں"۔

"آپ کا مطلب ہے.... شاہد پرویز صاحب"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"ہاں جی.... بالکل"۔

"اچھی بات ہے.... کیا آپ کو بھی اتوار کے روز بھاٹا روڈ والی عمارت میں حاضر ہونا پڑتا ہے"۔

"نہیں.... مجھے وہ کبھی کبھار ہی بلاتا ہے.... عام طور پر نہیں"۔

"کیا آپ نے وہاں کبھی شاہد پرویز صاحب کو دیکھا ہے"۔

"وہاں سب لوگ میک اپ میں جاتے ہیں"۔

"اوہ ہاں!" وہ چونکے.... یہ بات وہ ہال میں محسوس کر چکے تھے، لیکن اس وقت وہ اس طرف توجہ نہیں دے سکے تھے۔

"اچھا جناب.... آپ کا شکریہ"۔ محمود نے کہا اور تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ کے لیے ایک مشورہ ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"اور وہ کیا؟"

"باس کے راستے میں نہ آئیں.... اس کی جڑیں بہت دور تک ہیں.... اس بات کا اندازہ تو آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ وہ پندرہ سال سے کام کر رہا ہے.... لیکن آپ لوگوں کو احساس تک نہ ہو سکا.... آپ کے والد اس خیال میں مگن رہے کہ انہوں نے ناتاب کو پکڑ لیا ہے.... لیکن ناتاب نے اپنی جگہ اپنے ایک غلام کو ناتاب بنا کر پیش کیا اور جان

بوجھ کر اسے ان کے ہاتھوں گرفتار کروا دیا"۔

"کیا مطلب... یہ آپ نے ایک اور بات کہہ دی"۔

"ابھی میں ایک اور بات کہوں گا"۔ وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب... آپ یہ کہنا چاہتے ہیں نا کہ... ناتاب کی جگہ اس کا ایک غلام جیل گیا تھا... اور ہمارے والد کے ہاتھوں اگر اس غلام کی گرفتاری ہوئی تھی تو یہ بھی باس کی مرضی سے ہوا تھا"۔

"ہاں! باس چاہتے تھے کہ انسپکٹر جمشید اس کی طرف سے بے فکر ہو جائیں... اور ایسا ہو گیا... کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے ناتاب کو نہیں دیکھا تھا... اب جس شخص کو ناتاب بنا کر پیش کیا جاتا... ظاہر ہے... وہ اسے ہی ناتاب سمجھتے... اور ایسا ہی ہوا"۔

"ہوں... آپ کی بات سمجھ میں آ رہی ہے"۔

"اور اب میں ایک بات اور کہوں گا... انسپکٹر جمشید اس خیال میں مگن رہے کہ انہوں نے ناتاب کو گرفتار کر لیا ہے... لیکن ایسا تو خیر ہوا ہی نہیں تھا... ایک اور کام بھی نہیں ہوا"۔

"اور وہ کیا؟" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ کہ وہ غلام پندرہ سال جیل میں رہا ہو"۔ توقیری صاحب مسکرائے... گہرے طنزیہ انداز میں۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... وہ پندرہ سال تو کیا... پندرہ دن بھی جیل میں

نہیں رہا"۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! باس نے چند دنوں بعد ہی اسے جیل سے نکلوا لیا تھا... اور جب اس کی رہائی کا وقت آیا تو پھر اسے جیل میں پہنچا دیا... تاکہ وہ باقاعدہ طور پر رہا ہو جائے"۔

"اوہ... نن نہیں"۔

"یہی بات ہے... وہ پندرہ سال نہیں صرف چند دن جیل میں رہا... اس سے ہی آپ ہمارے باس کی طاقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں"۔

"لگا چکے ہیں... اچھا جناب شکریہ"۔ وہ لگے باہر جانے۔

"جا رہے ہیں... ضرور جائیں... لیکن باس سے ٹکر لینے کا خیال دل سے نکال دیں... وہ آپ کی سوچوں سے بھی دور ہے"۔ وہ بولے۔

"اللہ مالک ہے... اللہ تعالیٰ تو اسے ہمارے نزدیک لا سکتے ہیں نا"۔ محمود مسکرایا۔

توقیری صاحب نے ان کی اس بات کا جواب نہ دیا... اور وہ باہر نکل آئے... پہلے گھر پہنچے... انسپکٹر جمشید کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا... انہوں نے خان رحمان اور پروفیسر داؤد کو تازہ ترین خبریں سنائیں... وہ سن کر دھک رہ گئے۔

"اوہ... یہ کیسے ممکن ہے... کہ انسپکٹر جمشید نے دھوکا کھایا

ہو"۔

"ایسا ہو سکتا ہے.... انکل.... آخر پندرہ سال پہلے کی باتیں ہیں"۔

"خیر.... اب تم کیا کرو گے؟"

"آپ لوگ ڈاکٹروں کی پوری ایک ٹیم یہاں بلا لیں.... اب ان کا صحت یاب ہونا بہت ضروری ہو گیا ہے.... یہی ہمیں ناتاب کے بارے میں بتا سکتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... ہم اب یہ بھی کریں گے"۔

"اور ہم ذرا جیل جا رہے ہیں"۔

"ارے باپ رے.... ج.... جیل"۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں انکل.... ہم ذرا جیلر صاحب سے ملنے جا رہے ہیں"۔

"اوہ.... ہاں.... ہم سمجھ گئے"۔ پروفیسر داؤد مسکرائے۔

وہ جیل پہنچے.... جیلر نے انہیں ناخوشگوار انداز میں دیکھا۔

"کیا چاہتے ہیں.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"۔

"ناتاب کی فائل"۔

"وزیر جیل خانہ جات کی اجازت کے بغیر میں فائل نہیں دے سکتا"۔ اس نے فوراً کہا۔

"شکریہ.... فائل دکھا تو سکتے ہیں"۔

"دکھاؤں گا بھی انہی کی اجازت سے"۔

"ذرا یہ خصوصی اجازت نامہ دیکھ لیں"۔ محمود نے کہا۔=

"جی نہیں.... مجھے ہدایات نہیں ہیں.... ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کی"۔

"گویا آپ صدر صاحب کا حکم نہیں مانیں گے"۔

"میں کیا کروں.... کیا میں اپنے وزیر کا حکم نہ مانوں"۔ اس نے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔

"وزیر صاحب بڑے ہیں یا صدر صاحب"۔

"صدر صاحب.... لیکن انہوں نے براہ راست مجھے کوئی حکم نہیں دیا"۔

"اچھی بات ہے.... اب صدر صاحب آپ کو براہ راست حکم دیں گے"۔

یہ کہ کر محمود نے موبائل نکال لیا۔

"مہربانی کر کے آپ ایسا نہ کریں.... پہلے وزیر خارجہ سے تو بات کر لیں"۔

"ان سے اب کیا بات کریں.... وہ تو کچھ نہیں بتائیں گے"۔

"جیسے آپ کی مرضی.... ہم اگر فائل دیں گے تو وزیر صاحب کی اجازت سے"۔

"صبر کریں"۔

"اور میں بتا چکا ہوں.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"۔

"میں نے کہا نا.... صبر کریں"۔ اس نے منہ بنایا۔

پھر اس نے موبائل پر صدر صاحب سے بات کی.... اس کی بات سن کر انہوں نے کہا۔

"ریسیور جیلر کو دیں"۔

اس نے ریسور اس کی طرف بڑھا دیا.... صدر کی بات سن کر اس نے کہا۔

"لیکن سر.... مجھے فیضی شاہ صاحب کی ہدایات یہ ہیں کہ میں وہ فائل کسی کو نہ دکھاؤں"۔

"اس فائل میں ایسی کیا بات ہے کہ ان کے حکم کے بغیر وہ محمود، فاروق اور فرزانہ کو نہیں دکھائی جا سکتی.... یہاں تک کہ ہمارے حکم سے بھی نہیں"۔

"ان کا حکم یہی ہے سر.... آپ ان سے بات کر لیں"۔

"دماغ خراب ہے آپ کا.... فائل انہیں دے دیں"۔ صدر صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

"تب پھر.... فیاضی شاہ صاحب جانیں.... آپ جانیں"۔

"ہاں ہاں.... میں جان لوں گا.... آپ فائل انہیں دے دیں"۔

"بہت بہتر سر"۔

اور فون بند کر دیا گیا.... جیلر نے انہیں تیز نظروں سے گھورا....

پھر جلدی جلدی نمبر ملانے لگا۔

"کیا اب آپ فیاضی صاحب سے بات کریں گے"۔

"وہ تو کرنا ہی ہو گی"۔

"اور کیا صدر صاحب کا حکم نہیں مانیں گے؟"

"پہلے میں فیاضی صاحب سے بات کروں گا"۔

"او کے"۔ محمود نے کہا اور وہ موبائل نکال کر صدر کے نمبر ملانے لگا۔

"یہ.... یہ آپ کیا کر رہے ہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔

"صدر صاحب کو فون"۔

"خبردار.... آپ حالات کو خراب کر رہے ہیں"۔

"ہم نہیں جناب.... آپ"۔

اتنے میں سلسلہ مل گیا.... اور ادھر جیلر کا فون فیاضی صاحب سے مل گیا"۔

"ہیلو سر"۔ جیلر جلدی سے بولا۔

"السلام علیکم سر"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"اب کیا ہے محمود"۔ اس نے صدر صاحب کی ناخوشگوار آواز سنی.... اس نے کوئی پروا نہ کی اور بولا۔

"آپ کے حکم کے باوجود انہوں نے فائل نہیں دی.... بلکہ یہ فیاضی صاحب سے بات کر رہے ہیں"۔

"اوہ اچھا... انہیں ان سے بات کرنے دو... پھر دیکھتے ہیں... یہ کیا کرتے ہیں"۔

"تب کیا ہم موبائل پر آپ سے رابطہ رکھیں سر... یا فون بند کر دیں"۔

"فون بند کرنا بہتر رہے گا... میں یہاں موجود ہوں... فوراً سلسلہ مل جائے گا"۔

"یس سر"۔ محمود نے کہا اور فون بند کر دیا۔

ادھر جیلر صاحب کی بات فیاضی شاہ سے جاری تھی؛ اس کا رنگ اڑتا جا رہا تھا... شاید فیاضی اسے جھاڑ رہا تھا... آخر اس نے فون بند کر دیا... اب وہ سر ڈالے بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا جناب... کیا فیصلہ ہوا؟"

"فف... فائل... فائل نکال کر لے آؤ"۔

اس نے کمرے میں موجود اپنے ماتحت سے کہا... وہ ایڑیوں پر گھوما اور باہر نکل گیا... صرف پانچ منٹ بعد فائل ان کے سامنے تھی... فائل پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح اچھلے۔

○☆○
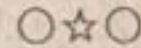
پندرہ سال

"کک... کیا ہوا؟" جیلر نے لرز کر کہا۔

"آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں... ہم فائل لے جا رہے ہیں... آپ اس قیدی کے سلسلے میں جواب دینے کے لیے تیار رہیں... ویسے کیا آپ یہ سمجھتے تھے کہ صدر صاحب کے حکم کے خلاف فیاضی شاہ آپ کو یہ کہیں گے کہ فائل ہرگز نہ دی جائے"۔

"ہاں! میرا یہی خیال تھا... بلکہ مجھے یقین تھا... وہ ایسا کہیں گے"۔

"حیرت ہے... کمال ہے... کیا ہمارے ملک کے صدر صاحب اتنے اختیارات بھی نہیں رکھتے"۔ محمود نے طنزیہ انداز میں کہا... اور اس کا منہ اور بن گیا... تلملا کر بولا۔

"آپ جائیں بس... فائل آپ کو مل گئی ہے"۔

"پندرہ سال تک ایک قیدی کو آپ کی جیل سے باہر رکھا گیا ہے... یہ کوئی معمولی خبر نہیں ہے... کل کے اخبارات میں یہ خبر دھوم دھام سے شائع ہو گی"۔ محمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نن نہیں.... نہیں.... خدا کے لیے آپ ایسا نہ کریں"۔

"تب پھر ہم کیا کریں؟"

"مجھ سے سودا کرلیں.... اس بات کو راز ہی رہنے دیں.... ورنہ میں تو گیا کام سے.... جس جیل کا میں سپرنٹنڈنٹ ہوں.... اب اس جیل کا قیدی بنوں گا"۔

"اپنے کیے کی سزا تو انسان کو مل کر رہتی ہے"۔

"لل.... لیکن میں مجبور تھا.... باس کا حکم تھا.... میں کیا کرتا"۔

"انکار کرتے اور کیا کرتے"۔ فاروق نے بھنا کر کہا۔

"یہی تو آپ جانتے نہیں.... باس کا کوئی غلام اس کے کسی حکم سے انکار ہی نہیں کر سکتا"۔ اس نے کہا۔

"آخر کیوں.... باس میں ایسی کیا بات ہے"۔

"افسوس! یہ بات میں نہیں بتا سکتا.... اگر یہ بات بتانے والی ہوتی تو پھر میں باس کا حکم کیوں مانتا"۔

"او کے.... نہیں بتاتے تو نہ بتائیں.... ہم تو پھر یہ خبر اخبار میں دے رہے ہیں"۔

"اور اس کا ثبوت.... کیا ہے آپ کے پاس"۔

"یہ فائل"۔ وہ بولے۔

"اس فائل سے آپ کچھ ثابت نہیں کر سکیں گے"۔

"بس آپ دیکھتے جائیں.... ہم ثابت کر سکتے ہیں یا نہیں"۔

"اچھی بات ہے.... آپ کی مرضی.... میں آپ کے جانے کے فوراً بعد خودکشی کر رہا ہوں"۔ اس نے گویا دھمکی دی۔

"یہ.... یہ آپ نے کیا کہا"۔

"اس کے سوا میرے پاس کوئی راستا نہیں رہ جاتا"۔

"حد ہو گئی.... ارے بھائی صاحب.... خودکشی حرام موت ہے"۔

"تب پھر میں کیا کروں.... کیا عدالت مجھے اس جرم کی سزا سنائے بغیر چھوڑ دے گی"۔

"نہیں! ایسا تو خیر نہیں ہو گا.... لیکن یہ تو جرم کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا آپ کو"۔

"سوچا تھا.... اس وقت بھی کوئی راستا نہیں تھا"۔

"کیوں! اس وقت کیا مجبوری تھی"۔

"باس کا حکم ماننا پڑ رہا تھا.... نہ مانتا تو"۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں.... کہیے.... آپ باس کا حکم نہ مانتے تو کیا ہوتا؟"

"تب وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا"۔

"آخر کیوں"۔

"آپ لوگ باس کو نہیں جانتے.... باس کو میں جانتا ہوں.... باس کے غلام جانتے ہیں.... وہ ایسی خوفناک ہستی ہے کہ بتا نہیں سکتا.... انسان اس سے کس قدر خوف محسوس کرتا ہے.... آپ سوچ بھی نہیں سکتے.... شاید انسان موت سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا اس کے غلام

اس سے ڈرتے ہیں"۔

"ہوں اچھا... لیکن خودکشی کرنے والا خودکشی کے بعد بھی نجات حاصل نہیں کر سکتا"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"جس طرح کوئی خودکشی کرتا ہے... بس بالکل اسی طرح وہ دوزخ میں بھی کرتا رہے گا... یعنی اگر کسی نے اپنے پیٹ میں خنجر گھونپا ہو گا تو دوزخ میں ایک تو دوزخ کی آگ کا عذاب ہو گا اوپر سے وہ اپنے پیٹ میں خنجر مار کر خود کو ہلاک کرتا رہے گا... ادھر وہ خود کو ہلاک کرے گا... ادھر پھر اس کو زندہ کر دیا جائے گا... اور وہ پھر خود کو ہلاک کرے گا... بس یہ ہے اس کا انجام... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے... جس سے نجات ممکن نہیں ہے"۔

"نن... نہیں... نہیں"۔ وہ چلایا۔

"اب آپ خود سوچیں... اس دنیا میں اپنے جرائم کا اقرار کر کے سزا پا لینا آسان ہے یا مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے اس طرح اپنے آپ کو مارتے رہنا آسان ہے"۔

"نن نہیں... نہیں... نہیں... اس دنیا میں سزا کاٹ لینا آسان ہے... میں... میں اب سب کچھ بتاؤں گا... میں ہر وہ بات بتاؤں گا... جس کے بتانے پر باس مجھے موت کی سزا سنا سکتا ہے... میں پروا نہیں کروں گا... اب چاہے کچھ ہو جائے... آپ فوراً" میرا بیان ریکارڈ

کرنے کے لیے تیار ہو جائیں"۔ اس نے جذبات سے لبریز آواز میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدھے راستے پر لگا دیا... آپ خوش قسمت ہیں"۔ محمود خوش ہو گیا۔

"آپ جلدی کریں... وہ کسی کو مہلت دینے کا عادی نہیں ہے... جیل میں بھی اس کے نہ جانے کتنے غلام ہیں... وہ میری خبر رکھتے ہوں گے لہٰذا"۔

اس کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... کیونکہ اسی وقت دروازہ کھلا اور اس کا چپراسی اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے... اندر آنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی... دیکھ نہیں رہے... کہ ہم کس قدر اہم بات چیت کر رہے ہیں"۔

"جی کیا مطلب... آج سے پہلے آپ نے مجھے تو کبھی نہیں ٹوکا... میں ہر وقت آ جا سکتا تھا"۔

"اوہ ہاں خیر... تم باہر ٹھہرو... فی الحال اندر نہ آنا... اور نہ کسی اور کو آنے دینا"۔

"جی اچھا... لیکن کمرے میں سے مجھے کچھ لینا ہے"۔

"اچھا لے لو... جلدی کرو"۔

وہ جیلر کی پشت کی طرف گیا... وہاں ایک الماری تھی... اس کو کھولا... اس میں سے چند عام سی چیزیں نکالیں اور واپس جانے کے

لے مڑا.... تینوں اس کی طرف دیکھ رہے تھے.... اس کی آمد انہیں ناگوار گزری تھی.... لیکن قصور اس کا بھی نہیں تھا.... بات شروع کرنے سے پہلے اسے روکا نہیں گیا تھا کہ کمرے میں نہ آنا اور نہ کسی اور کو آنے دے۔

پھر جونہی وہ کمرے سے نکلا.... دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی.... وہ جیلر کی طرف مڑے۔

"ہاں تو بیان شروع کریں"۔

جواب میں انہیں جیلر صاحب کی آواز سنائی نہ دی.... وہ کرسی پر آگے کو جھکے ہوئے تھے.... اور دونوں ہاتھ میز پر رکھے تھے.... پھر جونہی ان کی نظریں ان کے چہرے پر پڑیں.... وہ بری طرح اچھلے۔

"ارے پکڑو اسے"۔ فرزانہ چلائی۔

تینوں بلا کی تیزی سے دروازے پر آئے.... لیکن دھک سے رہ گئے.... دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا.... اب انہوں نے بے تحاشا دروازے کو دھڑدھڑانا شروع کر دیا.... ساتھ میں وہ چلائے بھی۔

"کھولو.... دروازہ کھولو.... ورنہ وہ فرار ہو جائے گا.... ارے باپ رے.... یہ.... وہ ہمیں کس مشکل میں ڈال گیا"۔ محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے جیلر کو ختم کر گیا"۔

"واقعی.... یہ ایسے وقت میں ہوا.... جب باس کے بارے میں ہمیں ہر بات معلوم ہونے والی تھی"۔

"خیر کوئی بات نہیں.... باس اب بچ نہیں سکتا"۔ فاروق نے جھلا کر کہا اور پھر وہ دھڑدھڑ کرنے لگے.... انہیں حیرت اس بات پر تھی کہ کوئی اور دروازہ کیوں نہیں کھول رہا.... اگر وہ چپڑاسی فرار ہو گیا تھا.... تو اور لوگ تو باہر موجود تھے۔

آخر خدا خدا کر کے دروازہ کھلا اور وہ بری طرح اچھلے.... اس لیے کہ دروازے پر فیاضی شاہ اور پولیس موجود تھی۔

"تین قاتل رنگے ہاتھوں آپ کے لیے تیار ہیں.... انہیں گرفتار کر لیجیے"۔

"ہم پر الزام کیا ہے؟"

"ان کی کسی بات کا جواب نہ دیں.... بس پہلے انہیں گرفتار کر کے حوالات بھیج دیں.... باقی کے حالات میں آپ کو بتاؤں گا.... لاش آپ کے سامنے ہے"۔

"یس سر.... وہ ہم دیکھ رہے ہیں.... لل.... لیکن"۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں.... آپ فوری طور پر انہیں لے جائیں"۔

"لیکن میں یہاں سے نہیں جا سکتا سر.... یہاں لاش موجود ہے"۔

"اچھا... تو اپنے ماتحتوں کے ساتھ انہیں بھیج دیں"۔

"ہاں! یہ ممکن ہے... لیکن سر"۔ پولیس آفیسر نے کہنا چاہا۔

"پھر وہی لیکن... ارے بھئی... کتنے لیکن ہیں آپ کے پاس... اندر لاش موجود ہے... آپ کے سامنے دروازہ کھولا گیا... بس آپ انہیں گرفتار کر لیں... اور کس ثبوت کی ضرورت ہے آپ کو؟"

"یہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے سر"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"کیا مطلب... یہ کیا کہا آپ نے... یہ سامنے لاش موجود ہے... کمرے میں یہ تینوں موجود ہیں... اور اب بھی آپ کہہ رہے ہیں... یہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے"۔

"یس سر... یہی بات ہے... اور اگر آپ مجھے ان کی گرفتاری کا حکم دیتے ہیں تو میں انہیں صرف آپ کے حکم کی وجہ سے گرفتار کروں گا... اس قتل کے الزام میں نہیں' اس لیے کہ میں جانتا ہوں... یہ قتل انہوں نے ہرگز نہیں کیا"۔

"آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں... آپ تو آدھ گھنٹے سے میرے ساتھ ہیں... نہ کہ ان کے ساتھ"۔

"جی ہاں! یہ درست ہے... لیکن یہ قتل انہوں نے نہیں کیا' اس لیے کہ یہ لوگوں کو قتل نہیں کرتے پھرتے... ان کی تو ہر ممکن کوشش ہوتی ہے... مجرموں کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کر دیا

جائے... جب تک کوئی مجرم خود مرنے مارنے پر نہیں تل جاتا... اور یہ بات پورا ملک جانتا ہے... بچہ بچہ جانتا ہے... لہٰذا ان پر جیلر صاحب کے قتل کا الزام لگایا ہی نہیں جا سکتا... اور پھر ان کے پاس اس وقت بھی اپنی بے گناہی کا تمام ثبوت موجود ہے"۔

"اوہ... اوہ ہاں... آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں... لیکن خیر... چلیے آپ انہیں میرے حکم سے گرفتار کر لیں"۔ فیاضی شاہ نے مسکرا کر کہا۔

پولیس آفیسر نے ایک نظر ان پر ڈالی... پھر ان تینوں کی طرف دیکھا... اور آخر اس نے کہا۔

"ضرور سر... لیکن حکم تحریری ہونا چاہیے"۔

"آپ حد سے بڑھ رہے ہیں... اب آپ اس ملازمت پر نہیں رہ سکتے"۔

"کوئی بات نہیں سر... لیکن میں کوئی کام قانون کے خلاف نہیں کر سکتا... اگر آپ ان کی گرفتاری چاہتے ہیں... تو آپ کو لکھ کر دینا ہو گا"۔

"اوہ نہیں... اوہ ہاں"۔ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ نے کیا کہا سر... ہاں یا نہیں"۔

"ہاں... میں لکھ کر دوں گا"۔

"ضرور سر"۔ وہ بولا۔

اب فیاضی شاہ نے جلدی جلدی تحریر لکھی اور اس کی طرف بڑھا دی.... پولیس آفیسر نے اس کو پڑھا اور ان سے بولا۔

"مجھے افسوس ہے.... اب میں مجبور ہوں"۔

"کوئی بات نہیں.... اس وقت تک بھی آپ نے جو کچھ کیا' کم نہیں.... لیکن آپ ہمیں ان کی اس تحریر کے باوجود گرفتار نہیں کر سکتے"۔

"اگر ایسی کوئی بات ہو تو مجھے خوشی ہو گی"۔

"کیوں نہیں.... یہ اجازت نامے دیکھئے.... آپ اور فیاضی صاحب.... اس اجازت نامے کی موجودگی میں ہمیں گرفتار کر ہی نہیں سکتے.... نہ کرا سکتے ہیں.... ہمیں افسوس ہے.... اس بات کا.... کہ وہ جیلر صاحب کو قتل کر کے نکل گیا.... اور اب اس کی گرفتاری بہت مشکل ہو جائے گی"۔

"کک.... کون.... آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟"

"جیلر صاحب کا چپراسی.... اگر یہ قتل ہم نے کیا ہے تو چپراسی کو ہمارے سامنے لے آئیں.... دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا"۔

"او کے"۔

پولیس آفیسر کمرے کے باہر جیل کے عملے کی طرف مڑا۔

"جیلر صاحب کا چپراسی کہاں ہے؟"

"وہ جا چکا ہے سر.... اس وقت کسی کو یہ احساس نہ ہو سکا.... کہ

وہ فرار ہو رہا ہے.... اسے جیل سے باہر جانے اور جیل کے اندر آنے کی پوری آزادی تھی.... لہٰذا جب وہ باہر نکلا تو کسی کو یہ گمان تک نہیں تھا کہ وہ جیلر صاحب کو قتل کر کے جا رہا ہے"۔

"تم سب لوگ ایک ہی بات رٹنے لگے.... اسے کیا ضرورت تھی جیلر صاحب کو ہلاک کرنے کی"۔ فیاضی شاہ نے بتایا۔

"تب پھر.... ہمیں کیا ضرورت تھی جناب عالی"۔ محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اس نے لاجواب ہو کر ادھر ادھر دیکھا.... پھر منہ بنا کر بولا۔

"تو آپ انہیں گرفتار نہیں کر رہے؟"

"نہیں سر"۔

"آپ ابھی اور اسی وقت ملازمت سے الگ کیے جاتے ہیں"۔

"اس کے لیے بھی سر.... تحریری آرڈر ضروری ہیں"۔ پولیس آفیسر نے منہ بنایا۔

"وہ تمہیں مل جائیں گے"۔

"جب مل جائیں گے.... تب میں اپنی وردی اتار دوں گا"۔

فیاضی شاہ نے غصے کے عالم میں پیر پٹخے.... اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

"آپ اپنا کام پورا کریں.... غالباً" انہیں زہر سے ہلاک کیا گیا ہے.... زہر کسی پن کی نوک پر تھا اور وہ ضرور پوٹاشیم سائنائڈ ہو گا"۔

"ہوں.... اچھا"۔

"ہمیں بہت جلدی ہے.... یہاں ٹھہر نہیں سکتے.... اگر ہم
دیر کر دی تو ایک اور آدمی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا"۔

"وہ.... وہ کون؟"

"وہ جو پندرہ سال تک یہاں ناتاب کی جگہ جیل کی سزا کاٹتا
ہے.... فائل میں اس کی تصویر پر نظر پڑتے ہی ہم جان گئے تھے....
وہ دراصل کون ہے؟"

"اوہ اچھا.... آپ جائیں"۔

وہ باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

"میرا خیال ہے.... انکل اکرام کو پہلے ہی خبر کر دیتے ہیں....
سے وہ اس کی طرف چل پڑیں"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا"۔

اور پھر انہوں نے اکرام کو ہدایات دیں.... بیس منٹ کے
کے بعد وہ ایک دروازے پر پہنچے.... عین اس وقت اکرام کی جیپ و
آ کر رکی۔

"بہت وقت پر آئے انکل.... شکریہ"۔

"لیکن یہ چکر کیا ہے.... یہ تو ایک جیب کترے کا گھر ہے....
اسے اچھی طرح جانتا ہوں.... لیکن اب یہ بہت مدت سے نہیں
گیا.... بہت مدت پہلے اس کا نام سننے میں آتا رہا ہے"۔

"یہی بات ہے انکل"۔ محمود نے کہا۔

"کیا مطلب.... یہی بات ہے"۔

"ہم بھی اسے اچھی طرح جانتے ہیں"۔

"وہ کیسے؟"

"اس شخص کو اکثر ہم نے اپنے سکول سے جیل کی طرف جاتے
کھا ہے.... یہ صبح سویرے جیل کی طرف جاتا رہا ہے.... یہی وجہ ہے
ر فائل میں اس کی میک اپ شدہ تصویر دیکھ کر ہم نے پہچان لیا....
ر یہ تو وہ ہے"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

اور پھر اس نے بے تابانہ انداز میں دروازے پر دستک دی....
د سیکنڈ بعد دروازہ کھلا اور ایک گیارہ بارہ سال کی بچی نے دروازہ
کھولا.... اسے دیکھ کر ان کے دل بیٹھنے لگے.... وہ بہت پیاری گول مٹول
ی تھی.... اس خیال نے انہیں پریشان کر کے رکھ دیا کہ اب اس کی
جودگی میں اس کے والد کو گرفتار کرنا پڑے گا۔

"آپ کے ابو جان سے ملنا ہے"۔

"وہ اس وقت سو رہے ہیں.... اب ملازمت سے ریٹائر ہو گئے
.... زیادہ تر سوتے رہتے ہیں.... کیا جگا دوں؟"

"ہاں ضرور.... جگا دیں"۔

بچی اندر چلی گئی.... وہ وہیں کھڑے رہ گئے.... پھر دو منٹ اس کی
سی ہوئی۔

"سن نہیں.... جاگ رہے"۔

"کیا مطلب.... نہیں جاگ رہے؟"

"ہاں! میں نے اور امی نے انہیں خوب ہلایا جلایا.... وہ اٹھ ہی نہیں رہے.... جب کہ ان کی نیند اس قدر گہری نہیں ہے.... وہ تو ایک آواز سے ہی اٹھ جاتے ہیں"۔

"اوہ.... کیا ہمیں اجازت ہے.... ہم دیکھ لیں انہیں"۔

"ضرور.... آیئے.... میری والدہ تو بہت پریشان ہیں"۔

وہ اندر داخل ہوئے.... لڑکی انہیں ایک کمرے تک لے آئی.... جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئے.... انہیں ایک جھٹکا لگا۔

اندر وہ شخص مردہ پڑا تھا.... جس نے ناتاب کی جگہ پندرہ سال جیل میں گزارے تھے.... اور جس نے اپنی بیوی اور بچی کو یہ بتا رکھا تھا کہ وہ جیل میں ملازمت کرتا ہے۔

○☆○
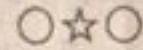
ہیرے

انہوں نے فوراً کمرے کو ایک نظر دیکھا.... پھر بچی کی طرف مڑے.... ایک بار پھر انہیں اپنے دل ڈوبتے ہوئے محسوس ہوئے.... پہلے وہ یہ سوچ کر پریشان ہوئے تھے کہ اس کے سامنے اس کے والد کو کس طرح گرفتار کریں گے.... اب یہ سوچ کر پریشان ہو گئے تھے کہ اس کی موت کی خبر کس طرح سنائیں.... اس وقت تک انہیں یہ معلوم تھا کہ وہ سو رہا ہے.... آخر دل پر جبر کر کے محمود نے کہا۔

"تھوڑی دیر پہلے کوئی ان سے ملنے تو نہیں آیا تھا؟"

"جی ہاں! ان کے دوست آئے تھے.... انہیں انہوں نے یہیں، اپنے کمرے میں بلا لیا تھا.... کچھ دیر بیٹھ کر وہ چلے گئے"۔

"کیا آپ ان کے اس دوست کو جانتی ہیں.... وہ پہلے بھی آتے رہے ہیں"۔

"وہ پہلے بھی کئی بار ملنے آ چکے ہیں.... ہم اس سے زیادہ ان کے بارے میں نہیں جانتے.... ہم تو ان کا نام بھی نہیں جانتے.... اور نہ پتا"۔

"خیر.... آپ یہ تو بتا ہی سکتے ہیں کہ ان کی شکل و صورت کیسی ہے"۔

"اوہ ہاں! کیوں نہیں"۔

بچی نے جوں جوں حلیہ بتانا شروع کیا.... ان کی حیرت بڑھتی چلی گئی.... اور پھر تو وہ باہر کی طرف دوڑ ہی پڑے.... کیونکہ اب اس بات کا زبردست امکان تھا.... کہ باس اسے بھی ختم کر دے گا۔

"انکل! آپ یہاں ٹھہریں.... کمرے سے انگلیوں کے نشانات اٹھوانا نہ بھولیے گا"۔

"اوہ اچھا.... لل.... لیکن.... مم.... میں کیا کروں.... انھیں کیسے بتاؤں"۔

"بتانے کے لیے کسی کانسٹیبل کی خدمات لے لیں.... ہم میں یہ ہمت نہیں ہے"۔

یہ کہ کر وہ باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا.... کیا ہو گیا ہے آپ لوگوں کو؟"

انہوں نے بچی کی آواز سنی' لیکن اب وہ کہاں رکنے والے تھے۔

اندھا دھند کار چلاتے وہ اختر رضوانی کے گھر پہنچے.... انہیں زندہ سلامت دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ زندہ تو ملے"۔

"کیوں.... کیا آپ کو اندازہ تھا کہ میں آپ کو مردہ ملوں گا"۔

"ہاں جناب.... یہی اندازہ تھا"۔ محمود نے کہا پھر ایک پل رک کر بولا۔

"آپ نے مسٹر شاری کو کیوں ہلاک کیا؟"

"ارے باپ رے.... آپ تو مجھے قاتل بنائے دے رہے ہیں"۔

"وہ آپ بن چکے ہیں"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... میں اور قاتل.... میں تو ایک مکھی کو بھی مارتے ہوئے ڈرتا ہوں"۔

"لیکن آپ نے مسٹر شاری کو ضرور ہلاک کیا ہے"۔

"میں تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ مسٹر شاری ہے کون.... پھر بھلا میں کیوں اسے قتل کرتا"۔

"اور اگر مسٹر شاری کی بچی آپ کو دیکھ کر فوراً" کہ دے کہ وہ آپ ہی تھے جو آخری بار اس کے والد سے ملنے کے لیے آئے تھے اور اس ملاقات کے بعد انہیں زندہ نہیں دیکھا گیا.... جب اس کی بیٹی یہ بیان دے گی.... اور جب آپ کی انگلیوں کے نشانات اس کمرے سے ملیں گے.... تو آپ کا کیا بنے گا"۔

"کچھ نہیں.... میں آج گھر سے کہیں نہیں گیا.... لہٰذا اس کی بچی کیونکر مجھے دیکھ کر یہ کہ سکتی ہے کہ میں ان کے گھر گیا تھا.... اور میں نے اس کے والد سے ملاقات کی تھی"۔

"کیا آپ اسی وقت ہمارے ساتھ چلنا پسند کریں گے"۔

"نہیں.... مجھے جانے کی ضرورت نہیں.... اگر آپ کو یقین ہے کہ وہ میں ہی تھا تو آپ مجھے گرفتار کرا دیں.... پھر بچی سے میری شناخت کرالیں.... یا پھر بچی کو یہاں لے آئیں"۔

"دیکھئے.... اس وقت وہ غم سے نڈھال ہے.... آخر اس کا باپ فوت ہوا ہے' اس لیے مہربانی فرما کر آپ ہمارے ساتھ چلیں"۔

"نہیں! میں نہیں جا سکتا.... میں تو بلاوجہ اس کیس میں الجھ گیا' دیکھئے نا.... صرف فرقان بھائی کی ہمدردی میں میں اس معاملے میں پڑا تھا اور اب آپ مجھ پر بھی شک کر رہے ہیں.... ہے کوئی تک"۔

"شک کرنا واقعی کوئی تک کی بات نہیں' لیکن.... جاسوسی معاملات میں شک کیے بغیر کوئی چارہ بھی تو نہیں.... کیونکہ جب تک ہم کسی پر شک نہیں کریں گے.... تفتیش کیسے کر سکیں گے"۔

"بہرحال.... میں نہیں جا رہا.... آپ بچی کو یہاں لے آئیں.... آپ صرف اس بنا پر مجھ پر شک کر رہے ہیں نا کہ بچی نے جو حلیہ بتایا ہے ملاقاتی کا.... وہ مجھ سے ملتا جلتا ہے"۔

"ہاں! آپ یہی سمجھ لیں"۔ محمود مسکرایا۔

"میں یہی سمجھ لوں.... اور آپ.... آپ کیا سمجھتے ہیں؟"

"آپ پر شک کرنے کی اور بھی وجوہات ہیں.... آپ پندرہ سال سے ایک ہی سیٹ پر کام کر رہے ہیں.... آخر کیوں؟"

"اس معاملے کا اس کیس سے کیا تعلق؟" انہوں نے جل کر

کہا۔

"تعلق ہے یا نہیں.... یہ بات بہت عجیب ضرور ہے.... اسی طرح فرقان بھائی بھی بدستور ایک سیٹ پر لگے ہوئے ہیں.... یہاں تک کہ جیلر تک پندرہ سال سے ایک ہی جیل میں رہے.... آخر یہ سب کیا ہے.... کیوں ہے.... اور فرقان بھائی کے پاس رقموں پہ رقمیں کیوں جمع ہو رہی ہیں"۔ محمود نے جل بھن کر کہا۔

"حیرت ہے.... یہ سب آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں"۔ انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور ہم کیا کریں.... کس سے پوچھیں"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"اچھا چلئے.... میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں.... میری انگلیوں کے نشانات بھی آپ لے لیں"۔

وہ انہیں لے کر مسٹر شاری کے گھر پہنچے.... وہاں موت کا سناٹا تھا.... باہر لوگ جمع تھے.... انہیں دیکھ کر چند آدمی اٹھ کر اس طرف آ گئے۔

"ہمیں مسٹر شاری کی بچی سے ذرا کام ہے.... آپ مہربانی فرما کر انہیں باہر بلا دیں"۔

"اچھا"۔ ایک نے کہا اور اندر چلا گیا۔

اس کے ساتھ بچی باہر آئی.... انہیں دیکھ کر وہ رو پڑی۔

"آپ ذرا انہیں دیکھئے.... یہی ہیں نا وہ جو آپ کے ابو سے ملنے

کے لیے آئے تھے"۔

بچی نے انہیں غور سے دیکھا.... چند سیکنڈ تک دیکھتی رہی.... آخر اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"نہیں جناب! یہ وہ نہیں.... وہ ان سے دبلے پتلے اور لمبے تھے.... لیکن حلیہ قریب قریب یہی تھا"۔

"تب پھر آپ کو پہچاننے میں غلطی بھی ہو سکتی ہے.... اتنے ذرا سے فرق کو آپ نے کیسے محسوس کر لیا"۔

"میں نے ان سے ایک آدھ منٹ بات کی ہے.... انہیں غور سے دیکھا ہے.... ان کی آواز سنی ہے.... آپ ذرا مجھ سے بات کریں"۔ لڑکی نے کہا۔

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... آپ مجھ سے جو پوچھنا چاہیں، پوچھ سکتی ہیں"۔

"نہیں جناب! یہ وہ ہرگز نہیں.... ان کی آواز بالکل مختلف ہے"۔

"پولیس نے یہاں سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے ہیں"۔

"جی ہاں بالکل"۔

"شکریہ.... اب آپ جا سکتی ہیں"۔

بچی کے جانے کے بعد انہوں نے اختر رضوانی کی انگلیوں کے نشانات لیے اور انہیں بھی جانے دیا.... اب انہوں نے اکرام سے

نشانات حاصل کیے اور ان نشانات سے ملائے.... دونوں مختلف تھے۔

"اس کا مطلب ہے.... ہم غلط رخ سے تفتیش کر رہے ہیں اور ہمیں اپنا راستہ بدلنا ہو گا"۔ فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"کیس ہماری گرفت سے نکلتا جا رہا ہے.... اس کا مجرم کوئی عام مجرم نہیں ہے.... اس کی منصوبہ بندی بہت زبردست ہے.... اس نے جرم کا یہ راستا پندرہ سال سے بھی پہلے شروع کیا تھا.... بالکل اسی انداز میں.... یعنی ایک نامعلوم آدمی بن کر.... جس کے بہت سے غلام تھے.... وہ اپنے غلاموں کو ایک عام آدمی کے پاس بھیجتا تھا.... جو اس کے پاس بڑی بڑی رقمیں لے کر آتے تھے اور اس سے درخواست کرتے تھے کہ وہ رقم لے لے.... ورنہ ایک نامعلوم آدمی انہیں مار ڈالے گا.... اس طرح وہ نامعلوم آدمی کی وجہ سے رقمیں لے لیتا تھا اور بنک میں جمع کرا دیتا تھا.... اب بھی اس نے بالکل یہی کیا ہے.... اور اس سلسلے میں چار آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے.... دوسرے یہ کہ پندرہ سال پہلے وہ اباجان کے ذریعہ پکڑا گیا تھا.... اور اسے جیل بھیج دیا گیا تھا.... لیکن اب تفتیش کے بعد معلوم ہوا.... اصل ناتاب کی بجائے.... اباجان نے نقلی ناتاب کو گرفتار کیا تھا.... ارے.... مم.... مگر نہیں"۔ فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

"اب کیا ہوا؟"

"اس بات کا بھی تو زبردست امکان ہے کہ اباجان نے پکڑا تو ہو

اصل ناتاب کو ہی.... لیکن وہ اپنی پراسرار طاقت کے ذریعے سے جیل سے نکل آیا ہو اور اس نے اپنے حلیے میں مسٹر شاری کو بھیج دیا ہو.... اور اس کے لیے بھی یہ آسانی پیدا کی ہو کہ وہ رات کو گھر جا سکے گا.... لہٰذا وہ ہر روز رات کو گھر آ جاتا تھا اور صبح جیل چلا جاتا تھا.... لیکن ناتاب کے حلیے میں نہیں.... اصل حلیے میں.... اور اس کے بارے میں مشہور یہ کیا گیا ہو گا کہ جیل میں ملازم ہے.... جب کہ جیل کے اندر وہ ناتاب بن کر رہتا رہا.... تاکہ کوئی چیک کرے تو دکھا دیا جائے کہ وہ جیل میں موجود ہے.... یہاں سوال یہ ہے کہ ابا جان کو یہ بات کیوں محسوس نہ ہوئی.... کیا ناتاب کو جیل بھیج کر وہ اسے بالکل بھول گئے.... ضرور ایسا ہی ہوا ہو گا.... کیونکہ جیل میں بھیجے جانے کے بعد ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے.... اور نئے کیس ہمیں گھیر لیتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی فرصت کب ملتی ہے کہ جیلوں میں جا کر یہ بھی چیک کریں.... فلاں مجرم جیل میں ہے بھی یا نہیں"۔

"ہوں.... بات معقول ہے.... کاش ابا جان کی دماغی حالت درست ہو جائے"۔

"پھر تو مزا ہی آ جائے گا.... مجرم فوراً ہماری گرفت میں ہو گا"۔

"لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ نہیں.... ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں.... نہیں ہم کام جاری رکھیں گے"۔

"ان شاء اللہ! تو پھر چلیں.... ذرا گھر.... ابا جان کی خیریت ہی معلوم ہو جائے گی"۔

"ہاں آؤ"۔

وہ گھر پہنچے.... خان رحمان نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔

"شاید جمشید بہتر ہو رہا ہے"۔

"کک.... کیا واقعی؟"

"اس قسم کے اشارے ملے ہیں"۔

"اور وہ کیا؟"

"آج دو تین بار اس نے تمہیں یاد کیا ہے.... اور منہ سے تم تینوں کے نام لیے ہیں"۔

"تب تو پھر ہم بھی ان سے بات کر کے دیکھتے ہیں"۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں"۔

وہ اسی وقت ان کے کمرے میں آئے.... انسپکٹر جمشید انہیں دیکھ کر مسکرائے۔

"اوہو.... تم آ گئے.... اچھا کیا.... اب مجھے چھوڑ کر نہ جانا.... اور ہاں.... اس کا کیا رہا"۔

"جی.... کس کا؟" وہ بولے.... وہ سمجھ گئے کہ ابھی ان کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے.... قدرے بہتر واقعی ہے' ورنہ وہ یہ ہرگز نہ کہتے.... مجھے چھوڑ کر نہ جانا۔

"بھئی اسی کا.... جس کا ہم ایک دوسرے سے پوچھتے رہتے ہیں اور کس کا"۔

"آپ کا مطلب ہے.... کیس کا؟"

"ہاں اور کس کا"۔

"لیکن آپ کون سے کیس کی بات پوچھ رہے ہیں؟"

"یار جس پر تم آج کل کام کر رہے ہو"۔

"یہی تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں.... کہ ہم آج کل کس کیس پر کام کر رہے ہیں؟"

"ہم.... مجھے کیا معلوم"۔

"آپ ذرا ذہن پر زور دیں"۔

"نن نہیں بھئی.... آپ ہماری ساری محنت پر پانی نہ پھیریں"۔ وہاں موجود ڈاکٹر حضرات میں سے ایک نے کہا۔

"جی.... جی کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ انہیں ذہن پر زور دینے کے لیے نہ کہیں.... ورنہ یہ پھر پہلی پوزیشن پر آ جائیں گے.... اور ہمیں نئے سرے سے محنت کرنا پڑے گی.... اور اس مرتبہ اگر ہم نے ایک ہفتے میں اتنی کامیابی حاصل کی ہے تو پھر ایک ماہ میں بھی نہیں کر سکیں گے"۔

"اوہ! ہمیں افسوس ہے جناب! یہ بات اگر آپ پہلے ہی کہہ دیتے تو ہم ہرگز یہ نہ کہتے"۔

"بس ان سے ہلکی پھلکی گھریلو بات کر سکتے ہیں آپ"۔

"جی.... جی بہتر"۔

"آپ نہیں جانتے.... کتنے بڑے ماہر ڈاکٹرز کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، ان کی برین واشنگ کے لیے.... اور نہ جانے انہوں نے کیا کیا حربے استعمال کیے ہیں"۔

"اوہ.... کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی برین واشنگ بہت بڑے ڈاکٹرز سے کرائی گئی ہے"۔

"تو اور کیا.... کیا یہ کام ہر کوئی کر سکتا ہے"۔

"اوہ.... اوہ"۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا آپ کو"۔ باقی لوگ گھبرا گئے۔

"آپ نے ہمیں اچانک بہت کام کی بات بتا دی.... شکریہ"۔ یہ کہتے ہی وہ باہر نکل آئے۔

سیدھے اپنے کمرے میں آئے.... انہوں نے ڈاکٹر فاضل کے نمبر ملائے.... جلد ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم انکل"۔

"اوہ! محمود یہ تم ہو.... جمشید کا کیا حال ہے"۔

"پہلے سے بہت بہتر ہیں انکل"۔

"خدا کا شکر ہے"۔

"ایک بات بتا دیں انکل.... ہمارے شہر میں برین واشنگ کے ماہر

لینا پڑے گا"۔

"اوہ اچھا خیر.... آپ پتے تو لکھوا دیں"۔

"گویا تم ان سے ملاقات ضرور کرو گے"۔

"جی ہاں! بالکل"۔

"نہیں کر سکو گے"۔

"ہم آج ہی ان تینوں سے ملاقات کریں گے"۔

"ناممکن بھئی.... ناممکن"۔ ڈاکٹر فاضل چلا اٹھے۔

"چلئے پھر آپ بھی ہمارا کمال دیکھئے گا"۔

"پائپ وغیرہ کے ذریعے اگر تم نے ان کی کوٹھی میں یا مطلب میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ان کے محافظ فوراً" گولی مار دیں گے اور اس کا بھی انہوں نے اجازت نامہ لے رکھا ہے اور باہر لکھ کر لگا رکھا ہے"۔

"آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں"۔

"میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں"۔ وہ بولے۔

"شکریہ انکل! آپ پتے لکھوا دیں"۔

"تمہاری مرضی.... پھر نہ کہنا.... میں نے خبردار نہیں کیا تھا"۔

"جی نہیں.... بلکہ ہم کہیں گے.... آپ نے خبردار کر دیا تھا"۔ محمود نے ہنس کر کہا۔

"اچھی بات ہے.... کرو نوٹ"۔

اور انہوں نے تینوں کے پتے نوٹ کر لیے.... ان کا شکریہ ایک بار پھر ادا کیا اور خان رحمان کے پاس آئے۔

"انکل.... ہمیں آپ سے کچھ کام ہے؟"

"ہاں کہو"۔ وہ بولے۔

"یہاں نہیں.... ہمارے کمرے میں چلئے"۔

"اس کا مطلب ہے کوئی خفیہ کام ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"ہاں! کچھ زیادہ ہی خفیہ"۔ محمود نے فوراً" کہا۔

"چلو پھر.... وہ ہنس دیے اور پھر انکے کمرے میں چلے آئے۔

"انکل.... آپ نواب قاسم کو جانتے ہیں"۔

"نن نہیں.... یہ کون صاحب ہیں؟"

"یہ آپ ہیں اور آپ کے پاس ہیرون کا ایک بکس ہے"۔

"ہیروں کے تو خیر میرے پاس کئی بکس ہیں.... لیکن میں نواب قاسم ہرگز نہیں ہوں"۔

"اوہو انکل.... تو تھوڑی دیر کے لیے بن جائیں نا.... ہم بنائیں گے آپ کو نواب قاسم"۔

"پروگرام کیا ہے؟"

انہوں نے انہیں اپنا پروگرام بتایا.... وہ چونک اٹھے۔

"آخر اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی"۔

"مجرم تک پہنچنے کا سیدھا اور آسان راستہ ہمیں یہی نظر آیا

ہے"۔

"او کے.... میں تیار ہوں.... اس کیس کا مجرم ہمارے ہاتھ لگ جائے، اس کے لیے میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں"۔

"شکریہ انکل.... انکل ہوں تو آپ جیسے"۔

"لل.... لیکن.... یہ جملہ تو تم نے کئی بار پروفیسر صاحب کے لیے بھی بولا ہے"۔

"وہ بھی ایسے ہی انکل ہیں انکل.... جیسے آپ"۔ فاروق مسکرایا۔

"اوہ اچھا! خیر"۔ وہ بھی جواب میں مسکرائے۔

پھر انہوں نے انہیں نواب قاسم کا روپ دیا.... فوری طور پر ان کے نام کا شاہانہ کارڈ بنایا.... اس پر لکھا.... ہیروں کے سوداگر.... اور پھر ان کی بڑی اور شاندار کار میں بیٹھ کر سب سے پہلے ڈاکٹر کپاڈیا کے کلینک پہنچے.... باہر ہی ایک طرف جانے کا اشارہ کیا گیا.... وہ سیدھے وہاں پہنچے.... وہاں چار آدمی ٹائم لینے کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے.... پانچواں ٹائم لے رہا تھا.... وہ فوراً" کاؤنٹر پر پہنچے۔

"ادھر نہیں جناب.... ادھر.... اپنی باری کا انتظار کریں"۔ وہاں موجود ایک باوردی ملازم نے کہا۔

"ہمیں وقت نہیں لینا.... ڈاکٹر صاحب کو صرف ایک پیغام دینا ہے"۔

"اوہ اچھا.... گویا آپ کو ملاقات بھی نہیں کرنا ہے"۔

"جی نہیں.... ہمارا تو ایسا کوئی پروگرام نہیں.... ہاں ڈاکٹر صاحب کا بن جائے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا"۔

"ان کا کیسے بن سکتا ہے.... وہ تو دنیا کے مصروف ترین ڈاکٹر ہیں"۔

"اور نواب صاحب دنیا کے مصروف ترین ہیروں کے سوداگر ہیں"۔

"کیا کہا.... ہیروں کے سوداگر"۔

"ہاں.... ہم نے سنا ہے ڈاکٹر صاحب ہیروں کے بہت شوقین ہیں.... لیکن ہمارے پاس جس قسم کے ہیرے ہیں، انہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں ہوں گے.... اور نہ آپ نے، ویسے اگر ہمارا ڈاکٹر صاحب سے کوئی سودا ہوا تو ایک ننھا منا سا ہیرا ہم ٹپ کے طور پر آپ کو بھی دے دیں گے"۔

"کک.... کیا کہا.... ٹپ میں ہیرا"۔

وہاں تین ملازم موجود تھے.... تینوں کے تینوں چلا اٹھے.... نہ صرف وہ بلکہ جو پانچ آدمی وقت لینے کے لیے موجود تھے.... وہ بھی چلائے بغیر نہ رہ سکے۔

"ہاں! کیوں نہیں.... اگر انہوں نے صرف ہمیں اندر بلا لیا تو ایک عدد بالکل ننھا سا ہیرا تو ہم اسی وقت آپ کو دے سکتے ہیں.... اور

ذرا اس سے بڑا سودا ہونے پر"۔

"ایک منٹ ٹھہریں.... ذرا میں پہلے انہیں وقت دے دوں"۔ ملازم نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں جناب! مجھے جلدی نہیں ہے.... پہلے آپ ان کی بات ڈاکٹر صاحب سے کرا دیں.... وقت لینے والا فوراً" بولا۔

"کیا مطلب؟"

"کیا کروں.... میں بھی ہیروں کا شیدائی ہوں"۔

"اور ہم بھی.... ہم وقت بعد میں لے لیں گے.... پہلے آپ ان سے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات کرا دیں.... لیکن ایک شرط ہماری بھی ہے اور وہ یہ کہ ہیروں کو ذرا ہمیں دیکھنے دیں"۔

"آپ کو بھی ہیرے دکھا دیں گے"۔

"تب تو پھر کسی کو کوئی اعتراض نہیں رہ گیا.... میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر اس نے فون کا ریسیور اٹھا لیا.... ڈاکٹر کپاڈیا سے بات کی، دوسری طرف کی بات سنی اور پھر ریسیور رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب اس وقت جس مریض کو دیکھ رہے ہیں نا.... اس کے بعد آپ لوگوں کو بلائیں گے.... اگر انہیں ہیرے پسند آ گئے تو ضرور خریدیں گے.... لیکن ان کا کہنا ہے.... اگر ہیرے نقلی ثابت ہوئے تو وہ آپ لوگوں کو پولیس کے حوالے کریں گے"۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں.... ہمارے ہیروں میں سے ایک ہیرا بھی جعلی ہوا تو جو چور کی سزا وہ ہماری"۔

"او کے.... آپ کو زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑے گا"۔

"کوئی بات نہیں.... ہم کر لیں گے"۔

"تب پھر.... پہلے ہمارا ہیرا ہمیں دے دیں"۔

"ہاں! ضرور.... کیوں نہیں"۔ خان رحمان نے کہا اور اپنی جیب سے چنے کے برابر ایک ہیرا نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ آپ لوگوں کی ٹپ ہے.... اس سے بڑا ہیرا واپسی پر دیا جائے گا"۔

"یہ.... یہ ہیرا ہے.... ہمیں تو یہ شیشے کا ٹکڑا لگتا ہے"۔

"کسی جوہری سے چیک کرا لیں"۔

"وہ آتے ہی ہوں گے"۔ ملازم مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"

"جب ہمارے ڈاکٹر صاحب کسی سے ہیرے خریدتے ہیں تو اپنے جوہری کو پہلے بلاتے ہیں.... جب تک وہ اطمینان نہیں دلا دیتا کہ ہیرے بالکل اصلی ہیں، اس وقت تک نہیں خریدتے"۔

بہت خوب! ہمیں ایسے کسی جوہری سے کوئی خطرہ نہیں"۔

بیس منٹ گزرنے پر لمبے قد کا ایک آدمی آتا نظر آیا.... خان

رحمان اسے اچھی طرح جانتے تھے.... اور وہ انہیں، لیکن اس وقت وہ میک اپ میں تھے.... اس لیے وہ نہ پہچان سکا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ؟"

"جی یہ رہے"۔

"ہیرے اور ان کے پاس.... ناممکن"۔ اس نے فوراً کہا۔

"تو اور کیا آپ کے پاس"۔ خان رحمان نے چیخ کر کہا۔

"ہاں.... کیوں نہیں"۔ اس نے فوراً کہا۔

"آپ بھی اپنے ہیرے میدان میں لے آئیں.... ہم بھی لے آتے ہیں"۔

"ایک منٹ جناب.... پہلے تو آپ اس ہیرے کو دیکھ لیں ذرا.... ویسے ہمارا خیال ہے.... یہ سو فیصد جعلی ہے"۔ ملازم نے کہا۔

"یہ کہاں سے آیا؟"

"یہ انہوں نے ہمیں ٹپ میں دیا ہے"۔

"کیا کہا.... ہیرا اور ٹپ میں"۔ جوہری ہنسا۔

"ہاں! جناب! اسی لیے تو ہم کہہ رہے ہیں.... یہ جعلی ہے"۔ ملازم چیخا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"خیر خیر.... دیکھ لیتے ہیں"۔

جوہری نے وہ ننھا سا ہیرا ملازم سے لے لیا اور ہتھیلی پر رکھ کر

اس کو سرسری نظر سے دیکھا.... پھر اس نے اس کو قدرے غور سے دیکھا.... اور اس کے بعد تو اسے عدسہ آنکھ سے لگانا پڑا.... اب اس نے عدسے کی مدد سے ہیرے کو دیکھا.... اچانک وہ ملازموں سے بولا۔

"پولیس کو بلاؤ"۔

"کک.... کیا مطلب؟" وہ سب چونک اٹھے۔

"یہ.... یہ لوگ ہیروں کے چور ہیں.... ان کے پاس یہ ہیرا کہاں سے آگیا؟"

"یہ ہیرا نہیں جناب.... یہ ہیرے.... مہربانی فرما کر آپ جمع کا صیغہ بولیں.... ہمارے پاس اور بھی ہیرے ہیں"۔

"تب پھر وہ بھی چوری کے ہوں گے"۔

"آپ ان کو چوری کے ثابت کر دیجئے گا.... ہم جیل چلے جائیں گے.... انہیں صرف یہ بتا دیں.... یہ ہیرا اصلی ہے یا نقلی"۔ خان رحمان بدلی ہوئی آواز میں بولے۔

"کیا کہا.... نقلی اور یہ ہیرا.... یہ سو فیصد اصلی ہیرا ہے اور اس کی قیمت کم از کم پچیس ہزار روپے ہے"۔

"کیا.... نہیں"۔ ملازم چلائے.... وہاں پر جو لوگ موجود تھے.... وہ بھی اچھل پڑے۔

وہ لوگ اگرچہ کروڑ پتی تھے.... اور ڈاکٹر کروڑ پتیوں کا علاج کرنے والا تھا لیکن ان کے ملازمین کو آج تک کسی نے پچیس ہزار کے

ہیرے کی ٹپ پھر بھی نہیں دی ہو گی۔۔۔۔ لہٰذا وہ اچھل نہ پڑتے تو اور کیا کرتے۔

"ایک منٹ ٹھہریں"۔

اچانک جوہری نے کہا اور جلدی جلدی کسی کے نمبر ملانے لگا۔۔۔۔ پھر اس نے پریشان ہو کر ریسیور رکھ دیا۔

"اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔۔۔۔ کہ پولیس کو بلایا جائے"۔

"پہلے آپ یہ باقی ہیرے دیکھ لیں"۔ خان رحمان نے منہ بنایا۔

پھر جونہی انہوں نے ہیروں کا بکس کھولا۔۔۔۔ جوہری بہت زور سے چیخا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں"۔

○☆○
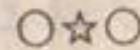
بڑے لوگ

وہ سب اسے اس قدر خوف زدہ دیکھ کر ڈر سے گئے۔۔۔۔ فاروق نے تلملا کر کہا۔

"آپ کو کیا ہو گیا ہے جناب! یہ ہیرے ہیں۔۔۔۔ کوئی سانپ، بچھو اور کن کھجورے نہیں ہیں"۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ نہیں"۔ وہ ایک بار پھر چیخا۔

"ارے بھائی صاحب! آپ کو ہو کیا گیا"۔ محمود چلا اٹھا۔

"یہ سب کے سب ہیرے چوری کے ہیں۔۔۔۔ اور میرے ہاں سے چرائے گئے ہیں۔۔۔۔ میں نے ان ہیروں کی چوری کی رپورٹ بھی درج کرائی تھی"۔

"نن نہیں"۔ وہ ملازم چلایا جس کے ہاتھ میں ننھا سا ہیرا تھا۔

"آپ کو کیا ہوا؟" محمود ہنسا۔

"میری ٹپ تو گئی ہاتھ سے"۔

وہ ہنسنے لگے۔

"ہائیں۔۔۔۔ آپ ہنس رہے ہیں"۔ جوہری بولا۔

"تو اور کیا کریں.... روئیں"۔

"آپ نے پولیس کو فون نہیں کیا"۔

"ابھی لیں.... لل.... لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہو گا.... آپ پولیس کو نہ بلائیں.... یہ ہیرے ایسے ہی لے لیں.... اور یہ ننھا سا ہیرا ہمارے پاس رہنے دیں"۔ ملازم نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی.... خود ہی فیصلے ہو رہے ہیں.... اور ہم سے پوچھا تک نہیں جا رہا"۔

"اب آپ سے کیا پوچھیں"۔ جوہری اس کی طرف مڑا۔

"یہ کہ یہ ہیرے ہرگز چوری کے نہیں ہیں"۔

"میں رپورٹ درج کروا چکا ہوں"۔

"اچھی بات ہے.... اس رپورٹ کی نقل پیش کریں"۔

"میں ابھی منگاتا ہوں"۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی.... ملازم نے جلدی جلدی ریسیور اٹھایا۔

"یس سر"۔

دوسری طرف کی بات سن کر وہ ان کی طرف مڑا اور بوکھلائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ڈاکٹر صاحب آپ لوگوں کو بلا رہے ہیں اور آپ کو بھی جناب"۔ اس نے جوہری کی طرف دیکھا۔

"اب.... اب کیا کریں؟" جوہری بولا۔

"اندر چلے جائیں.... اور جو ڈاکٹر صاحب کہیں.... وہ کریں"۔

"یہ ٹھیک رہے گا"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

اب انہیں ڈاکٹر کے کمرے میں پہنچایا گیا.... انہوں نے دیکھا ڈاکٹر کپاڈیا ایک دبلا پتلا لمبے قدر کا آدمی تھا.... اس کے چہرے سے چالاکی ٹپک رہی تھی.... انہیں وہ کوئی بے رحم سا آدمی نظر آیا۔

"تو آپ لوگ ہیں.... ہیروں کے سوداگر.... اور آپ مسٹر شاکر.... ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں.... یہ ہیرون کے چور ہیں"۔

"یس ڈاکٹر.... اگر آپ نے ان سے ہیرے خریدے تو مشکل میں پڑ سکتے ہیں"۔

"آخر آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں کہ ہیرے ان کے پاس چوری کے ہیں"۔

"یہ ہیرے یہاں کے ایک مشہور آدمی خان رحمان کے ہیں.... جن کے پاس ہیروں کی کانیں ہیں.... میں نے ایک مرتبہ ان کے ہیرے، ہیروں کی ایک نمائش میں دیکھے تھے.... اور میں جب کسی ہیرے کو دیکھ لیتا ہوں نا.... تو پھر اس کو بھولتا نہیں.... چند ہیرے بناوٹ کے لحاظ سے یا رنگ کے لحاظ سے عجیب ہوتے ہیں.... ان میں سے چند ہیرے ایسے ہی ہیں، یعنی عجیب ہیں.... لہٰذا میں کہ سکتا ہوں.... انہوں نے یہ ہیرے چوری کیے ہیں"۔

"جوہری صاحب! آپ صرف اتنا بتا دیں یہ ہیرے اصلی ہیں یا نقلی"۔

"سب کے سب سو فیصد اصلی"۔ اس نے فوراً کہا۔

"شکریہ.... کیا آپ یہ بات گارنٹی سے کہہ سکتے ہیں"۔

"ہاں جناب! بالکل گارنٹی سے"۔

"شکریہ.... آپ جا سکتے ہیں"۔

"کیا فرمایا.... میں جا سکتا ہوں"۔ جوہری نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! آپ جا سکتے ہیں.... اپنے آنے جانے کی فیس میرے سیکرٹری سے لے لیں"۔

"اور ان کا کیا کریں گے آپ.... کیا انہیں پولیس کے حوالے کرنے کا ارادہ نہیں ہے"۔

"میں دیکھ لوں گا.... آپ جائیں"۔

اگر آپ ان سے سودے بازی کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو اس میں مجھے بھی شامل کر لیں.... ورنہ میں آپ کا مریض نہیں ہوں.... یہاں سے نکلتے ہی پولیس کو فون کروں گا.... اور پھر آپ ان سے سودے بازی نہیں کر سکیں گے"۔ جوہری نے زہریلے انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر کپاڈیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اچھا ٹھہریں.... مل بانٹ کر کھا لیتے ہیں"۔

"یہ ہوئی نا بات"۔

ڈاکٹر نے ایک بٹن دبایا.... جلد ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور چار مسلح غنڈے اندر آ گئے.... محمود، فاروق اور فرزانہ دل ہی دل میں مسکرائے.... وہ یہاں کس لیے آئے تھے اور چکر کیا چل رہا تھا.... انہیں تو بس ڈاکٹر کپاڈیا سے ملاقات کرنا تھی.... تاکہ معلوم کر سکیں.... اس نے باس کے حکم سے ان کے والد کی برین واشنگ میں حصہ لیا تھا یا نہیں"۔

"ان لوگوں کو زد پر لے لو"۔ ڈاکٹر نے ان چاروں اور جوہری کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ.... یہ آپ کیا کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب"۔ جوہری چلا اٹھا۔

"آپ حصے دار بننا چاہتے تھے نا.... اب بن رہے ہیں.... اب پریشانی کیسی؟"

"میں دفتر سے چلتے وقت اپنی ڈائری میں یہ نوٹ کر کے آیا تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں"۔ جوہری بولا۔

"یہ بتا کر اچھا کیا.... اے تم جاؤ اور ان کی ڈائری لے آؤ"۔ اس نے ایک غنڈے سے کہا۔

"جی اچھا.... کیا زبردستی لے آؤں سر"۔

"میک اپ میں جاؤ.... اور کسی چور کی طرح ڈائری لے آؤ"۔

"لیکن میں کیسے تلاش کروں گا اس کو.... اس سے تو کہیں بہتر ہے کہ آپ جوہری سے رقعہ لکھوا لیں.... میں رقعہ ان کے ملازم کو

دوں گا.... وہ ڈائری مجھے دے دے گا"۔

"واہ.... تم تو مجھ سے بھی زیادہ عقل مند ہو.... خیر.... یونہی سہی.... اس سے رقعہ لکھواؤ اور لے جاؤ.... اور ہاں یہ چالاکی کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں"۔

"فکر نہ کریں سر"۔

دو آدمی جوہری کو لے کر چلے گئے۔

"اب ان سے یہ بکس لے لو.... اور انہیں اندھے کنوئیں میں پھینک دو"۔

"لیکن جناب اس سے پہلے ہماری چند باتوں کے جوابات دے دیں"۔ محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا مطلب.... کیسی باتیں؟"

"ہم ان ہیروں کے چکر میں نہیں آئے.... ہمیں تو بس آپ سے ملاقات کرنا تھی اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ سے ملاقات پہلے وقت لیے بغیر ممکن ہی نہیں ہے"۔

"اوہو اچھا.... تب یہ اتنے ہیرے کہاں سے آگئے"۔

"ابھی ابھی جوہری نے ایک شخص کا نام لیا تھا کہ یہ ہیرے اس نے ان کے پاس دیکھے ہیں"۔

"ہاں! اس نے خان رحمان نام لیا تھا"۔

"تب پھر میں خان رحمان ہوں اور یہ محمود' فاروق اور فرزانہ

ہیں.... انسپکٹر جمشید کے بچے.... اب آپ ان غنڈوں کو باہر بھیج دیں.... ورنہ ان کے سامنے آپ کی ایسی کی تیسی ہو جائے گی.... اور یہ دیکھ کر کیا سوچیں گے.... یہ آپ اب سوچ لیں"۔ خان رحمان نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"کک.... کیا کہا.... یہ.... یہ کون ہیں؟" وہ اچھلا۔

"انسپکٹر جمشید کے بچے"۔ محمود نے کہا اور پھر انہوں نے میک اپ ختم کر دیے۔

ڈاکٹر اور اس کے غنڈے دھک سے رہ گئے.... ان کے رنگ اڑ گئے.... ڈاکٹر نے غنڈوں کی طرف دیکھا۔

"اب کیا کریں؟"

"ان سے سمجھوتہ کر لیں.... یہ لوگ بہت خطرناک ہیں.... جوہری کو بھی واپس بلا لیں.... اسے بھی چھوڑ دیں.... اگر ہم نے انہیں ختم کر دیا تو انسپکٹر جمشید ہمارا سراغ ہر حال میں لگا لیں گے"۔

"ہاہاہا.... نہیں لگا سکتے"۔ وہ بولا۔

"جی.... کیا فرمایا.... نہیں لگا سکتے"۔

"ہاں! وہ اپنا دماغ کھو چکا ہے.... اب مشکل ہی اس کی دماغی حالت درست ہو سکے گی"۔

"وہ.... وہ کیسے؟"

"بس.... یہ راز کی باتیں ہیں.... تم جوہری کے ساتھ انہیں بھی

ختم کر دو.... اور اندھے کنوئیں میں ڈال دو"۔

"ہم تو حکم کی تعمیل کریں گے.... لیکن آپ کو خبردار کیے دے رہے ہیں.... آپ مشکل میں پھنس جائیں گے"۔

"نہیں پھنسوں گا.... تم مجھے نہیں جانتے.... میں ایک ڈاکٹر ہی نہیں ہوں"۔

"تب پھر آپ کیا ہیں"۔

"یہ.... یہ بہت بڑے باس ہیں.... لوگوں کو غلام بناتے ہیں.... ان کے غلام ان کے ذریعے دولت جمع کرتے ہیں.... اور ان کے بتائے ہوئے آدمی یا آدمیوں کے پاس جمع کراتے ہیں.... اس طرح یہ اس آدمی سے دولت جب چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں.... میں نے غلط تو نہیں کہا ڈاکٹر؟"

"ہاں کچھ غلط کہ گئے.... میں خود اس کا غلام ہوں.... میرے دو ساتھی ڈاکٹر بھی اس کے غلام ہیں"۔

"آپ کا مطلب ہے.... ڈاکٹر رالف اور ڈاکٹر رابنبل"۔

"اوہ.... تو تم یہ بھی معلوم کر چکے ہو"۔

"ہمارے یہاں آنے کا مقصد پورا ہو گیا.... اب آپ ذرا باس کا نام بھی بتا دیں"۔

"افسوس! میں آج تک نہیں جان سکا"۔

"حد ہو گئی.... آپ بھی نہیں جان سکے.... تب پھر یہ بات کے

معلوم ہے؟"

"باس کو.... اور کسی کو نہیں"۔

"اچھی بات ہے.... ہمارے والد کے دماغ پر کام آپ نے کیا تھا"۔

"باس نے انہیں ہمارے حوالے کر دیا تھا.... اور ہم انہیں ایک خفیہ مقام پر لے گئے تھے"۔

"وہ خفیہ مقام کہاں ہے.... کیا وہ بھی باس نے دے رکھا ہے آپ لوگوں کو؟"

"ہاں! یہی بات ہے.... وہ باس کا بنایا ہوا مقام ہے.... لیکن میں آپ کو اس کے بارے میں نہیں بتاؤں گا.... ورنہ باس مجھے ختم کر دے گا"۔

"بہت خوب.... باس آپ کو ختم نہیں کرے گا.... تو ہم کر دیں گے"۔

"کیا مطلب؟" وہ بری طرح چونکا۔

"آپ اسی لیے اس مقام کا پتا نہیں بتائیں گے کہ باس آپ کو زندہ نہیں چھوڑے گا.... تو پھر ہم آپ کو اپنے ساتھ لے چلتے ہیں.... اور اس جگہ کا پتا اگلوا لیتے ہیں.... نہیں اگلیں گے تو پھر آپ موت کو گلے لگوا لیں گے.... آپ کے لیے بچت کی اب صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں"۔

"حد ہو گئی... کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا... یہ میرے تربیت یافتہ محافظ آپ لوگوں پر کلاشنکوفیں تانے کھڑے ہیں اور باتیں آپ اس انداز سے کر رہے ہیں کہ جیسے کلاشن کوفیں آپ کے ہاتھوں میں ہیں"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"آخر کیسے؟"

"ایسے"۔ محمود نے بلند آواز میں کہا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔

وہ پہلے ہی تیار تھے... ایک ہی وقت میں چار فائر ہوئے... اور ان کے ہاتھوں سے رائفلیں نکل گئیں۔

"آپ کا اب کیا خیال ہے؟" محمود مسکرایا۔

ڈاکٹر کپاڈیا کا رنگ اڑ گیا۔

"یہ... یہ کیسے ہو گیا... آپ لوگوں نے فائر کس طرح کر دیے"۔

"خفیہ طریقے سے... آپ کام کی بات کریں"۔

"باس مجھے جو موت دے گا... وہ زیادہ خوف ناک ہو گی... اس لیے میں نہیں بتاؤں گا... آپ لوگ زیادہ سے زیادہ پھانسی دے دیں گے"۔

"چلیے خیر... فی الحال صرف اتنا بتا دیں... آپ کے ساتھ اس

کام میں رالف اور رابیل بھی شریک تھے نا"۔

"انسپکٹر جمشید ایک ڈاکٹر کے قابو میں آنے والے تھے ہی نہیں، ویسے آج تک ہم نے جتنے لوگوں کی بھی برین واشنگ کی ہے... ہمارے لیے یہ کیس سب سے مشکل ترین تھا... ہم تو کئی مرتبہ اس نتیجے پر پہنچے تھے... کہ یہ کام نہیں ہو سکے گا... ہم ان کا دماغ صاف نہیں کر سکیں گے... لیکن ادھر باس کا حکم تھا... اگر اس کام میں ناکامی ہوئی تو پھر موت کو گلے لگانا ہو گا... اب موت سے کون نہیں ڈرتا... لہٰذا ہم نے ہر وہ حربہ اختیار کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا"۔

"شکریہ! آپ نے اتنا تو بتایا"۔

یہ کہہ کر محمود نے اکرام کو فون کیا... کچھ صورت حال بتائی... اور کہا۔

"فوراً" ان دونوں کو گرفتار کر کے دفتر لے آئیں"۔

"کھلبلی مچ جائے گی... تینوں غیر ملکی ہیں... ثبوت پختہ ہونا چاہیے"۔

"آپ فکر نہ کریں... آپ کو سارے حالات معلوم نہیں... اور فون پر بتانے کا وقت نہیں ہے... وہیں آ کر بتائیں گے... انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کو بھی فون کر دیں... وہ ابا جان کو لے کر دفتر آ جائیں"۔

"انہیں دفتر لانے کی کیا ضرورت ہے؟"

"میرا خیال ہے.... ضرورت ہے"۔

"اچھا خیر.... میں تو وہی کروں گا.... جو تم کہو گے.... چاہے بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"انکل ہوں تو آپ جیسے"۔

"لیکن یہ بات تو تم بار بار خان صاحب اور پروفیسر صاحب کے لیے کہتے ہو"۔ اکرام نے جل کر کہا۔

"آپ تو کچھ زیادہ ہی ناراض ہو گئے.... خیر جلدی کر .... کہیں کیس ہاتھ سے نہ نکل جائے"۔

"کیا مطلب.... کیس کیسے نکل جائے گا؟"

"میرا مطلب ہے.... مجرم.... اگر مجرم ہاتھ سے نکل گیا تو کیا کیس نہیں نکل جائے گا۔

"ہوں.... اچھا خیر"۔

اور پھر وہ سب دفتر کے کمرۂ امتحان میں جمع ہو گئے.... تینوں ڈاکٹر ایک دوسرے کو دیکھ کر بری طرح اچھلے.... اس لیے کہ انہیں الگ الگ لایا گیا تھا.... اور لا کر الگ الگ رکھا گیا تھا.... اس کمرے میں ایک ہی وقت میں لایا گیا.... پھر انسپکٹر جمشید اندر داخل ہوئے اور ان تینوں کو دیکھ کر بھرپور انداز میں مسکرا دیے.... لیکن منہ سے کچھ نہ بولے.... شاید کچھ کہنا چاہتے تھے.... لیکن کہ نہیں پا رہے تھے۔

"اب ہو جائے تفصیل"۔ اکرام بولا۔

"تفصیل بعد میں پہلے آپ انکل شیخ نثار احمد صاحب کو بلا لیں.... معاملہ کوئی چھوٹا نہیں ہے.... بڑا ہے.... لہٰذا ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لیے ہمیں پہلے ہی انتظام کر لینا چاہیے"۔

"اچھی بات ہے.... میں ان سے.... بلکہ نہیں تم خود ان سے بات کرو"۔

"کیوں انکل.... آپ ان سے بات کرتے ہوئے گھبراتے ہیں"۔

"بالکل نہیں.... لیکن بات تو تم ہی انہیں بتا سکو گے"۔

"اچھا خیر.... اس نے کہا اور آئی جی صاحب سے بات کی.... وہ بھی جلد ہی وہاں پہنچ گئے.... اور ان تینوں ڈاکٹروں کو دیکھ کر چونک اٹھے۔

"ارے باپ رے"۔ ان کے منہ سے نکلا۔

"کک.... کیا ہوا سر"۔

"یہ.... اتنے بڑے بڑے ڈاکٹر کمرۂ امتحان میں.... مجھے بھی ساتھ ہی پھنسواؤ گے.... ان کے ملک ہمارا جینا حرام کر دیں گے.... ان پر سختی نہیں ہو سکے گی"۔

"پہلے آپ پوری بات سن لیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"اچھا سناؤ"۔

اب اس نے تفصیل سنا ڈالی.... ٹیپ ریکارڈ میں ڈاکٹر کپاڈیا کے الفاظ بھی سنا ڈالے.... کلاشن کوفوں سے انہیں ختم کرنے کی کوشش کے

بارے میں بھی بتا دیا..... پھر اس نے کہا۔

"اب آپ بتائیں..... کیا کوئی چھوٹے جرائم ہیں؟"

"نہیں..... انہیں مشین میں کس دو..... جب تک اس جگہ کا پتا نہ بتا دیں..... بٹن آف نہ کرو"۔ انہوں نے مارے غصے کے کہا۔

عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی..... وہ چونک کر مڑے اور دھک سے رہ گئے۔

○☆○
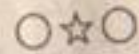
وہ موجود تھا

کمرے میں تین وکیل داخل ہوئے تھے..... تینوں وکیل غیر ملکی تھے اور بہت خوفناک قسم کی چیزیں تھے۔

"ہم پوچھ سکتے ہیں سر..... ان شرفاء کو کیوں گرفتار کیا گیا ہے؟"

"ہاں ضرور..... یہ آپ کا حق ہے"۔

"ویسے ہم ان کی ضمانتیں کرا لائے ہیں"۔

"کیا مطلب..... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ آئی جی چلائے۔

"آپ کا پورا ملک ہم لوگوں کی مٹھی میں ہے..... جہاں چاہیں، جو چاہیں کر سکتے ہیں"۔

"آئی جی صاحب کا رنگ اڑ گیا۔

"ان تینوں کو بھی گرفتار کر لیں"۔ وہ گرجے۔

"کیا مطلب..... آپ ہمیں گرفتار کریں گے..... ہمیں جن سے بھیک مانگ کر آپ اپنے ملک کا پیٹ بھرتے ہیں"۔

ان کے رنگ اڑ گئے..... یہ باتیں ناقابل برداشت تھیں..... لہٰذا آئی جی بولے۔

"فوراً" گرفتار کر لیا جائے"۔

"انجام جانتے ہیں"۔

"نہیں.... اس لئے کہ کب کیا ہو گا.... کوئی نہیں جانتا"۔

"لیکن ہم جانتے ہیں.... آپ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگیں گے.... لیکن ہم آپ کو صرف ایک شرط پر معاف کریں گے.... یہ کہ آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیا جائے"۔

"میں ہر وقت اس ملازمت سے فارغ ہونے کے لئے تیار ہوں.... اور اگر تم نے مجھ سے یہ کہا کہ آپ لوگوں کو چھوڑ دیا جائے تو نہیں چھوڑوں گا.... ملازمت چھوڑ دوں گا.... پھر کوئی نیا آئی جی آ کر آپ کی ہتھکڑیاں کھلوائے گا"۔

"خیر.... ابھی دیکھ لیتے ہیں.... آپ فی الحال یہ بتائیں کہ انہیں گرفتار کیوں کیا گیا ہے؟"

ان کے جرائم کی تفصیلات انہیں بتائی گئیں.... ٹیپ ریکارڈ پر الفاظ سنائے گئے.... تینوں وکیلوں کے رنگ اڑتے نظر آئے.... پھر وہ بولے۔

"بہر حال! ان کی ضمانتیں ہو چکی ہیں.... آپ مہربانی فرما کر ان کی ہتھکڑیاں کھول دیں.... ورنہ آپ پر توہین عدالت کا مقدمہ الگ بن جائے گا"۔

"نہیں.... ان کی ہتھکڑیاں نہیں کھلیں گی"۔ آئی جی بولے۔

"کیا مطلب؟" وہ چلائے۔

"جس مجسٹریٹ سے آپ نے ضمانت کرائی ہے.... انہیں چاہیے تھا.... پہلے ہمیں بھی بلاتے اور پوچھتے انہیں گرفتار کیوں کیا گیا ہے.... معاملہ قابل ضمانت ہے بھی یا نہیں.... اوپر ہی اوپر انہوں نے ضمانت کس طرح لے لی.... ہم تو اب انہیں بھی گرفتار کریں گے"۔

"کیا کہا.... مجسٹریٹ کو گرفتار کریں گے"۔

"جو بھی غیر قانونی کام کرے گا.... اسے گرفتار کیا جا سکتا ہے"۔

"اب آپ جو کریں گے.... اس کی ذمے داری آپ پر ہو گی"۔

"انہیں مشین میں کس دیا جائے.... اور پتا معلوم کیا جائے"۔

"پتا.... کیسا پتا؟"

"بہت خاص پتا.... جہاں یہ تینوں ڈاکٹر گھناؤنا کھیل کھیلتے رہے ہیں.... لوگوں کے دماغ صاف کرتے رہے ہیں.... ایک پراسرار شخص ان سے یہ کام لیتا رہا ہے"۔

"اوہ نہیں.... نہیں"۔ وہ تینوں چلائے۔

"کیا ہوا آپ کو؟"

"ہمیں ان باتوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں.... کیا آپ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں.... اگر آپ ثبوت دے دیں تو ہم ابھی ان کی وکالت سے ہاتھ اٹھا لیں گے"۔

"وہ آپ کو ویسے بھی اٹھانا ہی پڑیں گے.... آپ بھی زیر

حراست ہیں آخر"۔

"نہیں.... ہم اس صورت میں ان کی وکالت نہیں کریں گے.... یہ ضمانت نامے اپنے ہاتھوں سے پھاڑ دیں گے.... اور چپ چاپ یہاں سے چلے جائیں گے"۔

"ابھی تو آپ بہت اکڑ رہے تھے"۔

"یہ بات معلوم نہیں تھی کہ یہ کسی نامعلوم مجرم کے لئے کام کرتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... وکیل حضرات کی ہتھکڑیاں کھول دیں بھئی"۔ آئی جی بولے۔

ہتھکڑیاں کھول دی گئیں.... پھر ان کے الفاظ سنائے گئے۔

"یہ دیکھ لیں.... ہم ضمانت نامے پھاڑ کر جا رہے ہیں"۔

یہ کہ کر انہوں نے واقعی کاغذات پھاڑ دیے اور لگے مڑنے۔

"نن.... نہیں.... نہیں"۔ انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

وہ چونک کر ان کی طرف مڑے۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ابا جان.... کیا آپ کی دماغی حالت بالکل درست ہو گئی ہے؟"

"نن.... نہیں.... نہیں"۔ وہ پھر اسی انداز میں بولے اور انگلی سے ان تینوں کی طرف اشارہ بھی کیا.... غالباً وہ کہنا چاہ رہے تھے کہ انہیں ابھی نہ جانے دیا جائے.... کیا خبر ان سے بھی باس کا تعلق ہو اور

یہ چال چل رہے ہوں۔

ان کے ذہن میں بات آ گئی۔

"وکیل حضرات.... آپ ابھی یہیں ٹھہریں.... کچھ دیر کے لئے"۔

"اب کیا کریں گے ٹھہر کر.... ہمارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا"۔

"احتیاطاً" ٹھہر جائیں"۔

"نہیں.... ہمیں جلدی ہے"۔

"ہمیں افسوس ہے"۔ فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب.... کس بات پر افسوس ہے"۔

"اس بات پر کہ آپ کو جلدی ہے اور ہم اس جلدی کے سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے.... آپ کو یہیں ٹھہرنا ہو گا.... ہاں آپ اس کمرے میں نہیں ٹھہرنا چاہتے تو.... دوسرے کمرے میں آپ کو بٹھایا جا سکتا ہے"۔

"خیر.... اگر آپ کسی وجہ سے ہمیں کچھ دیر کے لئے یہاں روکنا چاہتے ہیں تو ہم تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں.... آپ فکر نہ کریں.... ہمیں دوسرے کمرے میں بٹھا دیں"۔

"ضرور سر.... کیوں نہیں"۔ اکرام نے خوش ہو کر کہا۔

پھر اپنے ماتحتوں کو ان کے بارے میں ہدایات دیں.... وہ انہیں

لے کر چلے گئے۔

"ہاں تو اب ذرا مشین کا بٹن ہو جائے"۔

"اس سے پہلے ان کے منہ چیک کر لئے گئے یا نہیں"۔

"یہ ڈاکٹر لوگ ہیں.... اور اونچے لوگ ہیں.... لہٰذا باس نے انہیں ہرگز کیپسول منہ میں رکھنے کی ہدایات نہیں دی ہوں گی"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"کیسے کیپسول؟" وہ چونکے۔

ڈاکٹرز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تو آپ کو ان کیپسولوں کے بارے میں بھی ابھی تک معلوم نہیں ہے"۔

فاروق نے بھی جواباً حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"نہیں.... بالکل"۔

تینوں ڈاکٹرز نے نفی میں سر ہلا دیے۔

"بہت خوب! بتا دیتے ہیں.... فکر نہ کریں"۔

محمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر بٹن دبایا گیا.... ان کی چیخیں.... آسمان سے باتیں کرنے لگیں.... پھر وہ بولے۔

"بند کریں.... بند کریں.... بتاتے ہیں"۔

بٹن آف کر دیا گیا۔

"وہ عمارت.... لیکن آپ ہمیں باس سے کس طرح بچائیں گے؟"

"کوئی مسئلہ نہیں.... فکر نہ کریں"۔

"نہیں.... پہلے وضاحت ہو جائے"۔

"آپ کا مطلب ہے.... باس سے بچنے کی وضاحت ہو جائے؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔

"اچھا.... کر دیتے ہیں وضاحت"۔

اب انہوں نے دبی آواز میں چند باتیں انہیں بتائیں.... سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئے.... کہ ایسی ترکیبیں بھی سوچی جا سکتی ہیں.... پھر ان میں سے ایک نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔

"ایک منٹ جناب!" ایسے میں محمود نے فوراً کہا۔

"اب کیا ہوا؟"

"ان دونوں کو کمرے سے باہر لے جاؤ.... اور کڑی نگرانی میں رکھو.... ابھی ہم انہیں باری باری بلائیں گے"۔

"او کے سر"۔

ان میں سے دو کو کمرے سے باہر لے جایا گیا.... پھر ایک سے پوچھا گیا۔

"ہاں! اب بتائیں.... کہاں ہے وہ عمارت"۔

"بارو روڈ کی عمارت نمبر تیرہ"۔

"انہیں باہر لے جائیں... لیکن پچھلے دروازے سے... اور ایک کمرے میں بند کر دیں"۔

"جی اچھا"۔

اب دوسرے کو لایا گیا۔

"کہاں ہے... وہ عمارت"۔

"بارود روڈ... عمارت نمبر تیرہ"۔ اس نے کہا۔

وہ چونک اٹھے... گویا پتا وہ درست بتا رہے تھے... تیسرے سے بھی یہی پوچھا... اب ان تینوں کو انسپکٹر جمشید کے ایک خفیہ ٹھکانے پر لایا گیا اور وہاں حفاظتی انتظامات کر دیے گئے... تاکہ باس پر نہ مار سکے۔

اب وہ سب اس عمارت کے سامنے پہنچے... اس کے دروازے پر تالا تھا... اس کو توڑا گیا... وہ اندر داخل ہوئے... لیکن پوری احتیاط سے... ماہرین کو وہ ساتھ لائے تھے... انہوں نے پوری عمارت سے انگلیوں کے نشانات اٹھوائے... اور بھی ہر طرح سے اس کو چیک کیا گیا... اب ان نشانات کو ریکارڈ میں چیک کرایا گیا... یہ کام اکرام کے ذمے لگایا گیا تھا... ایک گھنٹے بعد وہ رپورٹ لے کر آ گیا... رپورٹ پڑھ کر ان کی سٹی گم ہو گئی... وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ چیز سامنے آئے گی... انہوں نے فوراً ادھر ادھر فون کئے... جلد ہی تک

سراغرسانی کے ہال میں سب لوگ آ گئے... جنہیں بلایا گیا تھا۔

"ہمارے شہر میں ایک عمارت ہے... محمود نے کہنا شروع کیا... سب لوگ حیران تھے کہ انہیں کیوں بلایا گیا... اور بات بھی شروع ہوئی تو عمارت سے... تاہم وہ سب بالکل خاموش تھے۔

"اس عمارت کا تعلق یہاں موجود لوگوں میں سے صرف ایک سے ہے... یعنی وہ عمارت ان کی ہے... لیکن اس عمارت کو استعمال کرتے ہیں کچھ جرائم پیشہ گروہ کے لوگ"۔

"سمجھ میں نہیں آئی بات... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ فرقان بھائی نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"وہ عمارت ہے اختر رضوانی صاحب کی"۔

"کیا مطلب... آپ کون سی عمارت کی بات کر رہے ہیں"۔

اختر رضوانی بری طرح اچھلے۔

"بارو روڈ پر عمارت نمبر ۱۳"۔

"کیا مطلب؟" اختر رضوانی پھر اچھلے۔

"ہاں جناب... کیا وہ عمارت آپ کی اپنی نہیں ہے"۔

"ہے... بالکل ہے"۔

"آپ اس عمارت کو استعمال کرتے ہیں؟"

"نن نہیں... بیکار پڑی ہے"۔

"بیکار پڑی ہے نا... آپ کا جانا ہوتا ہے وہاں؟"

"مدت ہوئی نہیں گیا"۔ وہ بولے۔

"شکریہ... کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس عمارت کو ایک جرائم پیشہ گروہ کے لوگ کام میں لاتے ہیں... اپنی مجرمانہ سرگرمیاں وہاں دکھاتے ہیں"۔

"نن نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ وہ چلایا۔

"ہمیں وہاں سے کچھ مجرموں کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں"۔

"کک... کیا واقعی... ارے باپ رے... یہ بات تو حد درجے خوفناک ہے"۔

"جی ہاں! یہی تو ہم آپ کو بتانے کی کوشش کر رہے ہیں"۔ وہ مسکرایا۔

"جلدی بتائیں... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"اب ہم کیوں نہ کہانی شروع سے سنا دیں"۔

"ہاہاہا... بالکل"۔ انسپکٹر جمشید بچوں کے انداز میں بولے۔

انہوں نے ایک نظر اس پر ڈالی... پھر محمود نے کہنا شروع کیا۔

"یہ کیس فرقان بھائی سے شروع ہوا تھا... ان کے دروازے کی گھنٹی کسی نے بجائی تھی... فرقان بھائی نے دروازہ کھولا تو باہر ایک اجنبی کھڑا تھا... اس نے کہا... یہ میرے پاس پچاس ہزار روپے ہیں... یہ آپ لے لیں"۔

اس کے بعد محمود ساری تفصیلات سناتا چلا گیا... یہاں تک کہ وہ

موجودہ صورت تک آ گیا۔

"ہم نے اس عمارت کا جائزہ لیا... وہاں سے ہمیں ان تین ڈاکٹرز اور ابا جان کے علاوہ صرف اور صرف ایک اور شخص کی انگلیوں کے نشانات ملے... یعنی مجرم کے"۔

"کک... کیا مطلب؟" بہت سی آوازیں آئیں۔

"اختر رضوانی صاحب تو وہاں جاتے نہیں رہے... لہٰذا ان کی انگلیوں کے نشانات تو وہاں مل نہیں سکتے تھے... اگر ملتے بھی تو بہت پرانے نشانات ملتے... کیونکہ یہ مدت ہوئی وہاں گئے تھے... ویسے ہم نے ان سے ایک بات نہیں پوچھی... اور وہ یہ کہ وہ عمارت بیکار کیوں پڑی ہے؟"

"بس ایسے ہی... اچھا کرایہ دار کوئی ملا نہیں... میں نے کسی کو دی نہیں"۔

"ہوں بہت خوب۔ ڈاکٹر صاحبان... آپ کیا کہتے ہیں... جب آپ ہمارے والد کی برین واشنگ کر رہے تھے... تو کیا باس وہاں آیا تھا"۔

"بب... باس... باس"۔ وہ چلائے۔

"ہاں! باس"۔

"ہاں... وہاں باس موجود تھا... اس لئے کہ اس نے کہا تھا... اپنی آنکھوں سے انسپکٹر جمشید کی برین واشنگ ہوتے دیکھنا پسند کرے

گا"۔

"کیا!!!"

وہ سب ایک ساتھ چلائے۔

○☆○

خالی ہاتھ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے.... وہ ایک دوسرے کو ٹکر ٹکر دیکھتے رہے' کیونکہ اس وقت ڈاکٹرز نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی.... اس سے مجرم ان کے سامنے بالکل اچانک آ گیا تھا.... عمارت میں تو ان تین ڈاکٹرز کی انگلیوں کے نشانات ملے تھے یا ان کے والد کے اور ان کے علاوہ اگر کسی کے نشانات تھے وہ تھے اختر رضوانی کے۔

"اب.... اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں"۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"حیرت ہے.... تم مسکرا رہے ہو"۔

"پندرہ سال پہلے کھائی ہوئی شکست کا مزا پھر سے منہ میں محسوس کر رہا ہوں.... مسکراؤں نہیں تو کیا کروں؟"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"تم ہر بات سمجھ گئے ہو.... بننے کی کوشش نہ کرو"۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... پندرہ سال پہلے تم بالکل اس روپ میں ابھرے تھے.... اور ایک غریب آدمی کے پاس رقوم جمع ہونے لگی

تھیں.... شروع میں اس غریب آدمی نے جس سے رقم لینے سے انکار
کیا.... اس کی لاش شہر میں کسی جگہ سے ملی.... اس لئے پولیس والوں
نے اور دوسروں لوگوں نے اس غریب کو مجبور کیا کہ وہ رقمیں لینا شروع
کردے.... اور اس طرح تمہارا کام چل نکلا.... لیکن یہ معاملہ ہمارے
والد صاحب تک پہنچ گیا.... وہ جب کسی کیس کی تفتیش کرتے ہیں تو پھر
اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں.... لہٰذا وہ تم تک پہنچ گئے....
اس وقت تمہارا مجرمانہ نام نہیں تھا.... اور اسی روپ میں انہوں نے
تمہیں پکڑا تھا' وہ یہ معلوم نہ کرسکے.... کہ دراصل تم شماریات کے محکمے
میں ملازم ہو.... اور اس محکمہ کی وجہ سے بے شمار لوگوں کے راز معلوم
کرلیتے ہو.... جب انسان کی نیت خراب ہو اور وہ راز معلوم کرنے
کے قابل ہو تو پھر تو وہ اور بھی زیادہ دوسروں کے راز معلوم کرنے کے
چکر میں رہے گا.... یہی تمہارا حال ہوا.... تم لوگوں کے راز معلوم کرتے
اور پھر ان رازوں کے ذریعے انہیں اپنا غلام بنا لیتے.... انہیں راز ظاہر
کرنے کی دھمکی دے کر.... اس دھمکی کے ذریعے تم ان سے ہر جائز'
ناجائز کام لیتے.... لیکن تم جیل پہنچ گئے.... اب ہمارے والد کو یہ معلوم
نہیں تھا.... کہ تم نے جیلر کو بھی قابو کر رکھا ہے.... اور اس کی مدد سے
تم جیل سے خود ہی نکل آؤ گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہو
گی.... اور اپنی جگہ اپنے ایک غلام کو جیل بھجوا دو گے.... بلکہ اسے بھی
رات کے وقت جیل سے روز چھٹی مل جاتی تھی.... اس طرح اس

آدمی کے لئے پندرہ سال جیل میں گزارنا آسان کام ہو گیا.... ادھر والد
صاحب تمہیں جیل بھیج کر بے فکر ہو گئے.... جب کہ تم نے اپنا کام
جاری رکھا.... لیکن بہت خفیہ طور پر.... اب پندرہ سال بعد تمہارے
دماغ میں پھر کیڑے رینگے.... تم نے والد صاحب سے انتقام لینے کی
سوچی.... انہیں کسی طرح اغوا کرایا.... یہ وہ درست ہونے پر بتا سکیں
گے کہ وہ اس قدر آسانی سے اغوا کس طرح ہو گئے"۔

"میں خود بتا دیتا ہوں"۔ وہ ہنسا۔

"بہت خوب!.... بتاؤ پھر"۔

"میں نے ناناب کے روپ میں انہیں فون کیا تھا اور ان سے
درخواست کی تھی کہ پندرہ سال بعد جیل سے آیا ہوں.... اور آپ کے
ذریعے جیل گیا تھا.... اب آپ زندگی گزارنے کا کوئی راستا بتائیں....
تاکہ میں باقی ماندہ زندگی جرم کے راستے پر نہ چلوں.... ایسی بات سن کر
بھلا انسپکٹر جمشید کیوں نہ آتے.... میں نے انہیں اپنی خاص عمارت میں
بلایا.... اور یہ وہاں پھنس گئے.... کیونکہ یہ بالکل بے خبر تھے.... بے فکر
تھے.... جب کہ وہ عمارت میری مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے ایک بہترین
عمارت تھی.... وہ جونہی اندر آئے.... ان پر ایک جال گرا.... اور تیز
زہریلے دھوئیں کا بم ان پر مارا گیا.... اس طرح وہ بے ہوش ہو گئے....
وہ زیادہ سے زیادہ تین منٹ تک سانس روک سکتے تھے.... جب کہ
دھواں پندرہ منٹ سے پہلے ختم نہیں ہو سکتا تھا.... اور اس کمرے کے

دروازے کھڑکیاں پہلے ہی بند کر دیے گئے تھے... وہ مضبوط بھی اتنے
ہیں کہ ان کو توڑنا ان کے بس کی بات نہیں تھی... یہ ہے ان کے اغوا
کی کہانی"۔

"خیر معلوم ہو گیا... اب آپ کے پاس کہنے کو کچھ اور ہے"۔

"ہاں! یہ کہ میرے جو غلام ہیں... ان سب کی بھی برین واشنگ
کر دی گئی ہے... یہی وجہ ہے کہ وہ میرے ایک اشارے پر جان دے
دیتے ہیں"۔

"لیکن اب... اب کیا ہو گا... اب کون جان دے گا... آپ
کے اشارے پر... دوسرے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ محکمہ خارجہ
کے جو لوگ تم نے اغوا کیے تھے... اور جنہیں بس غلام بنا لیا تھا...
آخر انہوں نے تمہارے لیے کام کرنے کے دوران اپنے گھر والوں سے
رابطہ کیوں نہ کیا"۔

"سیدھی سی بات ہے... یہ سب برین واشنگ کا چکر ہے... اور
اس کے لئے مجھے ان تین ماہر ترین ڈاکٹروں کو قابو میں کرنا پڑا تھا... یہ
تینوں بہت گھناؤنے قسم کے جرائم پیشہ ہیں... بس میں نے ان کے راز
معلوم کر لئے اور پھر انہیں غلام بنا لیا... لیکن ان کی برین واشنگ میں
نہیں کر سکا... کیونکہ اس کام کے تو یہ خود ماہر تھے... میں نہیں...
تاہم میں نے انہیں بلیک میل کر کے اپنے قابو میں کر لیا تھا"۔ یہاں
تک کہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ان تینوں ڈاکٹروں کے گھناؤنے کام کیا ہیں؟"

"اب میں ہار چکا ہوں... اس بار میں انسپکٹر جمشید کے بچوں کے
ذریعے قابو میں آ گیا... پہلے ان کے ذریعے آیا تھا... لیکن اس
وقت انسپکٹر جمشید کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میرا دوسرا روپ کیا ہے...
اس لئے میں اس جگہ برقرار رہ گیا"۔

"لیکن کیوں... اس ملازمت پر برقرار رہنے کی کیا ضرورت رہ
گئی تھی... جب کہ تم اس قدر بڑے بڑے ہاتھ مارنے لگ گئے تھے
اور اب تک تم نے کروڑوں کی دولت جمع کر لی ہو گی"۔

"اس میں شک نہیں... لیکن دولت کا لالچ ایسا لالچ ہے کہ
کروڑوں اربوں جمع ہو جائیں... لالچ وہیں رہتا ہے... اس ملازمت
کے ذریعے مجھے دوسروں کے راز جاننے کے بہت موقعے ملتے تھے اس
لئے اس کو نہیں چھوڑا... اب رہ گئے' ڈاکٹرز کے گھناؤنے جرائم... یہ
لوگ واقعی بہت بڑے بڑے جرائم کرتے ہیں... لوگوں کے گردے تک
نکال کر بیچ دیتے ہیں... فرض کیا ایک مریض آیا... اس کے گردے
میں شدید درد بتایا... ڈاکٹر حضرات نے فوراً" اس کا الٹرا ساؤنڈ کیا اور
اسے بتا دیا کہ تمہارے گردے میں ایک بڑی پتھری ہے... جو آپریشن
کے بغیر نہیں نکل سکتی... اب وہ مجبور ہے... آپریشن کرانے پر... لہٰذا
آپریشن کے دوران اس کا گردہ ہی نکال کر محفوظ کر لیا اور بھاری قیمت
پر فروخت کر دیا... دولت مند لوگ گردے کے کئی کئی لاکھ دے دیتے

ہیں.... اس قسم کے اور بہت کام ہیں"۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"لیکن تمہاری یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر فرقان بھائی رقم نہیں لے گا تو رقم لے کر جانے والے کی لاش شہر میں کسی جگہ سے ملے گی"۔

"بس! سنسنی پھیلانا چاہتا تھا.... اپنے غلاموں کو اور تم لوگوں کو بتایا چاہتا تھا کہ میں کس قدر طاقت ور ہوں"۔ اس نے کہا۔

"پھر اب کیا خیال ہے؟"

"میں طاقت ور ثابت نہیں ہوا.... پندرہ سال پہلے بھی نہیں اور اب بھی نہیں.... اس بار میں نے سوچا تھا.... پندرہ سال پہلے باپ نے مجھے گرفتار کیا تھا' اس بار باپ کو بے بس کر کے میدان میں آؤں گا.... بالکل اسی انداز میں آؤں گا.... اور تم لوگوں کو تگنی کا ناچ نچا دوں گا.... لیکن میں نہیں جانتا تھا.... تم مجھ تک پہنچ جاؤ گے.... میرا خیال تھا.... میں ہر طرح محفوظ ہوں"۔

"اس کا مطلب ہے.... فرقان بھائی والا چکر صرف سنسنی پھیلانے کے لئے تھا"۔

"اور نہیں تو کیا.... ورنہ میرے پاس تو دولت کے انبار ہیں.... وہ انبار میں اس طرح اپنے غلاموں کے ذریعے فرقان کو کیسے پہنچا سکتا تھا.... اور اس کا کیا فائدہ تھا.... یہ تو ایک کھیل تھا.... تم لوگوں کو

حرکت میں لانے کے لئے"۔

"اس کا مطلب ہے.... ان گنت لوگوں کے کمزور پہلو تمہارے علم میں ہیں"۔

"ہاں! میں نے ان کا باقاعدہ ریکارڈ بنا رکھا ہے"۔ اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ابھی بھی.... آپ کو اپنے کاموں پر فخر ہے؟"

"ہپ.... پتا نہیں.... ہے یا نہیں"۔

"لہجے سے تو فخر ٹپک رہا ہے"۔

"اوہ.... وہ.... پندرہ سال سے زیادہ عرصے سے میں اپنے غلاموں پر حکومت کر رہا ہوں.... اس کا اثر لہجے سے یک دم تو زائل نہیں ہو سکتا"۔

"ہوں.... پھر اب کیا پروگرام ہے؟" محمود مسکرایا۔

"ان تین ڈاکٹروں کو قابو میں کر لیں.... یہ انسپکٹر جمشید کو بہت جلد درست حالت پر لے آئیں گے.... انہوں نے انہیں کچھ انجکشن بھی لگائے تھے.... ان کا اثر جب تک زائل نہیں ہو گا.... یہ مکمل طور پر درست نہیں ہوں گے.... اور میرا کیا پروگرام ہو گا.... اب ظاہر ہے جیل جانا ہو گا"۔ اس کے لہجے سے شکست صاف ٹپکنے لگی۔

"پتا نہیں کیوں لوگ ایسے جرائم کرتے ہیں.... آج تک کوئی مجرم بھی فائدے میں تو نظر آیا نہیں.... آخر کار تو انجام برا ہی ہوتا

ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"بس یہی بات تو سمجھ میں نہیں آتی ان کو"۔ محمود بولا۔

"سمجھ میں آئے بھی کیسے۔۔۔ دولت کا لالچ عقل مار دیتا ہے"۔

"لیکن عقل مارے جانے کی صورت میں یہ لوگ ایسے ایسے جرائم کیسے کر گزرتے ہیں"۔

"جرائم کر گزرنے کی حد تک عقل نہیں ماری جاتی۔۔۔ انجام سوچنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے یہ لالچ"۔

"افسوس۔۔۔ صد افسوس۔۔۔ ناتاب صاحب"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن کس بات پر افسوس۔۔۔ بات درمیان میں کیوں چھوڑ دیتے ہو"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"بس کیا بتاؤں"۔ فاروق بولا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ بلکہ ضرور بتاؤ"۔ محمود مسکرایا۔

"بات کو میں نہیں چھوڑ دیتا۔۔۔ بات مجھے چھوڑ دیتی ہے"۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی؟" خان رحمان ہنسے۔

"اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تو آپ ہنسے کیوں؟" فاروق تڑ سے بولا۔

"دھت تیرے کی۔۔۔ مجھے بھی پکڑ لیا"۔ خان رحمان بوکھلا اٹھے۔

"جی نہیں۔۔۔ انکل۔۔۔ میرے ہاتھ تو خالی ہیں"۔

"خیر۔۔۔ یہ بات بھی درست نہیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"کون سی بات؟" فاروق چونکا۔

"خالی ہاتھوں والی۔۔۔ مجرم اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"ارے باپ رے"۔ فاروق نے بوکھلا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔ اور پھر فوری طور پر پرسکون ہو گیا۔۔۔ ایسے میں اکرام کے ماتحت ہتھکڑیاں لئے مجرم کی طرف بڑھتے نظر آئے۔۔۔ جب کہ وہاں موجود لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر رہی تھیں۔۔۔ اچانک انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"یہ۔۔۔ یہ تم نے کیا نام لیا تھا۔۔۔ ناتاب"۔

"جی۔۔۔ جی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ کیوں؟" محمود نے جلدی سے کہا۔

"مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے کچھ یاد آ رہا ہے"۔ وہ اس طرح سوچنے کے انداز میں بولے۔

"شاید۔۔۔ یہ درست ہو رہے ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ بہت جلد ہی بالکل درست ہو جائیں"۔ ایک ڈاکٹر نے کہا۔

"اور اب تو تینوں ڈاکٹر ہمارے قابو میں ہیں۔۔۔ ان لوگوں کے اور باقی لوگوں کے گھناؤنے جرائم بھی چیک کئے جائیں گے۔۔۔ جن کا ریکارڈ ناتاب صاحب نے تیار کر رکھا ہے"۔ اکرام نے جلدی جلدی

کہا۔

"اوہ ہاں انکل.... بالکل ٹھیک"۔ محمود پرجوش انداز میں بولا۔

"ارے ہاں! ایک بات اور.... آخر ہمارے مجرم نے شباب توقیری کو کیسے اپنا غلام بنا لیا؟"

ان صاحب کے بھی کچھ کمزور پہلو ہوں گے.... وہ بھی اس ریکارڈ میں مل جائیں گے"۔

"نن نہیں.... نہیں.... نہیں"۔ وہ چلائے۔

ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... انہیں اس قدر خوف زدہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی.... اس کا مطلب تھا.... مجرم نے ان کے اور دوسرے لوگوں کو بہت خاص خاص راز حاصل کر رکھے تھے۔

وہ اسی وقت اس ریکارڈ کو دیکھنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

○☆○

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 648

موت کا ستارہ

مصنف: اشتیاق احمد

☆ نیلا ستارے سے ملیے.... آپ کو حیرت در حیرت ہو گی۔

☆ محمود، فاروق اور فرزانہ عثمان فاروقی کی کوٹھی میں موجود تھے کہ....

☆ چند حملہ آور اندر داخل ہوئے۔